

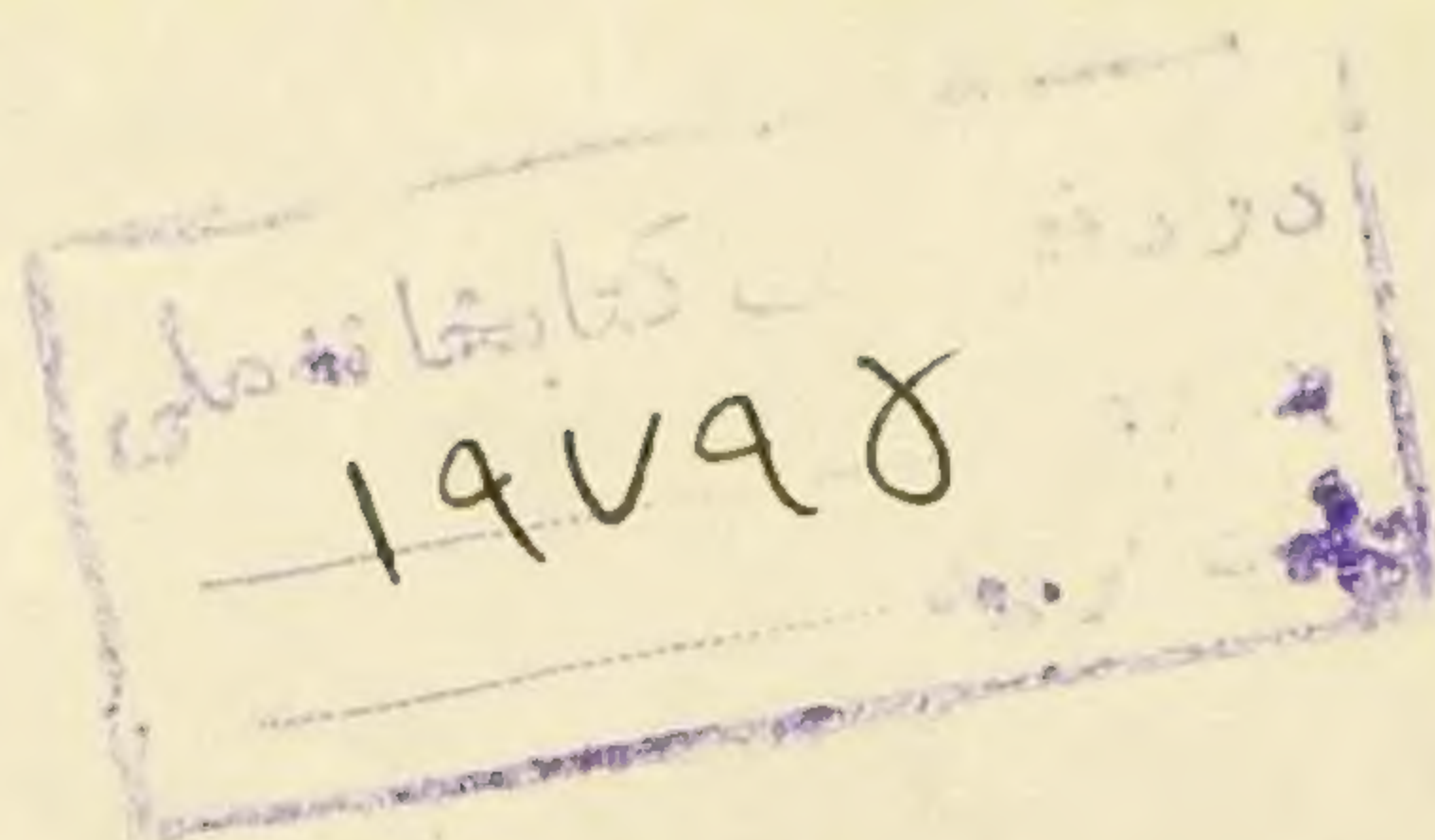








الف ۱۰۹









تَبْصَرَةٌ وَذِكْرٌ لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ

کتاب تطاب

# تبصرة الاصطلاحات الصوفية

از تصانیف

حضرت سید السادات قدوة السالکین زبدة الواصلین مخدوم  
سید اکبر حسینی المعروف بسید بزرگ قدس الشہرہ العزیزہ  
خلف الصدق و فرزند اکبر

حضرت سلطان العرفاء الکاملین امام الاولیاء الواصلین مخدوم  
سید صدر الدین ابوالفتح محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز  
رحمۃ اللہ علیہ

تصحیح و اہتمام

مولوی حافظ سید عطا حسین صاحب ام، ایس ای

ناظم وظیفہ یاب سرشتہ تعمیرات سرکار عالی

درمہن پریس واقع بازار عیسی میاں حیدر آباد وکن طبع شد

وبہ اسلہ برکات عہد عثمانی ادامہ اللہ تبارک و تعالیٰ

از کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف شایع شد

ربیع الاول ۱۳۶۵ھ









## بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۔ الحمد لله الواحد الاحد لا ازل لا ابدی العزیز الحکیم العرف السعید الذی ارسل  
رسوله ونبیه سیاناً محمداً المصطفیٰ احملاً المجتبیٰ الی کافّة الناس بشیراً وندیاً و داعیاً الیه  
بآذنه وسمی اجماعاً منیراً و انزل علیه الکتاب العزیز الذی لا ینقضه الباطل من  
بین یدیه و لا من خلفه و جعله للذین امنوا و عملوا الصالحات هدی و نوراً و لادلی  
الا لباب تبصره و ذکر صلواته و سلامه علیه و علیٰ اله الطیبین الطاهرین و اعمھابہ  
الطہارین المھدیین صلوٰۃ و سلاماً و ایما کثیراً کثیراً۔

۲۔ حضرت امام العارفين قدوة الاولین مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز قدس  
نے ۲ رجب المرجب ۱۰۰۰ھ کو دہلی قدیم میں عالم کو اپنے وجود و باوجود سے منور فرمایا سلطان محمد تغلق کے حکم سے جب  
دہلی کی ساری آبادی دولت آباد روانہ کی گئی حضرت مخدوم کے والد ماجد سید یوسف حسینی قدس سرہ بھی تمام  
اہل قاندان کو ہمراہ لیکر ۲ رمضان المبارک ۱۰۰۰ھ کو دہلی سے روانہ ہوئے اور ۱۱ محرم الحرام ۱۰۰۱ھ کو فانیہ دولت  
ہوئے یہاں ۵ شوال المکرم ۱۰۰۱ھ کو انکی رحلت ہوئی۔ حضرت مخدوم اپنی والدہ ماجدہ اور دوسرا اہل قاندان  
ساتھ دولت آباد میں مقیم رہے مگر بعد میں بعض ایسے واقعات پیش آئے کہ انکی والدہ اپنے بھائی مستوفی الممالک  
ملک لامرید ابراہیم سے کبیدہ خاطر ہو گئیں۔ اپنے فرزندوں کو ہمراہ لیکر دولت آباد سے دہلی روانہ ہوئیں اور  
۴ رجب المرجب ۱۰۰۱ھ کو وہاں پہنچیں۔ حضرت مخدوم صغیر سن ہی سے ختم المشایخ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی علیہ الرحمہ کے کمال  
سنئے آئے تھے اور قایمانہ عاشق و فریقہ ہو چکے تھے۔ دہلی پہنچ کر چند دنوں کے بعد یعنی ۱۶ رجب المرجب ۱۰۰۱ھ کو اون کے  
حلقہ ارادت و بیعت میں داخل و تحصیل کمالات ظاہری و باطنی میں مشغول ہو گئے۔ حضرت چراغ دہلی قدس سرہ  
کی رحلت ۸ رمضان المبارک ۱۰۰۱ھ کو واقع ہوئی اور وقت تک حضرت مخدوم مجاہدہ اور ریاضت اور شاغل باطنی  
میں اس قدر شغف اور انہماک کے ساتھ مشغول رہے کہ متاہل ہونیکا انھیں خیال تک کبھی نہیں آیا لیکن تہجد کا اثر  
اونکی صحت پر اتنا زیادہ پڑ رہا تھا کہ اونکی والدہ ماجدہ نے متاہل ہونیکا تعاضاً شروع کیا۔ آخر اونکے فرمان مجبور  
ہو کر پیر کی رحلت سے کم و بیش چار سال بعد جبکہ سن شریف چالیس سال سے قدرے متجاوز ہو گیا تھا حضرت سید  
اجل احمد بن عارف باللہ سید جمال الدین مغربی قدس سرہ کی صاحبزادی سے نکاح کیا۔ ان سے حضرت مخدوم کو

۵۔ اس تحریر میں اختصار کی غرض سے ان کا نام نامی جہاں آیتھا صرف حضرت مخدوم کے الفاظ پر کفایت کہ جائیگی۔



خداوند تبارک و تعالیٰ نے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں مرحمت فرمائیں۔ بڑے فرزند مخدوم سید حسین محمود  
 سید اکبر حسینی و مشہور بہ سید گئے تھے اور دوسرے فرزند موسوم بہ سید یوسف معروف بہ سید اصغر حسینی تھے۔  
 ۳۔ حضرت مخدوم اور ان کے فرزندوں اور خلفاء کے حالات میں جو کتاب سب سے پہلے لکھی گئی وہ سیر محمدی  
 اوس کے مولف حضرت محمد علی سامانی ہیں جو حضرت مخدوم کے مرید خاص تھے اور اہل سال اون کی خدمت میں  
 سنہ ۱۱۹۰ میں تیمور کے حملہ سے چند روز پیشتر جب وہ دہلی سے گجرات کی جانب روانہ ہوئے محمد علی سامانی اودن کے  
 ہمراہ رکاب رہے اور ان کے ہمراہ گلبرگہ شریف آئے اور ان کی رحلت (۱۶ ذی قعدہ ۸۲۵ھ) کے بعد بھی وہ یہاں  
 مقیم رہے اور ان کی اولاد و خلفاء کی حالات میں کتاب سیر محمدی السنہ ۱۱۹۰ میں تالیف کی۔ دوسری کتاب موسوم بہ  
 تاریخ جمعی و تذکرہ مرشدی ہے۔ اس کے مولف عبدالعزیز بن شیر ملک بن محمد واعظی ہیں سلطان علی الدین  
 بن سلطان احمد دلی البہمنی کے وزیر سند عالی ملک اجارتم کے ایما سے انھوں نے یہ کتاب لکھی۔ ملک اجارتم حضرت  
 سید مخدوم سید احمد حسینی عرف سید قبول اللہ حسینی علیہ الرحمہ بنیرہ حضرت مخدوم کے مرید تھے۔ یہ دونوں کتابیں  
 نہایت مستند ہیں۔ حضرت مخدوم المشائخ سید اکبر حسینی قدس سرہ کے حالات انھیں دونوں کتابوں سے اخذ  
 کر کے ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

۴۔ حضرت سید اکبر حسینی کے ولادت کی تاریخ اتفاقاً کسی تذکرہ نویس نے نہیں لکھی مگر اس پر سب کا  
 اتفاق ہے کہ حضرت مخدوم بندہ نواز متاہل دس وقت ہوئے جب اودن کا سن شریف چالیس سال سے قدرے  
 زیادہ ہو چکا تھا یعنی ۱۱۶۱ یا ۱۱۶۲ھ میں اسلئے صحیح طور پر قیاس کیا جاسکتا ہے کہ حضرت سید اکبر حسینی کی ولادت  
 ۱۱۶۲ یا ۱۱۶۳ھ میں ہوئی۔ حضرت مخدوم نے اپنی ایک تصنیف میں فرمایا ہے کہ تیس بنی اسرائیل میں  
 ایک اسم کے سات آٹھ درخت ہیں جن پر تجلی ربانی ہر وقت ہوتی رہتی ہے اس لئے اودن کو شجر تجلی کہتے ہیں ان  
 میں محدود سے چند پہل پیدا ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک کا رنگ اور مزہ اور خاصیت جداگانہ ہے۔ ان درختوں  
 ابدال واقف ہوتے ہیں اور جب کسی خوش نصیب انسان پر وہ عنایت فرما کر اوس کو اپنی آغوش تربیت میں لے لیتے  
 ہیں تو اودکی نفسانی حالت کے اعتبار سے جو پھل اوس کے مناسب ہوتا ہے اوس کا شیرہ اوسے کھلا دیتے ہیں کہ  
 کہاتے ہیں اس کی ساری نفسانی کمزوریاں اور برائیاں فوراً دور ہو جاتی ہیں۔ حضرت سید محمد اکبر حسینی قدس سرہ  
 کی جس روز ولادت ہوئی ابدالوں میں سے چند بزرگ جو حضرت مخدوم سے سفید اور ان کے فیوض سے بہرہ یاب تھے  
 ان کی خدمت میں آکر فرزند کے تولد کی مبارک باد دی اور ان ہفتوں میں سے ایک کا پھل لا کر پیش کیا۔ تو مولود پھل



فرمایا شہد چٹایا جاتا ہے ان کو اس شجرہ قہر کے پہلے کا شجرہ چٹایا گیا۔ ان کے آئندہ کے کمال بزرگی اور جلالت  
شان پر اس سے زیادہ واضح اور کیا دلیل ہو سکتی تھی۔

۵۔ جب وہ سن شعور کو پہنچے پہلے انہیں کلام اللہ شریف حفظ کرایا گیا۔ اس کے بعد وہ تحصیل علوم میں مشغول ہوئے  
اور دہلی کے اوس وقت کے اکابر علماء کے حلقہ درس میں داخل ہوئے اور ان کے استاذہ میں حضرت قاضی عبدالمقند  
مخدوم مولانا خواجگی مولانا محمد بغرا اور مولانا نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہم علوم ظاہر اور باطن میں نہایت ممتاز  
اور بلند پایہ بزرگ تھے۔ قاضی عبدالمقندر قدس سرہ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے ممتاز مرید  
اور خلیفہ تھے اور حضرت مخدوم بندہ نواز کو بھی ان سے شرف تلمذ تھا۔ حضرت سید اکبر حسینی چند ہی سال  
میں صرف نحو منطق بلاغت و معانی ادب و شرفقہ و اصول فقہ حدیث و اصول حدیث اور تفسیر و غیر ہم  
علوم میں درجہ کمال بلکہ درجہ اجتہاد تک پہنچ گئے۔ حضرت مخدوم نے ان کو اوایل عمر ہی میں سلسلہ طریقت  
میں داخل کر لیا تھا۔ اور ان کی باطنی تعلیم و تربیت شروع کر دی تھی۔ چونکہ جو ہر قابل رکھتے تھے عنفوان شباب  
ہی میں مکمل ہو گئے۔ ابتدا ہی میں ان پر انقطاع عما سوی اللہ کا غلبہ اس قدر زیادہ ہوا کہ کسی جانب التفات  
اور توجہ بطلق باقی نہیں رہی۔ روایت ہے کہ اہل اہل مجاہدہ میں حضرت خضر علیہ السلام ان سے ملے اور فرمایا  
جو مقصود ہو بیان کرو جواب دیا کہ مقصود من از ان جنس نیست کہ از شما خواستہ شود۔ حضرت خضر اس  
جواب سے نہایت خوش ہوئے۔ غلبہ حال میں ان سے احیاء تا کر استین ظاہر ہوتی رہتی تھیں ایک مرتبہ  
شدید سرما کے زمانہ میں آگ روشن کی گئی تھی۔ اور ان کے ہمراہ مولانا علاء الدین گوالیری اور مولانا بہاء الدین  
امام اوس کے نزدیک بیٹھے تھے۔ انہوں نے فرمایا ”مارا از مقصود هیچ حجاب نیست ہر وقتیکہ خواہم مقصود  
را بینم و اگر استوار نمی دارید شمارا بنمایم“ ان کا فرمانا کس کو یاد نہیں ہوتا لیکن ان بزرگوں نے وقت کو  
نہایت غنیمت خیال کیا اور غرض کیا کہ دکھائے۔ انہوں نے آگ کی جانب اشارہ کیا کہ دیکھو۔ حضرت  
مولانا علاء الدین نے فرمایا کہ ”اچھے مقصود بود دیدم“۔ حق سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا  
لِكُلِّ نَبِيٍّ عَمَلًا وَاشْطِطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ اُولِیَا چو کہ انبیاء کے تو لا و فعلًا و حالاً متبع ہیں مغیرین  
کی جماعت انکی بھی دشمن رہا کرتی ہے۔ ایک مرتبہ ایک بد نصیب شخص شیخو نام نے جو توت بچا کرتا تھا ان  
پر سحر کر دیا۔ وہ نہایت علیل ہو گئے مگر حقیقت حال کا انہما کسی پر بھی نہیں کیا۔ آخر حضرت مخدوم نے ان سے  
استفسار فرمایا اور انہما حال کے لئے مصر ہوئے اسی وقت انہوں نے کہا کہ شیخو نے سحر کیا ہے اور ان کا



مقام پر دفن کیا ہے حضرت مخدوم نے چند آدمیوں کو ان مقامات کی نشاندہی کر کے بھیجا اور ان لوگوں نے  
 نہیں کھود کر سحر کے اشیا کو برآمد کیا۔

۷۔ حضرت مخدوم سید اکبر حسینی قدس سرہ تمام عمر اپنے والد ماجد کی صحبت میں فیض یاب رہے۔ سنہ ۱۰۸۰  
 والد کے ہمراہ دہلی سے روانہ ہوئے اور ان کے ہمراہ سفر میں رہے اور سنہ ۱۰۸۰ میں گلبرگہ تشریف لائے۔ اور آخر السنہ میں حضرت  
 مخدوم نے انہیں خلافت مرحمت فرمائی اور جماعت خانہ میں اپنے دو بڑے بیٹے ہنالچہ پراں کو بٹھایا۔ اس کے  
 تقریباً سات ماہ بعد روز چہار شنبہ ۱۰ ربيع الآخر سنہ ۱۰۸۰ کو انکی رحلت ہوئی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ۔  
 ان کا کناخ سلطان علاء الدین خلجی کے بھائی قاتم خاں کے بیٹے تھے جو کھجور کی صاحبزادی سے ہوا تھا لکن چھوٹے  
 ابتر سرور دہلی کے قاصر دستوں میں تھے۔ اور انہوں نے اپنے بعض اشعار میں ان کی مدح کی ہے۔ لکن چھوٹے دست  
 چلے آئے وہیں ان کا انتقال ہوا۔ ان کا مزار قلعہ آباد شریف کے جنوبی دروازہ کے باہر جنوب مغرب جاتیب  
 آدھے میل کے فاصلے پر واقع ہے حضرت اکبر حسینی کو خداوند تعالیٰ نے ایک لڑکا اور ایک لڑکی عطا فرمائی صاحبزادہ  
 کا نام نامی سید سید سید حسینی تھا۔ روضہ حضرت مخدوم کی سجادگی انہیں کی اولاد میں آرہی ہے حق سبحانہ و تعالیٰ  
 یہ سلسلہ تاقیام قیامت قائم رکھے۔

۸۔ حضرت سید اکبر قدس سرہ زید حسینی سید ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے:۔ مخدوم شیعین معروف بہ  
 سید اکبر و مشہور بہ سید شیعین بن حضرت مخدوم العارفین سید محمد گیسو دراز خواجہ بندہ نواز بن سید یوسف بن سید علی  
 بن سید محمد بن سید یوسف بن سید حسن بن سید محمد بن سید علی بن سید حمزہ بن سید داؤد بن سید زید بن سید یوسف  
 البخاری بن سید حسین بن سید ابو عبد اللہ بن سید محمد بن سید عمر بن سید عمر بن سید حسین بن سید شہید المظلوم بن  
 امام ہمام بن العابد بن بن سید الشہداء امام حسین شہید دشت کربلا بن امام انشارق و المغرب امیر المومنین  
 سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا علیہا السلام بنت سید المرسلین قاتم ابن  
 اکبر محبتی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۸۔ حضرت مخدوم سید اکبر حسینی اپنے والد ماجد کے مرید اور فقیہ تھے سلسلہ طریقت چشتیہ نظامیہ ہے۔  
 یہ سلسلہ اس قدر زیادہ مشہور ہے کہ شجرہ کے لکھنے کی چندان ضرورت نہیں ہے مگر محبان و محبوبان الہی کا ذکر  
 ہمیشہ موجب نزول رحمت الہی ہے اس لئے قیمنا و تبرکاً لکھا جاتا ہے:۔ مخدوم سید حسین معروف بہ سید اکبر  
 و مشہور بہ سید شیعین بن سید ابو عبد اللہ بن سید محمد گیسو دراز خواجہ بندہ نواز بن سید یوسف بن سید محمد بن سید علی بن سید حسن بن سید محمد بن سید یوسف بن سید حسین بن سید ابو عبد اللہ بن سید محمد بن سید عمر بن سید عمر بن سید حسین بن سید شہید المظلوم بن امام ہمام بن العابد بن بن سید الشہداء امام حسین شہید دشت کربلا بن امام انشارق و المغرب امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا علیہا السلام بنت سید المرسلین قاتم ابن اکبر محبتی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔





خواجہ نعیر الدین چراغ دہلی عن سلطان المشائخ محبوب الہی نظام الدین اولیا عن تقي المحبت شيخ الاسلام خواجہ فرید الدین  
گنگنکار جو دہنی عن قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین تختیار کاکی اوشی عن خواجہ خواجگان خواجہ غریب نواز مدنی  
حسن بھری عن شيخ المشائخ خواجہ عثمان دہنی عن شيخ الاسلام خواجہ حاجی شریف زبانی عن شيخ الاسلام خواجہ شاد چشتی  
عن شيخ الاسلام خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی عن شيخ الاسلام خواجہ ابو محمد چشتی عن شيخ الاسلام خواجہ ابو الطیب  
چشتی عن شيخ المشائخ خواجہ ابواسحق شامی عن شيخ المشائخ خواجہ متا و علو الدینوری عن شيخ المشائخ خواجہ ابو ہریرہ  
ابن مسری عن شيخ المشائخ خواجہ حذیفہ المرعشی عن سلطان التارکین سلطان ابراہیم بن ادھم بلخی عن شيخ المشائخ  
خواجہ فضل بن عیاض عن شيخ المشائخ خواجہ عبدالواحد بن زید عن سید التابعین خواجہ خواجگان حنبل بصری عن امام المشار  
والغائب امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم اجمعین عن سید المرسلین قائم النبیین ابو عبد اللہ  
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

۹۔ اپنے والد ماجد کی طرح حضرت سید اکبر حسینی بھی ولی مادر زاد اور محبوبت محب پیدا ہوئے۔ تمام عمر  
محبت الہی ان کے شامل حال رہی اور کبھی کوئی فعل جس میں شرعاً خفیف سی بھی کراہت ہو اون سے سرزد  
ہو نہیں ہوا۔ ان کے والد ان کے پیڑ بھی تھے اس لئے انکی ظاہر باطن کی حالت سے اون سے زیادہ کوئی واقف  
ہو سکتا تھا۔ (بردايت محمد سامانی) وہ فرمایا کرتے تھے کہ ”اگر محمد اکبر سپہ من نمی بودے من ابرق کشی او میکردم  
اور فرمایا کرتے تھے ”بیچ مرید سے از پیر بہتر نہ است مگر دو نفر کیے خدمت شیخ قطب الدین از شیخ سعید الدین  
رضی اللہ عنہما دوم محمد اکبر زن خطایر القدس کے آخر میں حضرت مخدوم فرماتے ہیں ”امشب کہ شب پانزدہم  
جمادی الاخرہ تاریخ سنہ ثمانہ است و ثمانناہ است فرزند کہ مولود از سر من است و موجود از صلب من است  
مستتر شدہ سے طالبیہ مشترک گویم ازین سخن کہ پدرم گمان برند کہ رعایتی دعا یتے دارد و گرنہ گویم کہ زائید  
کہ در نہ غیر استوار قدمے استوار نہادہ است و در حقایق و معارف بدان مرتبہ باشد کہ در دقایق این  
کار و حقایق مرزاں کہا کہ بنام ہر چہ گوید شود و داندا از مشاہدہ و معاینہ او باشد اگر او مرا  
پس نہ بودے من ابرق کشی او میکردم نیک نفسے صاف دے پاک چشمے سواٹے کلمے را شادے مرشدے  
آمد۔۔۔۔۔“ (خطا ہر القدس مطبوعہ صفحہ ۱۸۵-۱۸۶)۔ جب ان کا انتقال ہوا حضرت مخدوم نے اپنے بھتی  
سبا رک سے ان کو غسل دیا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے دو شخصوں کو غسل دیا ہے ایک اپنے پیر  
حضرت خواجہ نعیر الدین چراغ دہلی کو اور دوسرے سید محمد اکبر کو۔ ان کے



مزار کی زیارت کو حضرت مخدوم ہرچہار شنبہ کو جایا کرنے تھے اور کچھ کھانا پکوا کر لیا یا کرتے اور تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ یہ روایت محمد سامانی قدس سرہ مقام علاحدہ طریق جماعت خانہ راست کہانیدہ بودند پیش قبر ایشان سر بر زمین می آوند و روشنی داشتند مجاور اور ابرمی گرفتند۔ وہی فرمودند محمد اکبر متحق این است اگر من بغیر استحقاق میکنم خود فرستے قیامت چنگ ہمہ عارفان و دامن من

۱۰۔ حضرت اکبر حسینی کی جلالت کا واقعہ بھی عجیب ہے جو انکی مرتبہ کی نہایت بلندی اور انکی جلالت شان پر دلالت کرتا ہے میں اس نسخہ کو محمد سامانی قدس سرہ کے ہی الفاظ میں یہاں لکھتا ہوں: ”دیگر فرمودند دینی حضرت مخدوم بندہ نواز) آخر میں ماہ رمضان کہ بعد آن نقل کردہ است (یعنی سید اکبر حسینی) جلالتے ہر شب بخور دے من گنجیم چاہے بخوری این ترا مضرت است گفت حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا فرمودند من درین ماہ رمضان ہر بر تو خواہم بود ہر چہ میدانی بخور ترا مضرت نخواہد کرد۔ دیگر فرمودند یک روز بر من گفت مرا فراشی حقیرہ قدس میدہد این مقلے است زیر عرش ایلموین علی کرم اللہ وجہہ ہما بخا عہد دارند و خدمت شیخ فرید الدین ہم آنجا انداختم نہ ہا قبول کنی آنگاہ مرا خراب کنی بروے گفت قبول کنم بل کردم۔ فرمودند من ہا نزد انتم کہ این آنخواہند گذاشت روز چہار شنبہ پانزدہم ماہ ربیع الآخر سلسلہ اشاعت شد ثمانیہ ازین جہاں دوران جہاں جلالت انخواہد مافط شیرازی نے اللہ اللہ کیا خوب کہ ہے اور حقیقت الحقایق کا کس خوبی سے انکشاف کیا فرمایا، شہیدہ ام سخننے خوش کہ پیر کنعان گفت

فراق یار نہ آن میکند کہ توان گفت

جیسے کہ مرلے کا غم باپ کو ہونا نظری اور لایہدی ہے خصوصاً جبکہ بیہ کمالات ظاہری و باطنی اور باپ کی خدمت گزاری و اطاعت اور محبت کی فقاہت میں یکتاے روزگار ہو۔ حضرت مخدوم کو بیٹے کی رحلت کا شدید رنج ہوا۔ ان کے مکتوبات میں دو مکتوب ہیں ایک وہ جسے انھوں نے حلیفہ فاضل شیخ علاء الدین کالیپوی کو تحریر فرمایا تھا دوسرا وہ جس کو مولانا محمد معلوم دیب علاء الدین مولانا میران شاہ و دیگر مریدان را بعد نقل مخدوم زادہ بزرگہ لکھا تھا یہ دونوں مکتوبات میں موجود ہیں اور طبع ہو چکے ہیں۔ ان خطوط سے اس رنج و حزن و دلال کا قدرے اندازہ ہو سکتا ہے جو حضرت مخدوم کو ہوا اور جس سے حضرت مخدوم زادہ کی موت کے سبب کا یہی انکشاف ہوتا ہے۔ ان دونوں مکتوب کے مضامین کو جہاں تک اس حادثہ سے متعلق ہیں درج کرتا ہوں۔ دنیا میں شاذ و نادر ہی کوئی ایسا خوش نصیب جو فقہان اولاد کے درد و غم و مصیبت میں مبتلا نہ ہوا ہو۔ حضرت مخدوم کے یہ مضامین نہایت متھقانہ اور عارفانہ ہیں۔ اور اولاد کی موت کے درد و غم کے مارگزیدوں کے لئے تریاق اعظم کا حکم رکھتے ہیں۔



(۱) مکتوب چهل و سوم بجانب شیخ علاء الدین بعد نقل مخدوم زاده بزرگ: فرزند دینی مولانا علاء الدین  
 کالموری دعای محمد بنی مطالوع کند. زبان از گفتار گنگ است و قلم از رفتار گنگ است چه جام مراد ما به کام مانده است  
 و در صبح مادر غرقاب نوح افتاد و یک جوش ما پختند و با اسه این سوخته خام ماند با دهر هر کند گمان من بودم  
 که شجر مثل چیت را ازین درخت بهشت که اورا نهال طوبی دانسته بودم شاخ و برگه شود گل و باره در جهان بیا این  
 بر خود دار گرد چه گویم آفتاب از مطلع غیب طلوع کرد و اعجابا کما طلعت غربت کوئی این طلوع و غروب  
 تیرمان بوده اند به معیت و جمعیت بیکار بیک جنبه بکاشکم با هم زاده بودند و نمودن آن زمان همان و پرده بر  
 کشیدن آن زمان همان ... اما حال سخن این مسکین ذاری برین گفتار آمد آنچه ما خواستیم خدا نخواست همان  
 ها این کلام جامع اسرار قدیان است همان را بخوان **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** من مدعی صبر  
 ام که زیرا چه مبر او به مبارزی است و چه جاست که شکر است که شکر یاده برابری است اے محمد یوسف حسینی  
 گیسو دراز سخن را کوتاه کن زبان زیر دندان نه دل را بمنقار و کار گمارند باب باید که هر ساعتی بکاره جبه  
 رود و جد هر یک بحسب حال دست هر چه ترا از دیدار مقصود کار باز دارد آن بدل ندیان وقت تست ان  
 من قات و قته ففقات و بهید محمد باقر (علیه علی آباء الصلوٰة والسلام) گفته است درین آیت  
**وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاءُ هُمُ الطَّاغُوتُ كُلُّ مَا شَغَلَكَ عَنْ مَطَالَعَةِ الْحَقِّ فَهُوَ طَاغُوتٌ** کما  
 باید که زن و فرزند و لبند تو نشوند پاندره حق نگرند آینه رونده ترا بخود مشغول ندارند در روز آمدن  
 شب را انتظار مکن و شب را بطلوع روز نظر مدار و فتوح غیب اخرا نه گره بند ساز زینهار هزار زمینها  
 بهر پیش آید در راه پس افتاد روزگار خود مکن آینه رونده آرند بزنده را بخدا سپارد و وقت خوش  
 را به غنیمت نه .....

(۲) مکتوب پنجاه و چهارم بجانب مولانا محمد معلم و سید علاء الدین و مولانا میران شاه و دیگر  
 مریدان بعد نقل مخدوم زاده بزرگ: تسلیات نامیه و تحیات از اکیه اصحاب ارادت دار باب  
 عقیدت بخطاب مطالوع کند قوله عز من قائل **وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ  
 قَبْلِهِ الرُّسُلُ** اشکالے باشکالیت این کلام قدسی ما ترددت فی شئی کترددی فی قبض  
 سروح عبدی المؤمن یکسر موله وانا کسر و لکن جری التقلید علی ذلک  
 و لا بد منه هاں دهاں بعد ازین فهم علی و غنی می شاید که من بناله و آه بر مساد و صبلح برای دیوار



کے لئے جس نے غزلباغ فتح افتاد و در شب آن روز من در غرقا بن بحر ختم باہر نگرینہ و خرمہرہ آشتا گشت بہار  
 امید و آرزو از آن زد و گلین و جو و تازگی و جو و مرالہبیت در کہ دوزخ بیک نف بسوخت بسوزے گرفتارم کہ غزل نامہ  
 کتاب دوزخ می نویسد و جنب آن تعزیر دوزخ عین نعیم می نماید چون باشد کہ دل عمرے با امید بستہ بود و بلخ البصر چیر  
 و لا بود کرد و آئینہ گریہ گریہ چہ سودمند آید کتاب السدی فرماید وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ اِنْ يَارَ بَالِدُ يَا ب  
 استقامت بلایا با معیت یا با مقابله ہر چہ شد خدا ما این در و در ماننے روسے نہ نمود۔ مصرعہ۔ من نہ استم از اول  
 کہ تو بے ہر دو فانی۔ حدیث این حادثہ و قصہ این غصہ در حریم کتابت در می آید۔ اللہ اللہ اللہ۔ ہذا باب  
 بیست و نگان ماہر یک مولانا محمد و عبید اللہ و پسران سید علارالدین و پسر سید عالم و مولانا شعیب سیران شاہ باقی  
 سالکان و پیوستگان باشند کہ محمد اکبر من با اختیار خویش از من اعراض کرد و سفر قدس اورا اختیار افتاد  
 کہ بعد از ہر دم بود او تعجیل بمکرم ساخت ہر چند نفتم باز آئے کہ من پیروختہ در دمنہ خواہم شد نشود البتہ بظنیہ قدس بحرا  
 آنجا رفت اگر از ان حکایت کنم ہیچ گوشے استماع آن را تحمل نکند کہ گاہے در فہم دے نیارہ است حاصل این  
 سخن این است اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ کل شئی یرجع الی اصلہ اما را در دستہ تقسیم داند و ہے  
 متبعم دامنگیر دل ش۔۔۔۔۔

۱۲۔ حضرت یاکبر حسینی قس سرہ اپنے اشغال میں سقدر زیادہ منہمک رہا کرتے تھے کہ تصنیف تالیف  
 کی جانب کسی وقت توجہ فرمایا کرتے تھے جب اون کے دوستوں اور وابستگوں کی درخواست ہوا کرتی تھی تاہم  
 کتاب میں تصنیف فرامی جھکی تفصیل یہ ہے۔ (۱) معارف عربی در نحو (۲) شرح تفسیر لمقط تصنیف الدواشان۔  
 (۳) عقاید نامہ فارسی در عقاید اہل سنت (۴) رسالہ اباحت سماع (۵) رسالہ اباحت پوشیدن کفش در مسجد (۶)  
 حضرت مخدوم کے ملفوظات کے دو نسخے ایک کو دہلی میں لکھا تھا اور (۷) دوسرا مسمی یہ جوامع الکلم جو اٹلے سفر  
 گجرات میں لکھا گیا (۸) مقامات صوفیان عربی (۹) تصرف مالکی (۱۰) شرح سوانح امام احمد غزالی (۱۱) شرح  
 رسالہ فارسی در صرف اور (۱۲) یہ کتاب مستطاب جو طبع موکرا شایع ہو رہی ہے یعنی تبصرۃ الاصطلاحات الصوفیہ۔  
 ان کے علاوہ اور بھی چند چھوٹے چھوٹے رسالے لکھے گئے مگر شرح سوانح اور عقاید اور تبصرۃ الاصطلاحات کے سوا  
 ان کی تصنیفات کچھ کسی دوسری تصنیف کے مطالعہ کا شرف مجھے حاصل نہیں ہو سکا۔ ان کا تینہ کہیں نہیں مل سکا  
 غالباً اب وہ باقی نہیں ہیں اور تبریز زمانہ سے مفقود ہو چکی ہیں۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے عقاید  
 اہل سنت میں خود ایک کتاب لکھنے کا ارادہ فرمایا تھا بلکہ شروع بھی کر چکے لیکن جب ادنیٰ معلوم ہوا کہ حضرت



سید اکبر حسینی قدس سرہ ایک سالہ لکھ رہے ہیں تو خود دست کش ہو گئے۔ اور فرمایا کہ وہی کتاب کافی ہوگی۔ امام احمد غزالی کی سوانح حضرت سید اکبر حسینی نے والد بزرگ سے سبقاً پڑھی تھی اس کے بعد اس کی شرح لکھنے کا ارادہ فرمایا اور حضرت مخدوم اجازت کے خواستگار ہوئے۔ انہوں نے اجازت دی لیکن یہ بھی فرمایا کہ امام احمد غزالی سے بھی اجازت حاصل کر لو چنانچہ معنوی طریقہ پر ان کی اجازت حاصل کرنے کے بعد شرح لکھی۔ یہ شرح مختصر ہے اور نہایت ہی فاضل ہے اسرار الہی کے اظہار سے انہوں نے احتراز کیا ہے اپنی تصنیف کو آشنا۔ یہ تحریر میں آؤں گیل کے بعد حضرت والد کے ملاحظہ میں پیش کیا کرتے تھے۔ جو اسع الکلم کے غمون کو ہر روز لکھنے کے بعد والد ماجد کو دیدیا کرتے تھے۔ وہ ملاحظہ فرما کر اور احیاناً جہاں ضرورت ہوتی اصلاح دیگر واپس فرمادیتے تھے اور بہت خوش ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ سید اکبر اس طرح لکھ رہے ہیں گویا میں خود لکھ رہا ہوں تبصرۃ الاصطلاحات حضرت مخدوم کی ایما اور اجازت سے لکھی گئی اور آٹھائے تحریر میں ریاہ اون کے ملاحظہ میں پیش کی گئی چنانچہ حضرت مخدوم سید اکبر حسینی نے متعدد مقامات پر اس کا ذکر بھی کیا ہے۔

۱۳۔ ہر علم کے لئے اس کے اصطلاحات مخصوص ہیں اور کسی علم کو جاننے اور سمجھنے کے لئے اس کے اصطلاحات کا  
جاننا اور سمجھنا ضرور ہے۔ علم تصوف کے بھی اصطلاحات خاص ہیں اور بیت کاذب کے معانی سے پوری واقفیت حاصل نہ  
کر لی جائے تصوف کی کسی کتاب کا محققہ سمجھنا دشوار بلکہ محال ہے۔ غالباً اس خیال کو پیش نظر رکھ کر حضرت ابراہیم  
لئے ترقی القادری اصطلاحات الصوفیہ کے فصل نہم و صفحہ ۱۲۴-۱۲۵ میں تھوڑے سے اصلاحی الفاظ کی شرح کر دی ہے گو یہ  
افعال محدود و جتد ہیں مگر ایسے ہیں جنکو جاننا اور ان کے مفہوم سے واقف ہونا تصوف کی کتابوں کو سمجھنے کے لئے نہایت ہی  
ضرور ہے۔ ان اصطلاحات کے مختصر بیان کے علاوہ تقریباً بقیہ تمام کتاب حضرت مخدوم عبدہ نواز حسینی قدس سر العزیز کی  
بہترین اور نہایت ہی بند پایہ اور نہایت دقیق اور عامض تصنیف سمار الالاسرار کے نہایت غامض و دقیق اور عمیق  
۱۔ سمار ادعیان کی شرح ہے فصل دوم میں سمر ۲، کی فصل سوم میں سمر ۹، کی فصل چارم میں سمر ۱۰، کی فصل پنجم میں سمر ۱۱، کی  
فصل ششم میں سمر ۸، کی فصل نہم میں سمر ۱۱، کی فصل دہم میں سمر ۶، کی تفصیل مربوط سے شرح کی۔ پہلے فصل اول میں بطور تمہید کے یہ  
اصول بیان کیا۔ ہے کہ اولیا کی باتیں غیر متعلق لوگوں کے روبرو بیان نہیں کرنی چاہئے فصل ششم اور ہفتم میں اولیا کے شطحیات  
کا اور ان کلمات کا بیان جو بعض اکابر کی زبان سے حالت سکراؤ وغلبہ حال میں کہئے گئے ہیں یا زہد ہم میں انسانی حقیقت اور  
عالم صغیر و کبیر کا بیان ہے اور فصل دوازدہم میں چند مختلف مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

۴۱۔ اس کتاب کی فصل ششم میں حضرت سید اکبر حسینی نے ایک ایسے سائے پر بحث کی ہے اور اس کو واضح طور پر بیان فرمایا جس کے متعلق بعض بزرگان صوفیہ کو زمانہ دراز سے غلط فہمی ہوتی آئی ہے اور جس میں کم علم اور نا فہم اور بے قیادت تصوف نے اپنی نا فہمی اور بے قیادی کو کام میں لا کر بہت زنگ آ میری کر دی ہے یہ مسئلہ بابیں کا حضرت آدم علیہ السلام کو حکم الہی



انہوں نے سجدہ کر کے متعلق ہے۔ اکابر صوفیہ کی جماعت کے بعض بزرگوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اہلسنیات پاک  
 اللہ تعالیٰ کا نہایت شریف و ادب اور عاشق تھا اور اس کی غیرت عشق نے اس کو کسی طرح امداد دہونے نہ دیا کہ غیر کو سجدہ کرے۔  
 نافرمانی کا نتیجہ جو ہو گیا اور اس سے وہ خوب جانتا تھا۔ مگر اس سے غیرت عشق اس قدر شدید تھی کہ اس نے دو طرفہ لعنت بھی  
 سب کو قبول کیا لیکن غیر معشوق کو سجدہ نہ کرنا تھا نہ کیا۔ ان بزرگوں نے اس کے اس مترادف فعل کو نتیجہ قرار دیا ہے اس کی  
 عشق الہی کی شدت اور توحید میں کمال آفریق کا اور اس کی فطرت اور دانگی کی فوج دہی ہے۔ میرا گمان ہے کہ اس خیال  
 کے ظاہر فرموانے بزرگوں میں سب سے اول حضرت حسین بن منصور طاج تھے اور حضرت قاضی عین القضاۃ ہمدانی نے اس کی  
 اتباع کی اور اپنی تصانیف میں (خصوصاً مہدیات میں) بہت شد و مد اس کا اظہار فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہما۔ ان کے بعد متصوف  
 کی ایک جماعت انکی بنیال ہوئی آئی تیرہ صرۃ الاصطلاحات کی فصل ششم و صفحہ ۱۱۴ میں حضرت سید اکبر حسینی قدس سرہ نے  
 فرماتے ہیں: اما اصل سخن اینجا آنست کہ ابائے او استکبار او از مقام محبت عشق نبود از آنکہ چون حق تعالیٰ فرمود  
 مَنَعَكَ إِلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرُكَ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ گفتم  
 من بہتر از آدم مرا از آتش آفریدی اور از خاک آتش بر خاک افضل و اید و ازین جہت سجدہ نکردم و گفتم در جواب  
 غیر ترا سجدہ نکنم کہ عاشق غیر معشوق را سجدہ نکند۔ اس کے بعد کیا خوب فرمایا ہے: ”از ان کہ حق تعالیٰ در علم  
 قدیم خود دانست کہ مردمان اورا عاشق خوانند گفتم اورا پر سید سبب ابائے تو حیثیت او عذر ہے پیش آورد  
 ”اورا عاشق بنجویند عشق فاصد انسان است۔ ملائکہ را اذان نسبت نیست۔۔۔۔۔“ عصمت  
 معرفت انبیاء علیہم السلام کو ہے۔ دوسرا کوئی بشر معصوم نہیں ہے۔ اس لئے غلطی اور غلط فہمی ہر بشر سے ہو سکتی ہے جو اودہ  
 کسان ہی بزرگ عالم اور عارف ہو۔ اس کے قطع نظر حسین منصور طاج اور قاضی عین القضاۃ ہمدانی نہایت مغلوب الحال  
 بزرگ تھے۔ ان کے بعد بنی لقیفیت اکثر غالب رہا کرتی تھی یونین ہم قاضی صاحب نے خود اپنی کتاب مہدیات میں  
 ایک مقام پر صاف صاف لکھ دیا ہے کہ اہلسنی کا آدم کے سجدہ سے انکار اس کے عذر نہ خود اور استکبار کا نتیجہ تھا نہ کہ  
 غلبہ توحید اور عشق کا۔ اللہ تعالیٰ حضرت سید اکبر حسینی قدس سرہ کی روح پاک پر بے پایان رحمت نازل فرمائے کہ  
 اس غلطی اور غلط فہمی کو جس میں نہ صرف بے علم متصوف بلکہ بہت سے اچھے اور بزرگ صوفیہ مبتلا رہے اس خوبی اور  
 وضاحت سے بیان فرمادیا۔

۱۵۔ اس کتاب کے مجھے تین نسخے ملے۔ ایک نسخہ تقریباً تین سو سال کا لکھا ہوا مجھے میرے محترم دوست علامہ حکیم  
 مرزا قاسم علی بیگ صاحب سے اور دوسرا میرے عنایت و کرم فرمانواں معشوق یار جناب بہادر سے عاریت ملا۔ یہ نسخہ  
 کتب خانہ کلیانی کے نسخہ سے نقل کیا گیا تھا۔ دونوں کے باہم مقابلہ سے میں نے نقل لی۔ اس کے بعد تیسرا نسخہ جو



غالباً اب کتب فہرستہ آصفیہ میں ہے مستعار ملا اور میری نقل کر کے کتاب کا اس سے مقابلہ کیا گیا تینوں نسخے نہایت غلط لکھے ہوئے تھے تاہم جہاں تک ممکن ہو سکا تصحیح کی گئی۔ نسخوں میں جہاں جہاں الفاظ میں اختلافات تھے بقدر ضرورت حاشیہ پر لکھ دئے گئے بہت اظہار ایسے ملے جو تینوں نسخوں میں ایک ہی طرح لکھے ہوئے تھے اور غلط تھے وہ میرے نسخہ میں بحسنہ نقل کر دئے گئے اور انہیں استفہام کی علامت (P) لکھ دی گئی اور جہاں جہاں میرے خیال میں صحیح الفاظ معلوم ہو حاشیہ پر استفہام کی علامت کے ساتھ لکھ دئے گئے میری اس نقل کردہ کتاب تبصرۃ الاصطلاحات کی طباعت کراہی گئی۔

۱۶۔ مذکورہ بالا تین نسخوں میں نے نقل لی اور اس نقل سے یہ کتاب طبع کرائی گئی بعض جگہ بدیہی طور پر مضمون غلط لکھا ہوا تھا اور بعض جگہ عبارت صیرگھا لجاتی تھی تینوں متقول غلط نسخوں میں عبارتیں چونکہ بحسنہ کیاں تھیں اور مجھے رد و بدل کا حق نہ تھا۔ اس لئے دی ہی نقل کی گئیں اور طبع کرا دی گئیں لیکن ان غلطیوں اور الحاقات کو وضاحت بیان کر دینا بھی میرا فرض ہے اس لئے اس تحریر میں صراحت سے بیان کر دیتا ہوں :-

(الف) تبصرۃ الاصطلاحات کے دیباچہ میں اسکی تصنیف کا سال ہندسوں میں سنہ ۱۱۰۰ اور الفاظ میں ثمانین سبعمائتہ اور زمانہ سلطان فیروز شاہ تغلق کا لکھا ہے۔ یہ غلط ہے۔ اس کتاب کا زیادہ تر حصہ سمار الاسرار کے بعض سمرں کی شرح میں لکھا گیا ہے۔ سہر شاہ دوم میں جس کی شرح تبصرۃ الاصطلاحات کی فصل ششم میں ہے۔ حضرت مخدوم بندہ نواز نے اپنی ایک تصنیف سہی انتقامت الشریعت علی طریق الحقیقت کا حوالہ دیا ہے (صفحہ ۱۱۵)۔ اس کتاب کے دیباچہ میں وہ لکھتے ہیں تحریر فرمایا ہے "اما بعد درین زمانہ کہ تاریخ ہجرت بہ ہفصد و دو و درید (دیکھو مجموعہ یازدہ رسائل صفحہ ۲) یعنی یہ کتاب سنہ ۹۲۰ میں تصنیف ہوئی لہذا سمار الاسرار اس سال کے بعد تصنیف کی گئی عبدغیر بن شہرک قدس سرہ نے تاریخ حبیبی تذکرہ مشہور میں جس کا ذکر اس تحریر کے فقرہ ۳ میں کیا گیا ہے) میں حضرت مخدوم تصانیف کا تفصیل سے ذکر کیا ہے اور صراحت سے بیان کیا ہے کہ کون کون کتا ہیں دہلی کے قیام کے زمانہ میں اور کون کون کتا ہیں دہلی سے گلبرگہ تک سفر کے زمانہ میں در کون کون گلبرگہ شریف میں تصنیف کی گئیں اور سمار الاسرار کے تعلق صاف صاف لکھا ہے کہ گلبرگہ میں تصنیف کی گئی۔ حضرت بندہ نواز سنہ ۱۱۰۰ میں گلبرگہ شریف لائے۔ لہذا سمار الاسرار اس سال کے بعد لکھی گئی۔ لازمی طور پر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تبصرۃ الاصطلاحات سنہ ۱۱۰۰ کے بعد لکھی گئی۔ کاتبوں کی قوم ابتدا سے آج تک سہو او عملاً غلط نویسی میں ہمیشہ متاثر رہا، اس قوم کو ہمیشہ اپنی اجرت سے غرض ہی اور اکثروں نے بے باکی سے قرآن پاک کی بھی غلط کاتبیت کرنے میں دریغ نہیں کیا۔ میرا خیال ہے کہ تبصرۃ الاصطلاحات سنہ ۱۱۰۰ میں تصنیف کی گئی کاتب مذکورہ ہمیشہ غلط لکھا کرتے تھے۔ کاتب نے سنہ ۱۱۰۰ لکھ دیا اور کسی دوسرے نے وضاحت کے لئے الفاظ میں بجائے سبع و ثمانمانہ کے ثمانین و سبعمائتہ لکھا اور ایک دوسرے نسخہ میں بندہ نواز در عبارت دو نو غلط نقل ہوئی آئیں حضرت مخدوم کے گلبرگہ آنے کے وقت سلطان فیروز بہمنی کی بادشاہت تھی مصنف علیہ الرحمہ نے بادشاہ وقت کا نام صرف فیروز شاہ لکھا ہو گا۔ سنہ ۱۱۰۰ میں حضرت مخدوم اور اسکے فرزندوں کا قیام دہلی میں تھا اور ادیش وقت فیروز شاہ وہاں کے بادشاہ تھے سنہ ۱۱۰۰ کو تصنیف کا سال صحیح سمجھ کر کتاب کے کسی پڑھنے والے نے لفظ فیروز شاہ کے بعد لفظ تغلق لکھا اور



اور بعد کے سنوں میں بجا ہوا۔ پہلا آیا۔ مصل یہ کہ ”ششم“ اور فیروز تعلق دونوں غلط ہیں یہ کتاب یقیناً کبیر شریف یا فیروز بہمنی  
زمانہ میں تصنیف کیا گئی اور سہ تصنیف (۸۰۷) سب سے دھما مٹا یہ تھا۔

(ب) فصل پنجم میں (صفحہ ۹۳ از سطر اول) عبارت ”ہر صفات دوست اما از اوج کلیت سے از مطلق بانسانی“  
تک کہ اور دونوں رباعیوں میں رقتہ رقتہ تامل سے گل آن شمع طراز سے دوسری رباعی کے آخر مصرعہ اسے میجر از حسن مقید جو کہ تلم  
مولانا جامی علیہ الرحمہ کی شہرہ آفاق لہجہ کے لایحہ پنجم سے لفظ بلفظ نقل کی گئی ہے لیکن مولانا جامی کا نام نہیں لکھا گیا ہے اور  
اس کے بعد مولانا جامی کا حوالہ دیکھ کر چنانچہ مولانا جامی فرمودہ اند ”لواح ششم سے رباعی گزردل تو گل گذرد گل با شمع نقل کر دیکھئے کیا  
تو بزمین سے مولانا جامی کی یہ عبارت تاریخ و سال رحلت کے تعلق پر اشارہ رکھتے ہیں۔

سال ۸۰۷ھ یعنی نوراست و یکم بیش از شمار صداست۔ بالقرن گشت سال رحلت او یہ جائے جامی بہشت بن گویا ۸۰۷ھ  
حضرت یہ کہ جہنمی کی وفات ۸۰۷ھ میں ہوئی مولانا جامی کی عمر اگر سوا اسی خیال کی جائے تو اوپر وقت او کی عمر صرف چودہ  
کی ہوگی اور ان کی کتاب لہجہ ۸۰۷ھ تک بہت بعد کی تصنیف ہے۔ اس کے ظاہر سے کریاری عبارتیں اور یہ باغیاں تبصرات اصل حقائق  
میں ملتا ہیں۔ یہ تو سب بات شخص نے الحاق کر دیا یا کسی بزرگ کو تصدیق اصطلاحات کے مطابق کے وقت لواح کے پیضا میں اور  
رباعیاں یاد آئیں اور ان میں لہجہ کی کتاب کے حاشیہ پر لکھا یا۔ کتاب ششم س کے نقل میں اور ان مضمین کو نفس کتاب میں شریک  
کر دیا اور ایک سے دوسرے میں نقل ہوتے چلے آئے۔ دینا بخدا من القوم الظالمین۔

(ج) اسی فصل پنجم کے آخر میں (صفحہ ۹۳) یہ شعر نقل کیا گیا ہے۔

نظامی این چہ اسرار است کز خاطر بدون داری کسے سرشش نمیداند زبان درکش زبان درکش  
اس شعر کے تعلق لکھا گیا ہے ”کنون این فصل را بر نظم سلطان العاشقین نظام الدین بادلانی تمام کن۔۔۔۔۔“ پھر دوبارہ  
فصاح و از دم دصفہ (۱۵۰) میں یہ شعر نقل کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے ”چہ خواجہ نظام الدین اولیا فرمایا۔“ یہ شعر حضرت محبوب الہی  
نظام الدین اولیا کا نہیں ہے بلکہ نظامی گنجوی کا ہے اور انکی ایک غزل کے مقطع کا شعر ہے جس کا مطلع یہ ہے۔  
شبے تیر و شبستان زینت راعیان درکش زمانے خست مستی را بخلوت گاہ جان درکش

حضرت محبوب الہی سے کوئی غزل منقول نہیں ہے اور نظامی گنجوی کی یہ غزل صورتوں میں بہت اول رہی ہے اور ان کے مطبوعہ لیاں ہیں  
جو جو بہ حضرت یہ کہ جہنمی اس کے خوب وقف ہو گئے اس لئے یہ قیاس کر کے نہیں کیا جا سکتا۔ شکر کو بجائے نظامی گنجوی کے حضرت نظام الدین  
اولیا کی جانب سے لکھا اور ان کے سہ قلم کا نتیجہ قیاس نہیں لکھتے کہ کسی خوش عقیدہ مکرنا و اتف شخص سے ناسمجی میں یہ تحریف واقع ہوئی۔  
۱۔ حضرت مخدوم سید کہ جہنمی قدس سرہ کی یہ پی تصنیف جو جو طبع کی گئی اور ہمارے ہاں بہت مکرم اور عزیز دست نواب لومی علی محمد خاں صاحب

میرزا کا کہ شریف نظامی نے میرزا کے زمانہ میں کتاب خانہ رشیدی کی جانب سے شیع کی گئی میں ترم و مکرم مولانا حافظ قاری محمد حامد  
سید جی صاحب قیودینیات گلہ کہ کالج و معتمد کمیٹی کتب خانہ و سیر و صنیعین کا شاعر اور چونکہ اس کتاب کی طباعت اشاعت کے ابتدائی  
مراحل میں میرزا و فرامی جزاء اسد خیر الجزاء ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم و صل وسلم و بارک علی بلیک و

و سولک سید نا و مولانا و شفیعنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔ خاکسار

سید عطاء حسین

۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ لکھنؤ۔ حیدر آباد دکن



تَبْصِرَةٌ وَذِكْرٌ لِكُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ

کتاب مستطاب

# تبصرة الاصطلاحات الصوفية

از تصانیف

حضرت سید السادات قدوة السالکین زبدة الواصلین مخدوم

سید اکبر حسینى المعروف به سید بریس

قدس الله سره العزیز

خلف الصدق و فرزند اکبر

حضرت سلطان العرفاء الکاملین امام الاولیاء الواصلین مخدوم

سید محمد حسینی کیسودرا از خواجہ بندہ از

رحمة الله علیه



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مقید دانه نغیر و نحیفه تصحیف هزار شایه معنی به نقطه خال برآراست تا مرغان  
 الهوتی را در دام ناسوتی در آورده اند برآه معرفت جلال و جمال و ذات مطلق در عالم  
 خیال بصفات مقید ذرات کاینات را به مثل نمود و صلیت بر روح خلاصه  
 موجودات و زبد کاینات که از چشمه آب حیات انا من نوسر الله و المؤمنون  
 من نوسری فرمود صلی الله علیه و آله وسلم.

و در و فرادان بعد و اقطار باران و ریگ بیابان نثار مرقد منور و مشهد منظر  
 به چشمه برسد که با وجود علم اولین و آخرین بذات به اظهارش مکشوف بود در عالم طلب  
 از حضرت عزت طالب زیادتى علم شد که رب نرسى فی علما علمای است برگزیده را  
 مخاطب خطاب الشیخ فی قوم کالنبی فی امتد ساخت تا بصیقل جد واجتهاد و زنگنه  
 شکر است و محال است و نیز یک اتحاد و محصیت از ائمه سینه الذین طغوا فی البلاد فاکتفوا  
 فیهما الفساد محو گردانید اللهم صل وسلم و بارک علی سیدنا محمد و علی اله و آباء  
 الی یوم الدین قال الله تعالى و مین خلقنا أمة یمهون بالحق و به یعدون.  
 قال البقی علی الله علی و آله و سلم اصحابی کالجور یا یهمراقتد یم اهل بیت  
 قال الله تعالى ان الذین یوفون علیک القران لو اذک الی معاد  
 بدانکه این سرعاشخان است بر سر را معنی خواسته اند تا به سیرت صوفیان



و اهل دلان را مونس باشد و خاطر ایشان بدین مجموعه جمع گردد و دوساوس شیطانی و مونس  
نفسانی باز گرداند و سوسے تفکر خلق ربانی و محامد تیردانی شوق انگیزد و سخنهای عشق  
آمینر فاسمع والنزم ایها السامع ما قلناک فی الذانی و نایا راست که ازین سخنهای  
و حدایت هر روز مطالعه کنی بلکه در شب تیر و زیر که آن شب و یجور و تار که تو از یار وفادار  
و دلدار غمخوار جدا مانی و آن شب بر تو گران شود و در آن وقت این کلمات مونس شود.

می آید که چون امام یوسف رحمة الله علیه را پس سید ند که این روزگار بگذرد و این طایفه  
روسے سر بر پرده تواری کند بپایه کنیم فرمودند هر روز چیزهای سخنهای عشق آمینر و کلمه صوفیان بخواند  
پس ایشان در دے ساختند و شیخ فرید الدین رحمة الله علیه در لفظ می آید که اهل غفلت  
را مواظبت این در دین فرض دیده ام شاید دل به آن زاویه در و مائل شود لهذا چند ان  
شریت زهر آمینر مصابرت و رهبت نوشیده و در خلوت خانه راز بادل از مشکین عذار  
روزگار گردانیده و در بند کشاده و زنجیر مسلمان دلبند جان پیوند و پیکر خوش منظر نور و بصر  
و شفای روح المضطر نعم المحدث دقتر نموده بنا عو علی ذلک بوقت مشغولی از رفسا و  
هدایت آن قطب الاقطاب امام العارفين جامع الاسرار اولین عو ره احرار الاخرین و  
آن واقف اسرار سبحانی و آن عالم اسرار نیردانی و آن مالک ملک و لایت و آن شمع راه  
هدایت و آن بادشاه دین و دیانت و آن معمر دلهای ویران و آن بهمنفس رحیم و حمان  
و آن اولاد مصطفی نائب مرتضی و آن استاد العلماء مرشد الصلحا و مربی العرفا و آن  
شهباز لا مکان و همراز سبحان و بحر عرفان و آن مبین مفصلات فرقانی و موضح اشارات  
قرانی و واقف رموز کلام ربانی و مطلع غوامض اسرار نیردانی و آن منظر معجزات رسول  
و آن ستر و جهر قبول قطب المشایخ سرور سروران سرفراز و برگزیده حضرت بی نیان  
خواجہ صدر الدین ابوالفتح الولی الاکبر الصادق جعفر الثانی محمد الحسینی کیسور از  
قدس الله سره العزیز و رحمة الله علیه و علی اولاده المکرین بالزباد و العباد و الایمة المرشدين



الى الصواب والرشاد قدس الله روحه بالوارجلاله وجماله چون از معظم مواهب باب  
 ذوالنوال و از فضل عطایای معطی جزیل الافعال تعالی الت الاده و نوال الت نعماء و که  
 بادشاه گیتی پناه سلیمان باد سلطان دین پرور فتح آثار کند ز طفر شعار محی مراسم دین و  
 دولت معین معالم ملک ملت آفتاب رافت او بر ممکنان تافته و جهانیان در سایه  
 عاطفت او شتافته بهت بر نهج آرب جهانیان داشته بارایت ملک علم افراخته  
 و دنیا را وسیله دین ساخته علم را در زمان میمون اور و اجه علماء را در عهد هالیون او  
 ابتهاج طبع یافته که هر یای از علم آینه و فکری صائب او با هر جنبه نه آویخته که شعاع نور  
 عالی حضرت خورشید طلعت عدالت و شگانه عالی پناه سایه لطف اله الماکت قلب الامم  
 مرجع صنادید عربی عجم باسط بساط الامن والامان ناشر مناشیر بحود والاحسان ماحی  
 آثار الکفر بهاده قاطع رسوم الفجور بقوت سیفه و سدا ده طراز رایت و انوار ایت (سنا  
 فتحنا اک فتنا مینا و نقش لواء فتح اتماش و ینصرک الله انصر اعزیزاً  
 محب السادات و العلماء منظر الاسماء الحسنی و منظر کلمات الله العلیا المودین عند الله  
 المنصور بنصر الله المتعان لخلق الله المستعین بعنايت الله ابو المظفر سلطان  
 فیروز شاه تغلق غل الله غلايه اجلال سلطنته و عم الیرایا من موجوده و کرمه و رافته بنا  
 بر آنکه عالی حضرت و تعظیم او امر و نهی و اعلام معالم دین و مراسم حقین بقاع و مساجد  
 و تربیت سادات و علماء جمیله مرغی میداشت و بهت عالی بترویج مذہب سنت و جماعت  
 میگذاشت و اکثر اوقات شریفش با وجود کثرت مشاغل امور مملکت صرف اتحاد صحبت  
 علماء و مباحثه علمی میشد که در سنت ثمانین سبعمائیه من الهجرة النبویه المصطفویه  
 این قلیل البصاعت چنین گوید که کمینه بندگان و واپس ترین خدمتگاران و کمترین  
 فرزندان آن قطب الاقطاب فقیر حقیر اضعف العباد محمد اکبر المشهور سید برهات  
 محمد الحنفی کیسود و از فاضله الله من سطوات فزاعت الغنوم و صدقات عقارب الهموم



باطن بقیم و طبع نامستقیم و کربت عذاب الیم بادله از احوال زمانه بدو نیم که رنج و الم و مکان  
درد و غم بجان رسیده و جان درین کلبه احزان دست و رد امن دارد و هر لحظه با دله  
خوناب و جان پرتاب و در چشم هزار قطره آب ندای الاموات یباع فاشترای فهد و  
العیش بالآخر فی رده

بیت

کو قوت پائیکه مرا گیرد و دست تاباز روم پیش اجل گامه چند  
اجز ارادت کمال و محبت حال خلاصه محال است اللهم اهدنا الصراط المستقیم رباعی

عشق تو ز هر بنجیرے خالی نیست درد تو ز هر بے بصرے خالی نیست

هر چند که من خلق جهان مینگرم سوداے تو از هیچ سر خالی نیست

چونکه در فراق مجبور بودم چنانچه بیمار در باطن تخته تکرار فکر را تکیه سینه خود ساخته ناگاه  
جلا ب رحمت در حلقش چکاند اُصْبِرْ و اَوْصَحِّبْ و اَوْسِرْ اِبْطُوا لاجرم بر صحیفه شروع کردم  
که در بیان اصطلاحات اهل معانی که در اشعار و رموزات این طایفه آمده است و  
از سر این معانی عشق و ظهور حقایق و آثار و قایق در هر مرتبه چو نست و در کتاب السمار الاکبر  
از تصنیف بندگی مخدوم قدس الشرف اشکالات عظیم است بجز ارشاد مرشد واضح نمیشود  
باین معنی آنچه شنیده بودم در آن چند مریات ترجمه بحسب حال میرا کردم بر حکم مکاشفه و توانی  
امر عمل در خود اے عزیز هر معنی مناسب حواله ارادت غیبی بر صوفیان دارد میشود  
فاما معنی از اغیار مخفی است و آنرا که اهل دل اند معانی حقایق و وقایق الهی خبر دارند  
بر این کلمه الفاظ تکلم میکردند و اگر رموزات اصطلاحات درین رساله بیان میکنم ذوقی  
و لذتی خواهد داشت بیکم مختصر نوشته ام که فائده معلوم شدن مشقت نمیکند از بدین معنی  
این رساله را تبصرة الاصطلاحات صوفیان نام داشتم که اسم با سهی باشد بدواز  
فصل تمام میرسانم انشاء الله تعالی ملتس از مکارم اخلاق و محاسن اشفاق آنست  
که چون بدین معانی شوق انگیز اطلاع یا بند بعین رضا ملحوظ نظر کیس یا اثر گردانند و اگر



بزرگواران مطهر شوند ذیل عفو و اغماض بروی اصلاح برسانند. و غرض که دریا است  
که حاصل نماید و آب غرقا به است که پایان ندارد پس کجا قدرت داریم که این رموزات بزرگان  
نظاره کنیم اگر حضرت قطب الاقطاب عاشق شهباز عارف سرافراز جامع الحقیقت  
والجواز حضرت بندگی مخدوم گمبورو از رحمت اللطیفه بشود و یا توفیق الایمان الله. و هو حبیب  
و نعم المولی و نعم النصیر. صلی الله علی خیر خلقه محمد و آله اجمعین.

## فهرست الرسائل

فصل اول - در بیان فرمودگی بزرگان که کلام صوفیه مخدوم غیر اعتقادی منع دارند  
بدین مشابیهت درین فصل بیان موی خضر علیها السلام است و بوقت مشغولی از رقصه  
خواجگان چشت است بمنه و کرمه.

فصل دوم - در بیان عشق که حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره در کتاب سمر حیدر  
عشق واضح کرده اند آن سمر درین فصل مشتمل است مع ترجمه.

فصل سوم - در بیان سمر که حضرت بندگی مخدوم قدس سره در آن سمر چهل و نهم و یکروز  
چنین آیتان افتاد و آیه طویل و غرض او ما شاء الله تا چه قدر باشد الی آخره  
فرموده اند این سمر را چند شرح شده است فاما حل نمیشود این معنی بفهم خود بر حکم رضا ترجمه  
نوشته شد بمنه و کرمه.

فصل چهارم - که حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره حروف مقطعات در کتاب سمر  
مشتمل کرده اند و آن یک سمر مشتمل بر عینی باشد الی آخره فرموده اند بحسب خود ترجمه  
نوشته شد تا عزیزان فایده گیرند.

فصل پنجم - در بیان کلمات شیخ محی الدین اعرابی که حضرت بندگی مخدوم قدس سره  
بر کلمات شیخ اعظم اصل نموده اند آن کلمات در کتبهاست حضرت بندگی مخدوم قدس سره



فی محلها بود آنرا جمع کرده در یک محل سوالات و جوابات کرده نوشته شد که بر کلمات شیخ  
اعتراضات چه سبب آن یک شمر مع ترجمه نوشته شد و دیگر بیان کلمات در اصطلاح لغوی  
فصل ششم - در بیان شطیحات اولیا الله که حال دارد میشود بوقت سکر کلام میفرماید  
آنرا مع سوالات و جوابات نوشته ام باین مشابہت کلمات محققان تمثیل کثیر آورده شد  
درین فصل واضح کرده نوشته ام -

فصل هفتم - در بیان کلمات اولیا الله که حال دارد میشود بوقت سکر کلام میفرماید  
این را مشابہت داده بیان کرده شد -

فصل هشتم - در بیان تنجی درین یک شمر مع ترجمه نوشته ام -

فصل نهم - در بیان رخ و رخساره و کفر حقیقی بحسب حال خود ترجمه نوشته ام -

فصل دهم - در بیان توبه و بیان سالک مجذوب و مجذوب سالک بندگی  
مخدوم در تمثیل آورده اند در آن یک شمر است که طالبان شناختن مقام باین  
نوع واضح است آن شمر مع ترجمه

فصل یازدهم - در بیان انسان که شناختن عالم صغیر و کبیر

فصل دوازدهم - در بیان متفرقات حب آل رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم با اصطلاح  
صوفیان نوشته شد -

والله اعلم حکیم ومن عتد نفسه از رائره ادب تجاوز کرده نه نوشته ام  
بلکه بوقت مشغولی رضاے حضرت قطبی قدس سره گرفته به چه تعریفات و سخنهای مرشدان  
باست از کتبهای ماسلف کشیده فی محله مثال آورده ام که طالبان را در یک محل روشن  
شود چنانچه الانسان سری و اناسرک است انسان سمر من است و سمر من صفت  
من است و صفت من از من بدانست فافهم و اعلم -



## فصل اول

در بیان فرمودگی بزرگان که کلام صوفیه بحضور مردم غیر اعتقادی منع دارند زیرا که اگر روزی از اسرار محققان و مومنان بشنوند طاقت نیارند به ادراک معانی نمیرسند خیال محال غنا دهند مخالف شرع گویند و کسیکه علما بانند و صاحب صدق اند بر کلام محققان اعتقاد میکنند و یقین دانند که کلام محققان ظاهراً و باطناً و حقیقتاً دارد و اگر ظاهراً ادراک نشود اعتقاد میکنند و کلام او شان به او شان میسر نماند خود از دایره ادب تجاوز نمیکنند و کسیکه محرم عشق نیند با محرمان حضرت باری تعالی کار نمیکنند و آنچه محرمان در زمان جذبات حق کاشف اسرار باشند هر چه از علم الیقین و حق الیقین بگویند عوام الناس در آن فهم نمیکنند دلیل و تاویل آن ندانند زان معنی مصطفی صلی الله علیه و سلم فرمود تکلموا الناس علی قدر عقولهم بنابراین بزرگان فرموده اند اگر طالب مساو قی مرید و اعلیٰ عرض میکند باید گفت و اگر نه پیش دیگران بیان کردن خصیت نیست کما قال علیه السلام من صرح بالتحویل فقتله اولی من اعیاء غیری

بیت

حیث دوست با دشمن چه گوئی که هرگز مدعی محرم نباشد  
 اسرار عارفان عارفان دانند قوله تعالی انک لا تحمدنی من اخصیت  
 ولكن الله یحمدنی من یشاء الی صراط المستقیم هـ

اگر خدا زنده نباشدش خوشنود شفاعت همه پیغمبران ندارد و سود

آسبب تصنیف کردن این رساله این است که بعد از مدت درگوشه خلوت عزلت بطریق مشغول از پیران خواجگان چشت استخاره کرده مشغول شدم ناگاه این بیت



کریمہ در استخاره خواندم قول تعالی لا تطیع ولا یأمر الا فی کتب تنبئ بعدہ  
 ازان واقعہ آمدہ مصحف گرفتہ و گفتم ای بکریم خود معنی اسرار الفاظ حضرت بندگی مخدوم قدس  
 مرا کشف فرما برین مصحف بختادم سرسبز معنی اول این آیت بیرون آمد قول تعالی فوجدنا  
 عبدًا مِّنْ عِبَادِنَا اٰتٰیْنَةً رَّحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا معنی این  
 آیت محققان چنین میگویند که جز مشاہدہ ام الکتاب معنی این آیت حل نمیشود و رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا  
 ام الکتاب یکے است و عَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا مبین است و عبدًا مِّنْ عِبَادِنَا گفتم تا معلوم  
 گردد که درین پرده خضر بآن بسیار است که در محل جلوه اسرار اند موسی علیه السلام از و طلب  
 ارشاد کرد و قال له موسی هل اتبعک علی ان تعالین جماعاً عَلَّمْتُ رُشْدًا خضر گفت من  
 طاعت روسته طریقت و توسل است بوسه شریعت صحبت مرا چون خواهی کنی تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا  
 از و این برهان است بعلم عنایت چون از سر اوقات او آتی توانی جواب بود خضر بدان  
 نفی اثبات کرد یعنی خضر گفت روش آن بعلم شریعت است و آن به پیے نسبت دارد آن  
 چنانکه پیے روندگان است و صبر و معین و آن هموم و صلوة و زکوة و حج و مانند آن در روش  
 من بعلم طریقت است و آن نسبت نه به پیے دارد و تَلَا حَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا مبین را اینجا به پیے  
 پیدا نیست که کشتی بر آب رنده در احتیاج شب را نتوان یافت آری شمع تریزند و آنجا که به  
 پیے پیدا نیست متابعت و پیروی چون درست افتد و کَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰی مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا  
 یعنی لاف من تا ام الکتاب کشاد و اند و محو اثبات بدست داده اند علم او از خود لوح محفوظ برو  
 است در الراج چون گنج من مکتشف حکم و توافق امر عمل در خود آن علم است ترا موافق ننماید  
 در حال مخالفت شوی و انکار آری چون بر دل تو نقوشش امر و نواهی شرع پیدا آمد است  
 و نفس تو در گفتگو سے آیامیده است تو حکم چون قبول کنی و کَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰی مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ  
 خُبْرًا صبر توانی کرد و ترا از احاطت آن خبر نرسد و بدین سوادے طریقت گذرنے موسی علیه السلام  
 صدق ارادت بنمود و گفت فَاِنْ اَتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْأَلْنِيْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰی اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ

م خضر یار  
 ن اند

تا بام







تمام غارت تمام حقیقی نماید و معنی عالمی که بالسمع والطاعة بر لوح دل ثبت کند به این منشا  
در مشنوی ذکر کرده شد.

مشنوی

عزیز ابر سر اقرار میباش  
مشایخ را مشو منکر از ایشان  
کرامات مشایخ صدق میدان  
چنانچه انبیاء را معجزه است  
زمن بشنوا لایسے نیک ووش  
تو آما و صدقنا همین خوان

برون از ظلمت انکار میباش  
شوی بے بهره زان گردی پشیمان  
بر آنچه اولیا گویند حق بدان  
همین دان اولیا را منزه است  
بر آن نقل کن ایشان آید پیش  
اما کن اعتراض و حق میدان

نکته

بدان اے عزیز هرگاه که موسی پیغمبر مرسل صلوة الله علیه صاحب کتاب و صاحب  
شرعیست صاحب معجزه طاقت صحبت حضرت اهل طریقت نداشت دلیل و تاویل کشتن  
کو دوک و سوراخ کردن کشتی و راست کردن دیوار فهم نشد و در کارهای حضرت علیه السلام  
اعتراض آورد و غرض آن بود که اهل ظاهری سخن اهل باطنی نمی شناسند که هر چه در علم  
معتول نوشته باشد بر آن اعتقاد دارند و مقصود خود میدانند اهل حقایق سخن کشف  
دارند در علم معتول و معتول اطلاع نمی شوند و هر چه اهل حقایق سخن گویند اما آنرا وجه باطنی  
بموافق شرع بوده باشد زیرا که موسی علی نبینا و علیه السلام نبی مرسل بود و او را کارهای  
حضرت حضرت کشف نبود اما حکم باری تعالی است که این اخبار را و حی نفرستاد چرا  
که سخن محققان مقدم داشت لیکن این سخن در حق نبی آخر الزمان صلی الله علیه و آله و سلم  
است که اهل ولایت میرسانند کشف شود بعد چهل سال و حی می آید رسالت الله شد  
چرا که ولایت از اینجاست تا آنجا میرود و نبوت از آنجا تا به اینجاست است و  
ولایت بجز مشقت نیست چنانچه حضرت قطبی قدس الله سره در کتاب سمر فرموده اند که  
ولایت افضل از نبوت است ولایت چنانچه در بر و نبوت چنانچه بر در بچند توجیه بیان فرموده اند



کے راغرض افتد و سمریه بنید و اگر کسی بجهل خود در بیان حقایق فهم نمیکند و میل و تمایل نمیداند  
و اعتراض ایشان آید بحسب است که کشف حقایق بهرین شود و در اصطلاحات محققان که  
کلام و پیروی محققان طالب عین مقصود خود اعتقاد بکنند که توجیه کلام الله در اصطلاحات  
این سخن گویند تا قیاس کن که قول تعالی یا ایها الذین آمنوا است یا ر قلب با خدا  
راست الذین اشارت است انما اشارت این است که تن بجهت او است و دل به تربیت  
او است سر بر بند او است غافل تو رسول خدا را شناخته باشی لکما قال الله تعالی و تر اھم  
ینظر ذلک الیک و هم لا یبصرون قلت الله تعالی است محمدی بنی تو ایشان ترا و بنی  
بنید و نمیدانند ایشان ترا و حال این است که چنانچه حق و دین است همچنان نمی بیند و نمی  
داند و دانستن او را حق نور الله است و براسه اثبات این نور حق تعالی میفرماید قل  
ذلک جاءکم من اللہ نور و کتب مبین و ذکر کتاب را و نور محمد را بیک صورت باز  
آورد که قول تعالی و اتبعوا النور الذی انزلنا محمد را نور خوانند و کتاب را نیز  
و متبع را هم نور خوانند نور علی نور این معنی است و اهل تقلید قرآن را نمی بیند و سبحانی  
حقایق کشف نمیکند و این قرآن دال بر آن است که آن در منزلت قلب تصور کن پس  
روح را در قلب طلب نمودن شرط است زیرا که آن مدلول دین دال بر آنست و آن غیر مخلوق

القرآن کلام غیر مخلوق بر خوان

عروس چهره قرآن نقاب آنگاه بکشاید که دارالملکایمان را مجرب بیند از غوغا

و همچنان از محمد صلی الله علیه و آله و سلم و پیوسته و پیوسته که میدیدند آن محمد است

و راسه آن رحمن است تنش و صورش را شکل و مثل میدان بر غیر مخلوق چنانچه در هر

کتاب عبارت همچنین است اهل قرآن اهل الله بقول محقق احمد میم که در سفر خدای است

عصر



میم را حکم کن اثر باقی را از میان بردار احمد گردد و الانسان معنی وانا سرکه -  
 قاضی عین القضاات میفرماید که شهباز عشق در خلوتگاه فردیت کان الله لم  
 یکن مع شیء بود تا منتهی شد زیرا که نام براسه امتیاز باشد که یک را از دوم جدا کند و دوم  
 نه پس عشق به نظاره جمال خود قبا و کلاه از جامه دارخانه عبودیت در بر کرد و چیزه بود چیزه  
 دیگر نمود یعنی حضرت احدیت در نسبت هویت که هیچ انتقار سه در آن حضرت کنجی نه  
 همان ذات مطلق او گفته بود لا بشر ط شیء فیہ در فردیت خود که کان الله و لم یکن مع  
 شیء از تعینات اجمالی تفصیلی نیز از من صفت متکثره نام برده میشود زیرا که اسم از برای  
 امتیاز و روحی باشد چون در همه وجود و در وید و شهود و هر یک مشهور است اثینیت کجا باشد  
 پس ازین ذات مطلق او گفت کنت کنزاً مخفیاً میخواست که جمال بی مثل خود معانیه  
 کن متلبس به لباس جبروتی قبا و کلاه شهود بر سر نهاد و کمر ارادت  
 در میان بست و از کتم عدم مکن غیب در فضا و هر که ظهور ظاهر شد که کنت کنزاً  
 مخفیاً فاحبت ان اعرف فخلقت الخلق لا اعرف ازینجا نام برده شد و دو اسم  
 باد و وصف ظاهر شدند یکی را احدیت و دوم را وحدت گفتند و در احدیت صفت مطلق  
 ظاهر شد و در وحدت نیز اجمالی شد و الله علیم حکیم -

## فصل دوم

در بیان عشق - بدان اے عزیز میگویند که معشوق هر لحظه و هر لمح از دریچه عشق هر صفتی  
 با عاشق روئے نماید و عین عاشق از پر تور و س او هر لحظه و لمح و شناسائی دیگر کسب  
 کند جمالش پیش عرضه دهد عشق غالب تر آید و هر چند عشق مستولی گردد و جمال خود بهتر نماید  
 و گمانگی بیشتر بود تا عاشق از جفا معشوق است و معشوق را قهر و لطف است  
 گاه شراب لطف به عاشقان در جام قهر و مند و گاه شراب قهر به صاقدقان در جام



نواف پشاند تا هر چه به قهر محو شود به لطف اثبات دهد زیرا که اگر عشق طایفه مثل نداشتن  
بر آینه از اطفای کمال و خوب طرافت او همه روند گمان و هیجان نشدند و از آن  
مثل بر خط و لوحه ببالد دیگر و حسنی نیکو افزون نماید. الله جمیل و بحسب الجمال چون مثل  
و مثل بقا شد و مسدود افتاد و به صورت بر و عرض میکند و مثل لها بشر است و یا چنانچه  
حضرت بندگی خدمت در کتاب سحر این رباعی نوشته اند

رباعی

بامی خوردم صفاندار و یارے کردم دواندار و

ریشے رستست به نگرود و روسته دارم دواندار و

زیرا که محبت آن نیست که در تحریر و تقریر گفته می باشد ضرورت اهل محبت را ذکر کرده  
اند تا هر کس بقدر خویش داند و شرط محبت عبودیت محب است و اقامت محبت  
محبت احوال و اعمال است و نتیجه این هر دو احوال آنست که قوله تعالی نَسُوْنُ  
یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذْ لَقِیْتُمُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَلَمْ یَكُنْ عَلَی الْكَافِرِیْنَ مَعْنٰی اِنْ  
اے مومنان هر که از شما از دین خویش مرتد شود از اسلام سوست کفر باز گردد و از تعداد  
از ایشان سلمان دیگر را زیان ندارد زیرا که بعد از شدن ایشان خداست قوسه دیگر  
را آرد که دوست دارد ایشان را و ایشان او را دوست دارند حقوق او را بجان و تن  
بجا آرند و توانع کننده و مهربانی نمایند باشد مومنان غایبان و تویان باشد به  
فرقه بفران - و در ذکر آخری بعد ذکر اذ لای علی المؤمنین تکمیل است چه اذ لای  
علی المؤمنین مهم آن داشت که ذرات اضطراری بود و ذکر آخری علی الکفیرین آورد  
و مع این و هم کرد و بقول محقق بحسب کلام الله بحسب کلام است زیرا که  
است بحسب الله الذات الی الذات دون الغوت و الصفاست زین محبت  
خاص که رابط ذات بذات است - اهل محبت و اهل معرفت شناسند -  
و در تذکره الاولیا است که خواجہ سری مقطی قدس الله سره گفت و کتب



منزل است که حق تعالی فرمود که ای بند و مومن چون ذکر من بر تو غالب شود من عاشق تو  
شوم پس معلوم میشود که حب و محبت و عشق را معنی یکے باشد که قایم است بذات حق سبحان  
و تعالی ازلی وابدی است۔

و دیگر آنست که خلق مادیات آفریده و عشق را به اعتبار تجلیات و صفات مراتب  
است حضرت قطبی قدس الشریبان آن مراتب در سفر فرموده اند که عشق در صدر است  
گاه یعنی خویش بود یعنی دو گاه یعنی اسم فاعل یعنی دوستی و ارنده و گاه یعنی اسم مفعول  
یعنی دوست داشته شده و در مرتبه دوستی خود بخود هر سه جمع است۔ مخرج  
عاشق و معشوق و عشق اینجا یکے است

اما در بیان عاشق و معشوق عشق است یعنی صرف ذات یکے خود را فدای  
ذات کرد و بعد عاشق و معشوق یکے شود چنانچه گفته اند العشق هو الذات والمعشوق هو  
الصفات والعاشق هو الاسماء و عشق را دو صفت است یکے جلالی است دوم جمالی  
است چون جمالیست ظاهر شود عاشق و معشوق را برنگ یکدگر بگردانند و لباس عاریتی  
از سر ایشان بکشند و خلعت صفات در پوشانند و نداد و بندگی بیسمع و بی بصیرتی  
میخلق و چون نظریه بالیت ظاهر گردد عاشق و معشوق را ناچیز گردانند از مقام کبریا بی  
نداد و بندگی اما اکبر الیوم لله الواحد القهار و چون عاشق در طلب عشق بواسطه  
معشوق مشغول شود سه چیز باید تا در طلب درست آید ولیکن تا واقف علم این سه چیز  
نباشد او را طلب رود و یعنی از حسن کن یا احسان و یا وراے هر دو کند یعنی بصورت  
و معنی لیکن بصورت محقق منظر گردد و کل جمیل من جمال الله و اگر بمعنی طلب محتاج  
دل گردد زیرا که حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم در شب سراج فرمان شد  
دع نفسک فتعالی پس تا از خود بیرون نیاید بخدا نرسد سیر معرفت ذات در راه  
او شده عشق حاصل نباشد فافهم و اغتصم۔



اکنون بشنود بیان عشق حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره در اسما الاله سرار  
کتاب سمر بیان عشق فرموده اند در آن طالبان راحل شدن مشکل میگذرد به این معنی  
بفهم خود ترجمه نوشته ام.

سمر قوله "عشق مرغ ازل است" یعنی صفتی است که او را فیض نام است  
اما بعضی محققان ذات الله هم گفته اند لیکن نحن اول ادب است غرض آنست که عشق  
را مثل مرغ داده اند بغیر از صفات الهی آسایش ندارد قوله اینجا مسافرانه آمده است  
یعنی فیض او تا قیامت باقی است منقطع نشود می گویند که عشق در عالم ظاهر بر طریق مسافرانه  
آمده قصد وطن اصلی قوی دارد و اینجا جوینان مرکب است بر هر که سواری کرد او عاجز گشت  
و یا جان و او چنانچه مسافر می آید و میرود. و مرغ ازل است یعنی ذات الله است و  
همیشه دوستی خانه خود که آن ایمان است دارد و دوماه حساب لوطین من الایمان  
رو به مراجعت دارد و چنانچه مردی است مریض از آتش محبت عشق از عالم بیچون  
و بیچگون برخواست گرد تمام عالم گشت که را سر او را آن ندید و لایق آن نشاخت باز  
مراجعت نمود بمرکز اصلی برفت زیرا که ذات و صفات آثار عالم را بقطع اعتناست این  
الحادث ان اقرن بالقدم لم یسبق له اثر قوله تعالی "فَسُبْحَانَ الَّذِي يَمْلِكُ  
مَلَكُوتَ كُلِّ شَيْءٍ وَ إِلَيْهِ تُجْعَلُونَ" یعنی پاک است آن خدا که بدست او است  
باطن و دل همه کائنات و سکونت او است باز گشت همه ممکنات زیرا که ملکوت هر چیزیکه  
باطن او است و آن تحت قدرت حق سبحانه و تعالی است. قوله "تذكر کار و تکرار"  
یعنی التذکار ذکر الشئ مره بعد آخری و تکرار عطف تفسیری او است در اینجا مراد  
تثیق تکرار تجلیات است که تبی را یک حال نیست گاه جمالی است گاه جلالی است.  
قوله "ما کل شئ يرجع الی اصله" در مقرر خود قرار یابد و تنبیه نفس از تزکیه و تخلیه  
لطیف شود رجوع بطرف اصل کند چونکه عشق ازلی است رجوع باصل است چنانچه



خواجہ منصور حلاج فرمودہ است اَنْتَ ہا کہ عما یوحدک الموحدون مقرر است ۔  
 میگویند کہ منصور حلاج خواجہ جنید را پر سید توحید صیت جنید رضی اللہ عنہ فرمود قطع  
 نسبت و اضافات از ذات متعال منصور بطریق استنکار گفت خدایا من ترا ازین توحید  
 منزہ و پاک میدارم یعنی این توحید چیز نیست قولہ ”عشق مرغی است در ہوائے  
 خود پر و چون عشق حب ذاتی است بہ ارادت الہی تعلق دارد آن بے علتی و سببیت  
 است بہوائے خود پریدن ہمین معنی است کہ بہ ارادت خویش است و چون تعلق اوبا  
 ہر دو موجود است از ان معنی عشق این چنین مرغ نام یافت کہ خود بخود پر و بخود می خود  
 نشیند و نشان دادن کسی نہ نشیند بغیر از رضا الہی آشیانش ندارد فی الجملہ در حین  
 کسی نیست صفت تجلی خدائی دارد یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ فَتَحْكُمُهُ بِأَمْرِ رَبِّكَ فَا فَهِمِ  
 قولہ ”بقید دامنہ صید نگر دو و بہ دانہ و آبے سرفرو دنیا رو“ یعنی از عالم اطلاق  
 عشق است و اجمال در عالم تقید و تفصیل نگذرد و اربے عالم نسبت و اضافات است  
 از انکہ استغنائے کلی دارد۔ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ اِیْنَ سَبْتَ  
 لَا اَشْكَاکَ سِرّاً قَاطِئاً مَخْنُومٌ نَزَّ سُرّاً کَہِیْنِ است یعنی ما را حاجت بغذا و اکل  
 و شرب نیست شمارا بدین حاجت است الصَّمَاءُ اَنْ مَہْتَرِکَ کہ اورا بہ طعام  
 و شراب حاجت نباشد و ہمہ خلق نیاز بدو دارند و اورا یکسے حاجت نیست این نیز  
 صفت معشوق دارد کہ غیور است چنانچہ یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّونَہُ است این بیت  
 ہر حب حال است

بیت

از ان مرغ بردانہ آید گے بقیدے و دامنہ نہ افتد گے

قولہ ”او مرغی است کہ بے پروا بال پر و یعنی تعلقات عشق بے واسطہ است

ن آشیانش

و ہوائے آشیانش ندارد“ قدرتی است صفت عشق مرغ لامکان است

ازین معنی کہ بہ پرشوق و بال بہت می پر و چنانچہ گویند

بیت



موشک پران کہ بہت پرو ورنہ کہ دید است پرو بال او

یعنی این موش پران گلیری را گویند بہت و صادق خود میبرد اما پرو بال ندارد و صفت  
عشق مرغ آشیانی ہو اندارد ازین جہت کہ دوستی نشین معین ندارد ہر جا کہ فرشت  
در آید آنجا مقام گیر و چنانچہ شعر است

تعالیٰ لیس یوجد فی مکان ولم یوجد مکان عندہ خالی

یعنی اللہ تعالیٰ را در ہر مکان معین و وقت معین نیابند و نیز ہر مکانی و زمانی  
خالی ازو تعالیٰ نباشد۔ قولہ "او صعوہ است کہ نشین معین ندارد و در ہر آشیانی  
ازو نشانے باشد یعنی صعوہ جانورے است خورد کہ چشم او بسے خوب بیناید کہ او  
را در عرف مولا نامند در ہنگام آبی پیدا میشود و لفظ "او" ضمیر است عاید سوے عشق و صفت  
عشق ہر آشیانی ازو نشانے باشد یعنی در ہر تنہ و قالب اثر عشق پیدا باشد یا  
عاشق یا معشوق

ن قالبہ

آن چیز نباشد کہ دران چیز نباشد و ان نیز نباشد کہ دران چیز نباشد

یعنی ہر چیز از علوی و سفلی نیست کہ صفت خداے تعالیٰ دران نیست و این ہم نیست  
کہ او دران چیز حال باشد یا نباشد بلکہ یقین است کہ در ہر صفی صفت او باشد در جزاء  
او چہ کم آید انما الوسراء الوسراء است۔ قولہ "واو طایرے است در فضاے  
لاہوت پرو و جز بد آنجا پرو بال گستر اند و خفض الجناح ہما آنجا کند یعنی فضاے  
لاہوت اشارت بہ ذات است عبارت از مرتبہ واحدیت است و واحدیت بود  
نا بود انسان است۔ دیگر جا از کلام حضرت قطبی قدس اللہ سرہ معلوم می شود میفرماید  
کہ این مرتبہ را خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ جمع و تفرقہ گفتہ اند و بعضے فنا و بقا گویند۔  
قولہ "در جبروت اورا گشت گاہ ہے" باشد یعنی ستریکہ در جبروت است گشت گاہ  
اوست و جبروت اشارت بصفات جمال و جلال است یعنی در صفت عظمت



و جلال عشق مجال دارد۔ قولہ ”گشت تماشا سے اور صحرا سے قدس بود“ یعنی این مجال  
مقام الہی است عبارت از مرتبہ و راء الورا است و صفت قدس طہارت و پاکی  
بعدہ عشق ظہور خود کند نہ مقام لوث و حرام یکے از نشان ہمیں است کہ عاشق بگناہ  
نباشد اگر شد فاسق است نہ عاشق چنانچہ در مجاز عارفے گفتہ است بیت  
نظر آنا کہ نگیزد برین مشتے خاک الحق انصاف تو ان کرد کہ صفا نظر اند  
یعنی مشتے خاک معشوقان مجازی اند ہر کہ در دنیا نگر و او صاحب نظر نباشد چنانکہ  
گویند

یک لحظہ ز شہوت داری خمیازہ تا بنشیند ہزار شاہد پیش  
فانہم و اغتند۔ ”ملکوت خود گذرگاہ است اختلاف تردد و ہما بخا  
کند“ یعنی عالم ملکوت در زیر اوست و روز پران میگردد و اختلاف تردد ہما بخا میکند  
یعنی آمد و شد در عالم ملکوت کہ کمال مراتب ظہور است و نہایت مقام شہود است۔  
وجہ دیگر۔ میگویند کہ ملکوت عبارت از بطون است یعنی روح جمادی و نباتی و حیوانی  
و نفسانی و علوی نفس ناطقہ ازین حیثیت کہ تعلق ربوبیت بامر بوب است زیرا کہ این  
بطون قرار گاہ اذیت بلکہ قرار گاہ اولاہوت است چنانچہ بالا گذشت و بطون دیگر  
کہ نسبت برب العالمین دارد قطع نظر از تعلق آن بامر بوب آنرا فیض قدسی و روح  
اعظم خوانند این نیز از یکے مخلوقات اوست ہمین گفتن خرج من بین جلالہ و جمالہ  
دلیل حدوث او کند این روح با عزتے بر سالک روندہ تجلی کند سالک گاہ تجلی او را جز  
خدا نداند از آنچہ در تمثلات روح صفت فدائی درو یابد تمثیل لہا بشئ اسویا چنانچہ  
حضرت بندگی مخدوم قدس سرہ عجب خوش سخن فرمودہ اند کہ اگر درین کار آئی دانی  
بجستی اللہ الحمد للہ و اسر شد نا۔ قولہ ”با این ہمہ بابنیہ انسان کارے کرد  
یعنی یہ این استغنائی و بے نیازی عشق با قلب آدم کارے دارد کہ با دیگران کار او



از آنکه انسان منظر خاص ذات جنسیت و نسبت و رابطہ تمام دارد و در جامعیت صفت  
 جمال و جمال بر حکم لما خلقت بيدی چنانچه گویند  
 حسن خویش از رویه خوبان آشکارا کرد پیش چشم عاشقان خود را تماشا کرده  
 بعد از غایت نور کل جمیل من جمال الله تعالی هر ذره را بنور جمال خود بسیار است یعنی  
 وجودی و شهودی داد تا عشق ظهور آید - قوله بهین عشق گفته است الانسان  
 بنیان الرب یعنی انسان بنیاد تو عشق ازلی است بر حکم ان الله خلق اده علی  
 صورته زیرا که صورت جمال مراتب معانی است و نهایت درجات ظهور است  
 لما اراد الله ان يظهر الذات خلق اده یعنی هرگاه که حق تعالی ظهور ذات خود خوا  
 آدم و آدمیان را آفرید در ایشان نور تجلی خود کرد و دیگر بنیان الرب ازین باشد که  
 منظر بوبیت بر وجه کمال است كما قال النبی صلی الله علیه و آله وسلم بنی الام  
 علی خمسة اوجه اخص اینست شهادت کلمه و اقام الصلوة و ایتاء الزکوة و صوم  
 رمضان و حج الیت من استطاع الیہ سبیلا لیکن عشق را ظهور در انسان بر وجه  
 کمال است چنانچه خواجه حافظ فرموده اند

بیت

دوش دیدم که ملائک در میخانه زدند گل آدم بسر شتند و به پیمانه زدند  
 قوله اگر عشق را صورتی بودی جز صورت انسان نبود میگویند که حق  
 ممکنات را ظهوری نیست مگر بصورت جزئیت و واجب الوجود لا نهایت است  
 منزه است از صورت کذلک عشق که صفت اوست منزه است از ان نه او  
 جزئی نه او کلی است زیرا چه لازم است که عشق بر صورت انسان معین که حق سبحانه  
 و تعالی منزه است قدرت او بی اوست فاما این قدر هست که انسان منظر جمیع  
 صفات اوست هم ازینجا گفته اند خلق آدم علی صورة - قوله عشق مشاطه  
 بر حسان و ملاح است یعنی نگارنده و آراپنده است به آفتاب و آفتاب



و ابدی حسن طبع از ویافته است و با آنکه عشق ماند عاشق و معشوق است و مصدر  
 موجودات است - قوله "عشق قرین هر مسا و صباح است" چون ظهور هر چیزی  
 به اقتضای ذاتی حب ازلی و ابدی پیدا شد شب و روز قرین عشق باشد هیچ روزی  
 و شبی نیاید که عشق باو بی پیوند دارد و چنانچه مخمخ "اشراب الیه من خبلی الومرید"  
 همین تمثیل یافته است - قوله "عشق شراب صاف را جام است" یعنی شراب  
 صاف محبت است و جذبه حق را منظر تمام است که عارف را از خویش می برد و چون مست  
 شد از خود می برد این را در اصطلاح هوشش نامند و عشق ازین رو که واسطه معرفت و محبت  
 است جام نام یافت که در جام معرفت صاف پاک نوشیده هوش از ان یافته با یار  
 خود بعد از وصال تصور کرده شود چنانچه خواجہ حافظ فرمود .

ما در پیاله عکس رخ یار دیده ایم      اے بنجر لذت شرب مدام ما

قوله "عشق در دهره ماندہ رامستی تمام است" یعنی خصوص سر جویش حرف لفظ  
 تام است و در دهره ماندہ لذت و ذوق تمام است - و دیگر محققان مراد میدارند که  
 تجلی بر دو وجه است یکے تجلی ذات بقدر عارف آن تجلی شراب صاف است که هیچ  
 شبه نیست مثال ماہتاب در شب تاریک چنان بر می آید که صاف مینماید ازین رو نیز  
 احدیت است در آن تجلی سبحان الله و هو الحق بایگفت و آن سکر بصحو آید حضرت  
 محمد مصطفی صلی الله علیه و آله سلم میفرماید ما عمر فناک حق معرقناک دوم تجلی که  
 در دهره ماندہ ظهور گنج مخفی است که فیض قدسی گویند این مرتبه واحدیت است که ترک  
 خود بیند یعنی خود را خدا بنید کلام سکر است که التوحید قطع الاضافات و الحادث  
 اذ اقترن بالقدیم و یقولون لا اله الا الله و انما الحق ازین در در زبان آمد و این نیز عین  
 نشانی و لیس فی جنتی سوی الله و انما الحق ازین در در زبان آمد و این نیز عین  
 مقصود است که حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله وسلم گفته اند انما محمد بلامیم



احداست فافهم۔ قولہ "عشق بت پرستان را پیشوا و رہنما است" یعنی عشق  
عاشقان را ہادی و مرشد است از آنکہ بہ فاعل حقیقی آشناست معشوق از دید  
و عاشق از و یکد چنانچہ گفتہ شد

بیت

اے عشق چه چیزی کہ معان از تو بہ لافند اسم تو پرستند ز عین تو معانند  
یعنی اے عشق بگو بر من تا حقیقت تو چیست از آنکہ عالم و کافر از وجود تو در لاف و  
ظلمات اند اما نام تو میداند ذات ترا نمی شناسند اشارت بدان قول باشد  
العشق هو الذات و اگر صفت مخلوق مراد داریم ظاہر است کہ بت پرستان  
عاشق اند و بت معشوقان و عشق کہ صفت عاشق است بت پرستے شد رہنما آمد  
اگر از روی محبت عاشق بت پرستی نمی گذارد یعنی خیال معشوق نمیرود و چنانچہ بحسب  
حال این محل گفتہ اند

بیت

دل راز عشق چند ملامت کنم کہ زنج این بت پرست کہنہ مسلمان نمیشود  
و بت کہ معشوق بہ اقتضای سری است کہ مجبول بران است این نیز رہنماے  
عاشق شد بسوسے خویش۔ قولہ "عشق ز ابدان و عابدان را قبلہ کہ ایشان  
است" یعنی زہد ز ابدان و عبادت عابدان بواسطہ عشق شد از آنکہ عشق ذات  
منظر اسما و صفات اوست حاصل آنست کہ عشق صفت خدائی دارد و هیچ ذرہ از ذرات  
علوی و سفلی از و خالی نہ بلکہ قوام ہمہ بدوست و بہ فیض او است کہ در انسان ظہور  
کرده فاعرف قولہ "عشق مالک ہر دو جہان است" مراد از عشق حضرت  
حق باشد بہ قرینہ زیر کہ کہے مصاحب عشق شد تجلی بر حکم آمد او مالک ہر دو جہان است  
چنانچہ الانسان سری و انا سرہ۔ قولہ "مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ" براسے  
تفصیل و بیان است یعنی این سخن را بیانی شافی و تفصیلی دانی است کہ خداوند  
روز جزا و جزا بر حسب حسنات و سیئات باشد پس تفصیل و بیان آمد فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ



ذَرْ شَيْءًا خَيْرًا لِّرَبِّكَ وَذَنْ يَّمْلِكُ بِشِقَاكَ ذَرْ شَيْءًا اَبْرَءَ لَكَ لِكَيْ لَا تَعْلَمَ عَشَقَ  
 ش. او مالک دین و دنیا باشد اما در تفصیل و بیان آوردن ظهور عشق ذات حاصل شد  
 فاعرف - قوله "عشق تسلیم و رضا است" یعنی عشق را از مقام تسلیم و رضا گویند  
 بر عاشق راست اما این تسلیم و رضا نه بلکه تسلیم رضا سے معاملات است این از  
 آثار مقام فراق و وصال است که خاصه مقام محبت است چنانچه حضرت مجدد دوم قدس سره  
 نوشته اند

بیت

کشتگان خنجر تسلیم را  
 هر زمان از غیب جان دیگر است

ن آذین باز

این صفت عاشق است یعنی عاشق صادق را هر وقت تجلی جلال و جمال از دید باز  
 مینماید این جان را از غیب گویند اما شرط بر عاشق آنست که تسلیم خنجر گشته شود و ارجا  
 یعنی تجلی از غیب دیگر به دیگر نوع می نماید چنانچه شیخ سعدی میفرماید

بیت

عاشقان کشتگان معشوق اند  
 بر نیاید ز کشتگان آواز

عشق را ذات الله همین سبب گفته اند فافهم - قوله "عشق طلب را قدم و  
 روش است" یعنی طالبان را پاهای رواست و دستگیر است که عشق چشم بینا و گوش  
 شنوا و زبان گویا است اینجامر از عشق بدان هر دو معنی در روش عطف تفسیری قدم  
 است باید که در طلب عشق قدم در روش خواجگان خود کند بعد از عشق او را هدایت میکند  
 قوله "عشق شیریشه عرفان است عشق خواجه جهان است" یعنی عشق  
 شیر فضله معرفت است و پلنگ صحرا است ادیت است اول ما خلق الله  
 العشق همین بیان است و خواجه جهان حضرت محمدی را خطاب و مقام است یعنی  
 عشق متصرف تمام عالم هر چه در و خیر و شر همه از تصرفات عشق است که از قبیل تمثیل  
 است کیسه که این نوع تجلی عرفان دارد و خواجه جهان باشد - قوله "عشق سلطان  
 مالک الرقاب ضابطه جهان است" از آنکه چون او متصرف خواجه جهان باشد



این افعال ضرورت باشد تا اورا این اسم درست آید چنانچه گویند. بیت  
سلطان عشق خیمه به صحرای زنده ملک وجود را همه زیر و زبر کند

یعنی عشق اگر خرگاه ظهور خود بر عالم آشکارا کند همه موجودات را فرو دبالا اگر داند هیچ  
چیز بر صفت خود نماند زیر و زبر کردن لازم و ملزوم سلطان است و نواختن و گداختن و  
برآوردن و فرو دوزیدن کمین شیهه صاحب زبان است. قوله "عشق پیرایه  
روسه خوبان است" یعنی عشق دلربایی خوب رویان و محبوبان است بشنوا اگر  
ازین عشق صفت خالق مجازی دارند می شاید که المجاز قسرة الحقیقت حسن و خوبی  
عبادت از تناسب اعضا است و قبح عبارت از عدم تناسب اعضا است و این  
هر دو صفت خلق است نه صفت خالق تعالی عن ذلک علواً کبیراً و رابطه عشق با خوبی  
ظاهر است از کلام حضرت مخدوم قدس سره فی محله جائے گفته اند که حسن و عشق تو امانند  
یعنی همه یکے اند لیکن گاه باشد که یکے عاشق کسے شود که در نظر دیگر حسن پیدا شود اما در نظر  
عاشق چیزے نماید که احسن است و آن چیزیکه در خوب و زشت دبا بندہ دلہا است  
آز اجمال نامد چنانچه گویند. بیت

ورائے حسن در روئے تو چیزیت نمیداند کسے کا ترا چه نام است

یعنی حسن او در بیان نمی آید ان الله جميل ويحب الجمال - قوله "بیار چه گویم  
عشق ہم این است ہم آن است" یعنی عشق ہم صفت خالق دارد و ہم صفت  
مخلوق و ہم پیرایه عاشق و ہم پیرایه معشوق وَاللَّهُ صَمٌّ وَرَأَيْتَ الْجَبِّيطَ ویا آنکه معنی ہم  
ایست و ہم نیست یعنی ہم خدائے است و ہم بندہ از آنکه بندہ قائم بوجود او است  
علامہ وجود ندارد و غیر او علین او نہ بہ وجہ علین و بہ وجہ غیر پس ہم این و ہم آن  
و نہ این و نہ آن مقرر شد الان کما کان فافهم - قوله "قایل هو علین الاشیا  
ہم ازین بیان ما در گمان است" یعنی عشق مبداء و معاد همه موجودات است و عشق



ظاهر و باطن هر کائنات است اما آنچه وجیب همان اول دوست نه این و نه آن  
 هو الاول هو الآخر هو الظاهر هو الباطن و غرض حضرت قطبی قدس الشریع که قایل  
 باشد تعالی هو عین الاشیاء گفته است اشارت بر یکران کرده اند شاء الله تعالی  
 در فصل پنجم می طبع ذکر کرده آید - قوله "عشق ناما رحمت و سلطان است"  
 یعنی طایفه علمای که حجتها و دلایلها بنا بر محکمات گفت در علم اصول و فروع اصل آن همه عشق  
 است عشق در محل تصرف کرده و اصل و سبب شریعت و حقیقت همه در قرآن است  
 هر کس را در آن مراتب اطلاع نیست اگر شود بجز هدایت نیست چنانچه حضرت  
 بندگی مخدوم قدس الشریع فرموده اند فقیه صوفی و شریف سنی نام و راست خود  
 منکه محمد حسینی شریف سنی فقیه صوفی ام و حق سبحانه و تعالی وصف قرآن میکنند  
 چنانچه وَلَا تَطِيبُ وَلَا يَاسِي إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ - قوله "عشق جان جهان  
 است عشق جان جهان است" یعنی عشق جان جهان است این عشق صفت  
 الله رحمن است چنانچه لولا که لما خلقت الافلاك این جهان هم ازان جهان  
 است - وجه دیگر آنست که جان عبارت از باطن است و باطن حق آن حب  
 ذاتی که در مرتبه لا هوت است لا یعلم تا ویله الا هو زیرا که مراد از جان نخست  
 مطلق است و مطلق متصرف بود و سوسه کمال و مراد از جهان جهان ملکوت را مرتب  
 اعلی است بر نسبت ادنی و مراد جان جهان نهایت همه بطون سوسه هوت غیب است  
 چنانچه حضرت قطبی قدس الشریع در آخر می نویسند که خواجه جنید رحمه الله علیه  
 میگوید بیکه النهايت هو الرجوع الى الباليات پس بدایت آنست که راجع الی  
 است و نهایت این است که کل شیء يرجع الی اصله - قوله "عشق نه آن  
 است که من و تو گویم فلان و به همان است" یعنی عشق در بیان من و تو  
 در نیاید تا گویم که عشق خالق است و یا مخلوق و حادث است یا قدیم و حادث



است یا مصنوع یا ذات الله - قوله "عشق تیغ است عشق پیام است"  
 یعنی در مرتبه اول ولایت تیغ است که بجز صرف ذات فهم نمیشود که من عرف الله  
 کل لسانه و در مرتبه دوم نبوت که هدایت است من عرف الله طال لسانه  
 پس همان مشقت مرتبه ولایت است و حضرت بندگی مخدوم قدس سره در سمر  
 نوشته اند که اول درجه ولایت آخر مرتبه نبوت بچند تمثیلهای نموده اند نیکو بیان  
 کرده اند کسیر حاجت افتد در کتاب اسماء الالهیه و در محل بقدر حال  
 نوشته ام اگر تمام نویسم ترجمه سمر شود و رساله لطیف مینماید و امر رضا نبود و آنچه مشکلا  
 راجل کرده ام به ترکیه قلم گرفته است نه پنداری که در ترکیه نفسانی نوشته آمده است  
 و اما بنعمه ربک فحدیث اے منبر است - قوله "عشق صیاد است عشق  
 صیاد است عشق دام است" یعنی عشق گمراهی بصورت صیاد و برآید جان  
 عشاق صید کند و عشق بصورت صید و شکار برآید و نیز عشق بصورت دام برآید  
 و بصورت دانه شود و گفته اند محققان ما سلف که عشق شراب و جام است  
 عشق نه پنجه نه خام است

صیاد و صید هر دو دانه هو ساقی و حریف و پیمان هو  
 بقول محقق عشق را از عشقیه گرفته اند نام درخت عشقیه است بزبان هندی سمند  
 سوک میگویند بیل است بر درخت سوار میشود و عجب خاصیت دارد که بر هر  
 درخت سوار میشود و او را خشک میکند خود تروتازه میباشد خاصیت عشق همین است  
 این کسیر اسلام باشد استفهام است بمعنی نفی یعنی این عشق که بیان کردیم هر  
 کس را مسلم نیست الا ما شاء الله - قوله "عشق ابلیس را شیطان است"  
 یعنی عشق شیطان را شیطان کرد و غیر معشوق را سجده کردند اندر او پس در کرد  
 به عشق را قبول و ایمان نیست اگر در کرد به عشق را قبول و ایمان نیست



هم عاشق است و دیگر قواعداً اصطلاح یعنی شیطان  
اسم فاعل است مشتق از شیطنت و آن عبارت از بے فرمانی و استکبار و اغوا  
و این صفت البیس امثال او است میگویند که او را شیطان نامند و عشق را شیطان  
گفتن اختیار که عشق مقتضی شیطنت است در باب البیس شیطنت مقتضای او است  
پس این اسناد مجازی باشد اینجاست تجلی عشق بصفت جلال است و شیطنت عبارت از  
بعد نیز آمده است - قوله "عشق آدم را رحیم و رحیم است" یعنی اگر مراد عشق ذات  
دارند درست که اسناد رحیم و رحیم بود و حقیقی است و اگر صفت او دارند اسناد مجازی  
است اینجاست تجلی عشق بصفت لطیف زیرا که عشق بر صفت آدم رحمت ظهور کرد از آن  
توبه او قبول شد و دیگر آدم را در جنت تنهایی شد از آن حق سبحانه و تعالی رحیم و رحمانیت  
کرده حوا را آفرید کقوله تعالی ان الله خلق آدم علی صورته اے رحمت رحمت  
بهتر است - قوله "عشق بے نشان است" یعنی عشق را نشانے معین نیست بلکه  
تجدد امثال لازم حال آن بے مثال است از آنکه از عالم بیچون و بیچگونه نشان از کجا  
باشد مگر آنکه فانی فی الله و باقی باشد شود - قوله "عشق را هر جا که جوی چه میگذرد چه  
مصطفی چه کعبه عریان است" یعنی آشکارا است بر تبه خویش و پنهان است -

### بیت

ادبانه در عیان و چشم همه کور	ادبانه در حدیث و گوش همه کور
و چند مشغولی تمیل عشق در کتبها	حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره است اینجا
بحسب حال مشابیه بود و نوشتم	ابیات
آن سبز قبا که چو پاره برآمد	امثال درین خرقه زنگار برآمد
آن ترک که آن سال بیغماش بدیدی	اینست که امسال عربا برآمد
آن یار همانست اگر جامه دگر کرد	او جامه دگر کرد و دگر بار برآمد



آن بادہ ہماست اگر شیشہ دگر کرو  
 بنگر کہ چرخش بر سر خار برآمد  
 گفتار رہا کن و نگر ز آئینہ غیب  
 کین شیشہ اشکال ز گفتار برآمد  
 قولہ عشق شہید رایتج بران است یعنی عشق شہید را بصورت شیشہ می آید  
 دمی کشد این را تجلی جلال گویند قہر و لطف صفت اوست۔ قولہ عشق گردش  
 سنان است یعنی عشق تعلق و گردش نیزہ و تیغ بکار داشت ہم بہ اعتبار تعلق  
 عشق را قرائت است۔ قولہ عشق بر رخس آزاد سوار چالاک جوان است  
 یعنی رخس نام اسپ است عشق را تمثیل دادہ اند کہ عشق بر اسپ ارادت سوار است و  
 عشق سوار سے جوانے دارد

شہسوار آمد بہ میدان گوی چو گمان باختم  
 کیست با سلطان عالم روسے میدان باختم  
 قولہ عشق صورتے ندارد و دوریم صورتے و چہیتے پیدا و پنهان است یعنی عشق  
 در صورتے معین و مشخص ندارد و از آنکہ صورت پذیر عالم حدشان است و عشق با عالم قدیم ہم  
 و زمان است بلکہ در صورتے و اشکال پنهان و آشکار است و تجلی او بہ ہر منظر سے پیدا و  
 پنهان است کہ قولہ تعالیٰ اَیْنَہَا لَوْ لَا فَتَمَّ وَجْہُ اللہ پس ہر جا کہ روسے آرد  
 آنجا ذات صفت است۔ قولہ عشق را عظیم شان است از آنہا کہ در طاقت  
 بشر نباشد بلکہ آن کار از کار بے خدائی است پس شان عظیم است۔ قولہ چہ گویم  
 عشق بہان است و بیرون از آن است یعنی چند بیان کنم و در تحریر فقرہ نہ بکنجد  
 ہر چہ گویم عین آن است و غیر آن است میگویند کہ بہ اعتبار تجلی عشق بہان است  
 تا ما او بہر اتب کنج مخفی است و بیرون از آن است کہ او را تجلی بہ مرتبہ درار الہی است  
 و چہ گویم عین اعتقاد کہ اورا نہایت نیست پس عشق را مقید و مطلق روان نیست از آنکہ  
 ذات اللہ است نہایت ندارد۔ قولہ عشق بہان افسانہ فیل و عمیان است  
 یعنی عشق چون تمثیل فیل است کہ در شہر کوران آمد ہر یکے خود بہ استدلال عشق چہیرے



گفتند فیل تین آن بود و نه غیر آن بود چنانچه اناعتان عبدی بی عین عیان  
 است یعنی من نزد گمان بنده متم با من هر چونکه مرا گمان برد قریب و بعید یا عین و یا  
 غیر غیب افسانه است - قوله "مجدالدین" بخداوی از راه دیوانگی و سرافرازی  
 از عشقپنازی خوش اشارت فرموده و اشاره او را بر دیده و جان است  
 یعنی در بیان عشق اشارت خوش فرموده است که نشان ستر ازل داده است اما این  
 سخن حالی مجذوب و سالک نیست زیرا که سخن ایشان به طریق الهام است تا بآخر هر  
 را بدان راه نشاند بعد در راه اضطراب کرده این رباعی زبان خواجہ مجدالدین  
 رحمۃ اللہ علیہ اشارت آورد و در خاطر بود که حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ در کتاب  
 سمر سالک مجذوب بچهار قسم آورده تخیل داده بیان نیکی کرده اند درین محل مینویسم  
 اما در فصل ششم بیشتر خواهد آمد باین معنی نه نوشتم تا تکرار نیفتد - قوله بمیست  
 و یا ستر ازل طعمه ابدال شود این جمله قیل و قال پامال شود  
 هم مفتی شرع را جگر خون گردد هم خواجہ عقل را زبان لال شود  
 یعنی اگر عشق ازل را ابدال بداند پس این شرایع و احکام اسلام نصیاء و منشور اگر دور  
 مفتی شریعت را از در عشق جگر تمام خون شود و صاحب عقل را هم زبان کند گردد و هیچ  
 روایتی ازین بگوید بلکه مبہوت بماند - و دیگر معنی این را خاطر می آید به نظر حضرت بندگی  
 مخدوم قدس سرہ کشف کرد که سر ازل گنج مخفی را گویند که در خزانه او گنج سر بسیار اند  
 طعمه ابدال شود یعنی ستر ذات غذاست عاشقان گردد زیرا که سر خاصه براس انسان عاشقان  
 است و این عالم بیچون و بیچگونه است معروف بورا و الورا است میگویند که طعمه غذا  
 است و غذا چیز است که تمام وجود اکمل را احاطت کند و بدان غذا وجود را قوت  
 پیدا شود هر گاه که سر ازل عاشق را بدین مرتبه رساند من عرف اللہ کل لسانہ اثبات  
 مع در هر کتب لفظ "کر" است غالباً گرده شود است



شود پس به آئینه این آید که این جمله قیل و قال ضایع گردد که در سمر ازل فهم شد و ران  
گفتگو را چه متلع باشد و مفتی شرخ را جگر خون گردد و مراد از مفتی آن طایفه است که بعلم  
ظاهر می مانند و العلم حجاب الله الاکبر چون خواهند که بدین علم قدم بیشتر نهت بتوانند  
که حجاب اکبر در سینه ایشان است که زبان در قال و قیل گفتن آرا میدهد است و این کار  
قطع نفس بجز کشف و افصح نیست پس به آئینه جگر خون گردد و عقل تمیز است بین این  
چون اثینیت بودست محمل گردد و خوابه عقل را درین مرتبه زبان لال شود که بیان  
گفتن نیاید - و خوابه عبارت از آثار جلال و جمال است و الله من و سر ائمه محیط  
مقرر است فافهم و اغتنم - قوله عشق را مبداء و معاد و نیست یعنی  
از عشق ذات الله مراد است قرارگاه او که ابتدا و انتها ندارد و او را مبادی و مقاصد  
نیست بلکه همو مقصود کلی و مطلوب اصلی است و قرارگاه از روئے لغت بجای قرار  
است و او تعالی من حیث الذات والصفات منزه است از جاب و قرار عبارت  
ازین است که او را تبدیلی و تحویلی نیست بدین معنی پس بیان آن قرار این آمد  
کما کان الله و لکن معه شئی است این مرتبه احدیت است . **بیت**  
کما کان الآن بمیند کس که از خویش بے خویش گردد و کس

عشق هم از مینجا آید و هم بدینجا باز گردد - و مبداء و معاد چه معنی دارد و راست گفته اند  
الممکنات لا یتناهی یعنی عشق از عالم ازل ظاهر گردد و مبداء ان عالم را ج کل شئی بوجع  
الی اصله مبداء و معاد چه معنی دارد و هر دو یک اند و عشق چنانچه یک رشته باد و سر اعتبار  
کن اما در حقیقت همان یک است چنانچه مناسب این محل است . **بیت**

بیکو تو کشتی سوئے دگر غیبه خوبان من تا بضعیفم که گرفتار دوسویم  
یعنی یک طرف تو بیکشتی و میگویی که سوئے خوبان مرو و از طرف دیگر خوبان بکشد و بگویند  
این طرف بیا پس مثل من مثل رشته باشد که گرفتار هر دو طرف است عجب کار عشق است











ناطق است **وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهَدْيَ الْيَاسِرَ** دوزخیان را سلام رسانیدن  
 کدام وجه باشد جواب - در خاطر می آید که وجود بهشتیان و دوزخیان من حیث موهومی  
 محض است شریک اعتبار صفت کفر است و این وجود است من حیث التجلیات  
 بالوحدت از ظلمت کفر بیرون است پس سلام اثبات یافت و وقتی فنا حقیقی  
 شود نه صفت اسلام مانده صفت کفر سلام به دو فریق بدین جهت بود کل شیء  
 یوجع الی اصله انشاء الله تعالی در دهم فصل کفر حقیقی و اسلام مجازی ذکر کرده آید  
**وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْصَّوَابِ وَاللّٰهُ الْمَرْجِعُ وَالْمَاکِبِ** - قول عاشق معشوق عشق  
 را یک خانه شطرنج بازی کرده است یعنی عاشق و معشوق و عشق از یک جا خواهند  
 و یکجا میباشند و یکجا خواهند رفت یک از دیگر جدا نمی تواند شد میگویند شطرنج  
 بازی بر سه گونه است یک آنکه در مرتبه کثرت که هر مهر به اسم خاص سی ظهور کرد  
 اکنون پیاده را بدستگیر خود پیاده شود به آن سلاح جنگ خیال بیاورد ای چنانچه خیال  
 عیان شود در تو و در آن پیاده و همچنین با هر مهر درین حال خود را همچون مهر بدست  
 غیب شناس کما قال الله تعالی **كَامِنْ دَابَّةٍ اِذَا هُوَ اخَذُ بِنَاصِيَتِهَآ اِنَّ**  
**رَبِّيْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ** و همچنان این خیال و عیان را بر مرتبه شاه رسان که قلب المون  
 عرش الله تعالی را بر بساط وحدت دریاب و استوی را در خویش معاینه کن اینجا تجلی  
 فیض قدس است در مقام جمیع الجمع این مقام خلافت است که حضرت آدم علیه السلام  
 سجود ملایک شد - دوم طریق آنکه کثرت را بردارد و دل بدست آید هر شود بر بساط  
 وحدت بر و بادشاهی کن چنانچه گویند

بیت

یک نفس تقیّد بر او رنگ زندان شده است عالم اطلاق درویشان جهلند دیگر است



آرے این نیز فیض قدسی در مرتبه جمع چون کار بر تبه شہ مات رسد بساط دیگر بر انگیز و اکنون  
در کثرت و عدت باز ندہ است بمرتبه و راہ الورا ئیل اللہ فوق اید یھیہ ازان  
نشان میدہند و این آنست کہ آرام بہ دلہا بدوست اگر طالب صادق کہ از خزاہا  
این بساط دل بر کند و تسلیم نہد و بخانہ انبساط همچون فرزند ہمنشین شاہ گرد و یقین  
ہست کہ مرادات روزی شود بمنہ و کرمہ۔ سیوم طریق بردا است عجب حلے است  
در برد یک طرف و عدت است و دوم طرف کثرت یبغا کہ مات میسر نیست کہ جمع  
و تفرقہ بردار و بساط در پیچ و پیچیدن برد و وجہ یکے آنکہ فناے کثرت بہ بقای  
و عدت ہم در مرتبه وجود رخ نماید یا آنکہ حقیقتاً معدوم گرد و چنانچہ الانسان سرعی  
وصل بی بالا گفتہ شد۔ قولہ باشد کہ عشق ابلیس فرعون گرد و شاید ابلیس  
و آدم نماید و شاید نیرید حسین بود شاید محمد و ابو جہل گرد و از رواہ ہم را از  
یک نسل برین آرد عشق بت شدہ است عشق بت پرست شدہ است  
عشق بت شکن شدہ است زیرا کہ این ہم وصف شطرنج مثال است کہ ضد  
یکدیگر آمدہ است قہر و لطف پیدا از دا است عشق ابلیس فرعون گرد و یعنی شاید  
کہ بہ صفت جلال بر آید۔ شاید کہ ابلیس و آدم نماید زیرا ابلیس را کمال عشق میگویند  
کہ ہمیشہ بحق تعالی فرمان برداری سجده کردہ بود چون آدم علیہ السلام را آفریدہ در  
بہشت آورد بر ہمہ فرمان شد کہ سجده بکنید ہمہ فرشتہا فرمانبرداری نمودند ابلیس  
قبول نکرد و خاکی را سجده نخواہم کرد و فرمان آمد بکن و گرنہ مخدول خواہم کرد و باز گفت  
ہر چه میخواہی بکن پس رو سیاہ کردہ مخدول گرد پس بہ بیند کہ چه عشق با حبیب  
خود داشتہ بود کہ غیرے را در میان عشق قبول نکرد و چنانچہ پروانہ در یک ساعت  
بر عشق خود جان میدہد بہ این معنی ابلیس را عشق کامل میگویند کہ جلال و جمال  
را جمیع کند و فدا کہ در میان او و خوا کرد و گنیم خورانی این ہم متق حلوہ داری عشق بود



بجز فراق لذت وصال نمیباشد به این معنی آدم علیه السلام را لذت فراق نماینده نوبت  
 بجا آورده وصال در بهشت داد. و شاید که نیریز حسین بود چنانچه در میان ایشان چند  
 مشهور است که شروع نزاع عورت بود این هم به سبب عشق است. و ضد ابراهیم  
 و آذر در قصه ابراهیم علیه السلام مشهور است. اگر هر یک سخن را تمام قصه مینویسیم <sup>قصص</sup>  
 میشود و خود میخواهم که رساله طویل نشود. و محمد و ابو جهل <sup>نکته</sup> کرد و در این عشق تجلی جلال  
 است که ابو جهل دیگر را در اعتقاد داخل نکرد چنانچه ابلیس که آدم را سجده نکرد.  
 بر این مثال تصور کن خاصیت عشق آن است که بت شود و ابلیس نماید و عشق بت  
 پرست و بت تراش شود و آذر نماید و عشق بت شکن شود ابراهیم خلیل الله علیه السلام  
 نماید زیرا که بت معشوق و بت تراش عاشق اوست و ابراهیم علیه السلام در مرتبه  
 نبوت عشق بحضرت حق دارد و صفت او باشد **بیت**

خود پرستانند خوبان لاجرم بت نام یا عاشقان را هم ازین رد نام آمد بت پرست  
 این همه که گفت به سبب تنوع صفات است اما تنوع صفات و تکثر اسما و افعال  
 ذات متکثر نکند و آن عشق اکنون بر صفتی که پیش ازین بود و هو الان کما کان  
 صفت اوست آری ما از عالم کثرت ایم از کثرت خالی نباشیم و او تعالی را مقام  
 وحدت است و همیشه در و است از ان نگردد چنانچه فرمود. قوله محمد صلی الله علیه و آله  
 با عشق بسیار کشتی گرفته است عشق او را بسیار بار بر زمین زده است  
 اما شوخیش (به بین) هر بار برخواسته است و دستش کشیده است  
 یعنی محمد صلی الله علیه و آله و سلم در از عشق باز کرات و مرات با عشق کشتی گرفته و عشق بر و غالب  
 و خوار گردانیده و الله غالب علی آخره باز چون از دست او رها شده پشت  
 خم کرده و دستها بر بازو بازو زده بر آید کشتی ایستاده اما شوخی او بگریه و سر بار  
 که از زمین ندلت برخاست بازو بازو زده بر آید کشتی با عشق بر آمد میگوید این



همه بیان مراتب تجلیات عشق است که آنرا نهایت نیست که الوهیت و عبودیت  
 هر دو باری اند سبحان الله زینت بسیار بساط شاهانه را پیدا نموده و اگر منکام می‌هوانی نمود  
 کرد اثنینیت را به وحدت دست بردی نمود جزو هم و خیال ندید نهایت کار آنجا  
 رسید که درے است سر میزنند بر نبی الله کشوده اند یا نه اما بر محمد رسول الله صلی الله  
 علیه و آله و سلم تحقیق است صدق رسول الله که اولیا الله تا به آن حد نشان نمود اگر در  
 عشق را تمثیل داده رفته اند این تجلی و راء الورا است که همت عاشق باز نمیدارد  
 وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَى أَمْرِهِ - قوله "عشق قلاش است عشق او باش است  
 عشق بت شکن و بت تراش است" یعنی عشق قلاش بیاک است آنچه خوش  
 آید بگوید همه موجودات لاشئ و لا وجود بداند عشق او باش پر وای چیز و کس  
 ندارد و دعوی الی انا الله میکند میگوید که قلاشی و او باشی صفت اهل ترک را گویند  
 یعنی آنهم که از لذت و هوای نفسی رسته باشند هیچ جز نفس ندارند بمانند  
 مجذوب مجرد اند پیشتر در فصل مجذوب مجرد را بیان خواهد آمد و بت معشوق را گویند  
 و بت پرست عاشق را گویند و بت شکن و بت تراش را گویند این همه آثار  
 عشق است که این نوع از قلاشی و او باشی عشق است لیکن آن قلاشی بمرتبه احوال  
 است و این بمرتبه افعال فافهم - قوله "عشق از خدا جدا نیست" زیرا که عشق  
 صفت ذاتی است نه اضافی پس صفت از ذات جدا نیست همه اوست مثل  
 آورده منظر آدم علیه السلام ساخته بر باد شما بهانه ساخت کما قال علیه السلام العشق  
 فريضة على ما خلق یعنی بر آدم علیه السلام میگویند که براس عشق معنی آدم باید نه  
 صورت آدم پس محققان تمثیل داده اند که عشق بر خالق نمیشود عشق مخلوق میماند  
 متاخری از بحر المعانی دریایی اما شرط آن است در عشق قدم نهادن کس را مسلم  
 است که با خود نباشد ترک خود گیرد و خود را از انزایشم که نفس قداس عشق را زود



چنان نفس را که خود را خدا گوید چنانچه حضرت بندگی مخدوم قدس الشدسره میفرماید.  
 قوله "عشق خدا است" بدانکه این لفظ را معانی مشکل است بارے ہر چه وہ  
 فہم خود بنظر حضرت قطبی قدس الشدسره می آید مینویسم زیرا کہ این لفظ خدا عجمی است  
 اسم خاص است اطلاق آن بغیر حق روانیست

الہ است واللہ ورحمن خداے

فكان اسماً للذات مستجمعة لجميع صفات الكمال واصل خودی است در مرتبه  
 احدیت بدین معنی باشد کہ واجب الوجود و موجود بنفسہ است منزہ از حدوث و  
 زوال و در مرتبه واحدیت خدائی ظاہر است یعنی ظهور او گنج مخفی است چنانچه  
 لفظ خداے درین بیت حضرت قطب الاقطاب اشارت میفرماید بحسب این  
 محل یاد آمد

بیت

محمد آن جو انمرد است کہ دیر پی نظر باز و تعال اللہ ابو الفتی خدائی را تو میثائی  
 مصرعہ اول مرتبہ عین الیقین و ثانی مصرع مرتبہ حق الیقین این تجلی حضرت مخدوم  
 قدس الشدسره را توجہ تمام و مشاہدہ دوام است بوقت سکر فرمودہ اند و خدائی  
 را تو میثائی یعنی حضرت مخدوم چنان تزکیہ نفس کردہ بودند کہ دوئی را سخن نبود  
 چنان فرمانبردار بود کہ تجلی احدیت را سر ادا و حضرت قطبی قدس الشدسره بودند  
 بجز این چنین لایق فرمانبرداری حق تعالی کدام باشد مرتبہ خود در عبارت نظم  
 گفته اند۔ خدائی بمعنی خودی است کہے را خودی از تزکیہ رفت لایق خود را  
 خدا گوید و اللہ علیہ حکیم اگر ترا پسند کہ عشق مبتدا خدا خبر و عشق مصدر  
 دال برین معنی یعنی دوست داشتن و یا دوستی خدا دال است بر ذات پس اسناد  
 چگونه درست باشد۔ این بر چند وجه در خاطر می آید یکے آنکہ مصدر زگے بمعنی اہم  
 فاعل باشد زگے بمعنی اہم مفعول و اینجا ہر دو معنی است۔ اے عاشق و معشوق



حقیقی خداست و تغایر اعتباری است و امثال این در استعمال آمده است چنانچه  
حضرت محمد مصطفی صلی الله علیه و آله وسلم را حبیب خدا گویند حبیب فعلی است و فعل  
گفته معنی اسم فاعل و گفته معنی اسم مفعول باشد و اینجا هر دو معنی است ای محمد مصطفی  
صلی الله علیه و آله وسلم محب و محبوب خداست قافهم وجه دیگر آنست که گفته اند عشق  
خداست یعنی ظهور آنرا میان عاشق و معشوق را رابطه جنسیت نیست مثبت این معنی  
حکایت آنست که روزی امیر المومنین امام حسن رضی الله عنه با امیر المومنین علی کرم الله وجهه  
پرسیدند بابا ما را دوست میداری گفت آری باز پرسیدند خدا را هم دوست  
میداری گفت آری امام حسن بوجه احسن سوال کرد و گفت در یک دل دو دوستی چون  
میگنجی حضرت علی کرم الله وجهه جواب فرمودند سوال هم و جواب هم بر تو گذارم جواب  
امام حسن رضی الله فرمودند آن رابطه که با خداست محبت است و رابطه با ما است  
شفقت است پس الاولیا علی کرم الله وجهه سر مبارک بوسید و گفت این سخن از شکم  
فاطمه زنتی الله تعالی عنها است نه از پشت علی علیه السلام در شان او این است الفاطمة  
بضعة منی - قوله آری عزیزا اے عارفان فهم کنید که محمد حسینی چه بیان کرده  
یعنی اید و تنان فهم کنید آنچه حضرت قطبی قدس الله سره العزیز بیان عشق کرده که حق و حقیقت  
همین است و جلوه های عشق را براتب گوناگون نمودار کرد که ام دل است که بماند  
و کدام گوش است که بشنود و کدام چشم است که ببیند این تنبیه عاشقانرا باشد چنانچه  
میفرماید - قوله اما این نیز تحقیق بدانید هر چه گفت گفت عشق در بیان  
نیامده زیرا که عیانی است نه بیانی اگر خدا را در بیان آید چنانچه  
ذات الله گویند بحسب حال رباعی است رباعی  
عشق پوشیده است هرگز کس ندیدش عیان لا فها بهوده تا که میسر نیاید اے عاشقان  
هر کس از پندار خود در عشق لاف میسازد عشق از پندار غالی از چنین از چنان



یعنی عشق از عالم ملکوت است اورا هیچ کس بعین و عیان ندیده است اے عاشقان  
تا که لافها بیفایده زنید که عشق چنین و چنان است زیرا که ذات الشربیان شان  
از همه پندارها و گمانها خالی است و اگر عشق را به بنید پس بیان شان درست باشد  
و آیات حضرت قطبی قدس الله سره هم ازین مشابہت در کتبهای خود نوشته اند که  
عشق را بجز هدایت نمیرساند اما در بیان هر چه گوید فهم خود میرساند  
بمسئله و کرمه -

## ابیات

دولت عشق را نهایت نیست	عاشقان را بجز هدایت نیست
عشق حسّ است از برون بشر	آب و گل را برو کفایت نیست
عشق را بوحنیفه در سن نگفت	شافعی را در وروایت نیست
بوالعجب صورتی است صورت عشق	چار مصحف از و یک آیت نیست

بشنو که چه رمز حضرت قطبی قدس الله سره فرموده اند یعنی ملک خداے را نهایت نیست  
یاد اید بلا فناء و لا زوال لملک و طالبان خداے را طلب از هدایت است هدایت  
خاص آن است که صراط المستقیم از آن هدایت میکند و هر کس را مشکل عشق حل  
میشود او میداند که این کار عشق جز هدایت نیست زیرا که کس را اهل عشق و محبت آفرید  
اند مجذوب سالک گردانیده اند و منظر ذات ساخته اند فاما طالب میداند که عشق  
موهبتی است نه کسبیه است زیرا که از ان طرف هبه آمده است نه ازین طرف  
اگر یُحِبُّهُمْ فَرَمَوْهُ کرامت باشد دم در یُحِبُّوْنَهُ زند پس بین القولین این  
باشد که عشق عطائی و موهبتی در حق مجذوب سالک است که جذبه مقدم بر سلوک است  
و آنکه کسبیه گویند که عشق در حق سالک مجذوب است که او از سلوک بجزبه رسیده است  
این عشق را عطائی نباید گفت این عشق را نهایت نیست ریاضت و مشقت دارد  
و طالبان خدا را که مجذوب سالک اند آنرا طلب از هدایت دارند نه از ریاضت -



معنی بیت دوم کہ عشق حسی الی آخره یعنی عشق فہمی و علمی و شعوری و بینائی و شنوائی  
 کہ خارج از حواس خمسہ مردم است و آب و گل یعنی این ہمہ مردم ظاہر اور البندہ و  
 کفایت نکند بجز ہدایت نرسد۔ و معنی بیت سوم کہ عشق را بوحنیفہ الی آخره یعنی  
 عشق را بوحنیفہ کو فی درس نکرده است کہ خارج از حواس خمسہ بشری است پس امام  
 شافعی را در ان عشق بیج روایت نیست اما عشق بوحنیفہ را بود کہ این چنین علم اصول  
 فقہ و فروع آن انشا کردے کہ شب را بر یک پہلو غلطیدہ ہی ہزار سہلہ پرداختے و دوم پہلو  
 روایات آن بر ساختے این ہمہ بدولت عشق کہ مراتب امامت رسانید پس بجز ہدایت  
 نیست کسے را نبی کرد کسے را امام و کسے را ولی ساخت چنانچہ فرماید معنی بیت چہارم بوجوب  
 صورتے الی آخره یعنی صورت عشق شگفت تر صورتے است کہ چہار مصحف یعنی عوالم اربعہ  
 کہ متفرع از ذات و صفات و اسما و افعال نسبت عشق منزل او آسمان است کہ آن  
 عالم و راہ الہی است از یک آیت او برابر نباش چہا کہ آیات علامات و سورات و صلوات  
 عشق را غایت و نہایت نیست و چار مصحف محققان ماسلف کثیر تمثیل آورده اند اما درین  
 محل بہ یک تمثیل واضح کردم اگر ہمہ تمثیلہا مینویسم رسالہ طویل میشود و قافہم و اعظم واللہ  
 علیہ حکیم۔

## فصل سوم

در بیان سید محمد حضرت قطب العارفین شہباز السالکین بندگی محبت دوم  
 سید محمد حسینی کینو و از رحمۃ اللہ علیہ در کتاب سمار الاسرار سر خود چہل و نہم  
 یکروز چنین اتفاق افتاد الی آخره فرمودہ اند و درین کتاب تمام اسماء الاسرار  
 چند از واقعات فتوحات غیبی خود حضرت قطبی قدس اللہ سرہ آورده اند کہ درین  
 مصلحتہا بشمار است مرطالہان حق را قاطالہ را اشکال پیدا است و چند شرعاً



باین سمر را شده است باین معنی هر چه در فهم خود آمد ترجمه دارد است بمقامه  
 این سمر آن است که در میان روح و دل بحدی کلام شده است آنرا  
 تشبیه داده حضرت کاشف الاسرار در بیان آورده اند زیرا که طالب را تجلی  
 شود یعنی جذب رسد و بعد از و تمیز تنبیر سلوک کند مرد مختار شود یعنی وصال و فراق  
 اختیار او شود و هر نوعیکه خواهد سیر و سلوک کند و طالبان را ارشاد کردند تو اندر پیرا چه  
 الطرق الی الله بعد دال نفاس الخلاق ثابت است و حضرت کاشف الاسرار  
 چون این مقام داشتند و حاصل کرده مالک الاحوال گشته بودند فرمودند <sup>۲۹</sup>  
 قوله "یک روز چنین اتفاق افتاد یعنی خواستم که سیر در وجود خود میکنم بجز  
 کشف ذات از خود بخود نشود شروع کردم از مقام روح خود که دریاے دوم است  
 جبروت نامند و روح انسانی خوانند و خلیفه الله گویند کما قال الله تعالی قل الروح  
 من امر ربي چه بینم که قوله "آبے طول و عرض او باشد" الله تاجه قدر باشد  
 یعنی او را نهایت نیست زیرا که او عکس دریاے اول است که لاهوت نام دارد و هزار  
 اند هزار سالکان درین دریا گم میشوند و خلیفه را عین متخلقه میدانند و ایمان بر باد میدهند  
 و آنچه در کشف ذات شود همین در سکر مینمایند و درآے آن نمیدانند هم بدین سبب طوے  
 و عرضے لا یتناهی دیده میشود و مرتبه کشف ذات و صفات خود میفرمایند و درین مقام آن  
 دریا خود را قوله "اما عمقش از کمر زیاده نیست" یعنی از دریاے فنا اول حاصل  
 است و آن عبارت از نصف اندام باشد. قوله "جمع میروند" یعنی قالب  
 و خفی و سر و نفوسات ثلاثه و ارواح جمادی و نباتی و حیوانی و نفسانی و عقلی و ولایتی  
 همه میروند و در فناے اول زیرا که دریاے لاهوت بجز فانی فی الله و باقی بالله شده  
 آن مقام حاصل نمیشود. و بجز مراد شاید این باشد که همه جمیع مردان خداے میروند و آن  
 من هم هستم چنانچه خود میفرمایند. قوله "یکے در ان میان من هم هستم" یعنی



روح انسانی من یعنی باہنہ جمعیت خویش کہ از دریاے دوم سوے دریاے اول کہ سیر  
فی اللہ میکنم۔ غرض از دریاے جبروت بسوے دریاے اول لاہوت سیر میکنم۔ لاہوت  
وجبروت و ملکوت و ناسوت را چار دریا گویند و بجز طریق محققان گفتہ اند۔  
قولہ "یک دخترے سالے پانزدہے او نیمر میان آب میرود" یعنی دختر تمشیل  
نفس مطمئنہ کہ عبارت از عورت است زیرا کہ قاعدہ علم است کہ نفس یا موشیت سماعی  
گویند تمشیل او نباشد الا بہ ضرورت کہ آن عورت برابر ماراہ لاہوت گرفتہ می آید و  
بلوغت یافتہ است این فیض قدسی باشد و بنور کسبوحی بود از عالم لاہوت نشانے  
داروان متاع البیت یشبہ رب البیت مثال قریبے است از خانہ خداے تعالی  
ماند ہمہ کہ بر ساکب است تجلی و دم از الوہیت و ربوہیت زنداین روح بجائے سر برآرد  
سبحانی ما اعظم شانی فرماید و بہ محلے سرافراز مینماید برہر کی تجلی کرد اورا جز خدا ندانست  
قدیم است ولیکن داغ حدوث در پیشانی اوست خرج من بین جلالہ و جمالہ  
ازین بیلے میکند در فضلے وحدانیت طیرانے دار و در تخت سلطنت نشینے فرمودہ  
است ازین بیان بسیار است کمتر نوشتہ ام رسالہ دفتر نمیشود۔ و قتیکہ نفس را  
تزکیہ شود لطیف باشد لائق تجلی جلال و جمال است حضرت مخدوم قدس اللہ سر بیان  
آن مراتب ستر کردہ اند تمشیل دختر نمودہ اند کسیکہ ہزاران محل اند بہ شبیہ معنی روشن کردہ  
اند تا پردہ شرع قایم ہا ندہنہ و کریمہ۔ قولہ "تخفہ این است ماہمہ تا کر گاہ برہنہ  
ایم" یعنی ہمہ فناے اول سیم چنانچہ پیشتر گفتہ شد کہ دریاے لاہوت مقام خود  
را تا کر گاہ برہنہ است پس باید کہ موافقت کردہ محبت میرانیم و از مخالفت بجنب  
نمودہ ایم کہ من قارق الجماعت فمات میتہ جاہلیۃ قول رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کہ در اجتماع خوف ضلالت نیست فناے اول حاصل کردہ بقاے اول  
بدست آورد و طالب فناے دوم و بقاے دوم شدہ میر ویم تا در دریاے وقت



غوطه خوریم و فنا می شویم و بقای دوم حاصل کنیم هر چند که پیشتر شویم غرقاب پیش می آید  
جامه بالا ترکنان میبردیم که الکسیر یا دس دائی عبارت از آن است - قوله "آن  
دخترک را جماله است که اگر از عکس بر تو او خلقت حورا باشد حورا جز  
دعوی خدائی نکند" یعنی حورا روحانی و نفس نیز روحانی شده است و حورا  
اهل بهشت و نفس معنی تمثیل دخترک که یعنی نفس مطمئنه است میگویند که نفس را  
این خطاب شده **يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ أَمْضِيَّةً مِّنْ صَفِيَّةٍ**  
**فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتي** یعنی بادل و روح و مهر و خفی یک گشت اطمینان  
و قرار آنجا یافت و یک از ایشان گشت **فَادْخُلِي فِي عِبَادِي** دل و روح و مهر و خفی  
خواص نفس اند و دخول بصفت اتحاد با ایشان شده یک از ایشان گشت **وَادْخُلِي**  
**جَنَّتِي** رحمت رضا قرار داد و در بوستان شهود آرام یافت و شمار تجلیات را قوت  
خود ساخت و اگر چنین لابد هم شکلی همچین باشد حورا جز دعوی خدائی نکند یعنی جز  
دعوی بندگی نکند يقال فلان سلطان اے عبد السلطان **لَا أَنَا سُلْطَانٌ**  
**قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ كُذُّوا رَبَّانِيْنَ** و خدائی بمعنی خداوندی هم هست بدین اعتبار  
که ایشان اهل بهشت اند و بد حال باقی اند فنا و زوال برایشان روانی چنانچه بادشا  
را خداوند عالم گویند - قوله **رَبِّكَ رَخْسَارَه** و قد وبالاسے اواز امر و شباب  
و از احسن صورت رفیر میفرماید یعنی تمام مثل عورت بدین صورت تجلی کرده  
است زیرا چه صفت علما آن است یعنی نصف بالا تمام صورت امر و نصف فرود  
تمام صورت و سیرت عورت باشد این نفس بدان صورت تجلی کرده است که  
لفظ او ندکر است و معنی او مونث ما هم بدین سبب مونث سماعی گویم پس صورت  
تجلی خود را اظهار میکند و میگوید که از دوست محاورت من است ترا بصیرت  
نباشد در و شنای او نیایی تا در شکوة چراغ من نه بینی خود صورت روح از



عالم علوی آمده ام من قدوسی و سبوحی ام از ملکوت و جبروت و لا اله الا انت  
 بار بر خود دارم من جمال الله و جلاله بر وز سیه یافته ام ترا روحانی و نورانی از  
 امر و شایب با حسن صورتی بخواند که من نسبت یابی و تقدیرده از ان نفس بکاره  
 بحکم و فعل خویش من کشیده ام ترا صاف و پاک کرده و بیرون آوردم بر تو لایق تجلی  
 صورت امر و شایب و از احسن صورت ظاهر شد - قوله میان من و او مقدار  
 یک فرسنگی باشد که سایر ملوک بروح خود و میان آن عورت که عبادت تمثیل  
 از نفس مطبوعه است مقدار آن تجلی یک فرسنگ است بسیار قریب به ننگه اند که خیرت  
 کار است یعنی روح و نفس یکی نشده میخواهد که یک گردد و فی الجمله گوید همیشه  
 انا من اهو و من اهو انا نحن روحان حلالنا بدنا

پس قلب و قالب و روح عروج یافتند آنگاه رسیدند بالانین رات و لا اذن  
 سمعت و لا خطر علی قلب بشر

رباعی

پس هر چه نه آن منم چرا میطلبی

یار آمد و گفت که امیطلبی

پس من تو ام و تو من کجاست میطلبی

در خود نگردد از خود بیرون آمده

این همه خود نمایی و رنگ آمیزی است چنانچه طبیعت شرط کار است و خود نما  
 است و خود بین است هر چه کنی کنی گاه مقدار یک فرسنگ گاه در قشر و با دام  
 فاما اینست اوزایل شدنی نیست خود نمایش را گاه نظاره این گاه آن اما از  
 جهت ادب حضرت قطبی قدس الله سره فرموده اند که میان من و او مقدار یک فرسنگ  
 باشد و اگر نه واصل کامل بود یکی در یک شدن غیرت شرع در کار است - قوله  
 "عمره بخود و دعوت کرد و یعنی آن تجلی تمثیل صورت گفت بر حکم لود عیت الی کراع  
 لاجبت اجابت کردم اعوانان و معینان او بطلب آمده دعوت شد یعنی ظاهر و  
 باطن را به خواسته خود لیس کشید در مرتبه عشق چنانچه در متون جلوه نموداری است



قوله "چنانچه شهبه را بر عروس به احترام برند و آن آب قیاس  
 یک فرسنگ مرا با وسع اتصال و او ند" بشنود که با تجلی چه نوع تمثیل شده است  
 حضرت کاشف الاسرار وصال شد آنرا براس طایبان مطالب بانفس و روح تمثیل <sup>ن</sup> مراتب  
 نمودار کردند که غیرت شرع نمیشود زیرا که عقده کرده آن تجلی تمثیل را بمن تسلیم کرده اند  
 که بر منکوحه فرمانبرداری شوهر لازم است و نزدیکی بانفس و روح بمعنی شهبی و عروسی  
 است نفس سخن گفته که دل گوید تو آن <sup>و بگویند</sup> معنی اگر چه تو مثل و سنی خلاصه سیمی نه آنکه <sup>ن</sup> از  
 متفرع از من شده من ترا اقم اصل ام مرا شنیده اند ترا کشیده اند و بهر چه  
 من ترا میخواهم همه لذت و راحت و شهوت و عشرت است درین جا چه <sup>ن</sup> ازین جا  
 یاد کار میبری بارے بدوق و خوشی گذران و ایصال بانفس درین مقام  
 یا سنت یا واجب علی حسب اختلاف المذاهب سنت و مروت پرده تقاضا میکند  
 و قاعده محققان است که نفس بادل و روح یکے شد و در هر سه خلاف شد فراق آمد  
 و بهر سه اتفاق شدن گاهی است مداومت محالات است کثیر تمثیل و بیان محققان  
 گفته اند اگر تمام مینویسم در هر محلیات رساله نمی نماید گو یا که دفتر باشد به این معنی  
 در محل یک یاد و تمثیل نوشته ام این درازی یافته است به این معنی نه نوشتم  
 تا مبتدی را خواندن ملال نخوابد آمد و کلام اشارت بهای حضرت کاشف الاسرار  
 فهم کرد و آن جزو علم باید تا قاعده معلوم شود که تمثیل نمائیدن گاه قاعده نخواهد گاه  
 منطبق نگاه حکمت آورده معنی ثابت شود بعد از شاد و مرشد باقی دارند بمنه و کرمه  
 در فکر تمثیلات بودم قوله "و شخصی از غیب الغیب شاهده شد" یعنی تمثیل  
 از عالم لاموت که دریای اول لقب گفته شد در آن مقام خود را مشاهده لاموت مقام



آفتی است از سدرۃ المنتهی بالا است سیر طیر فرشته تا از جبرئیل علیه السلام سدره  
 بیشتن رفتن روضا نیست اولیا اللہ از اینجا پیشتر میروند که روح محمدی بالا است  
 حضرت کاشف الاسرار میفرماید از سدرۃ المنتهی پیشتر صفت شکل است  
 نیست مجرہ اندر تضحی کرم اللہ وجہہ دربان اندو این تجلی حضرت کاشف الاسرار  
 را در آن مقام حاصل شد **کاشف شخصی از غیب الغیب شہاد شد** یعنی روح محمدی  
 برین مشاہد شد کہ فرزند مرتضی رضی اللہ عنہ از ارث بفرزند می دارند کہ هیچ کس  
 اولیاء اللہ بہ این نوع مقالات مقامات تصنیف کردہ ظہور نہ نمود بجز سید محمد حسینی  
 گیسو دراز قدس اللہ سرہ کاشف جہ خود علی حسب المحل در بیان آورد کہ کسے را فایہ  
 رسد - **قوله جامہ بر ما انداخت چنانچہ کسے مر کسے را بیوشد** "میگویند  
 کہ کفر حقیقی آورد یعنی ہر حضرت رسالت اللہ وصال را شاہد نمودہ چنانچہ کسے را مر کسے  
 بیوشد آن تجلی ردائے کبریا الکبریای ردائی والعظمت انرا امری عبارت  
 از آنست بر ما تجلی کرد و بدان تجلی ما را بیوشید یعنی فناے دوم و بقایے اول دست  
 داد و حال کلام این است اگر چه صورت بشریت و حالت برہنگی با چنان حال ظہور کرد  
 لیکن میل آن نفس نبوۃ تاراجہ آن می شناسد چنانچہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ  
 میگوید وقتیکہ من و رابعہ می شستیم نہ من مرد و نہ او زن و برائے این معنی قریب است  
 زیرا کہ تمثیل تمام بصورت نورانی تجلی بود و در آن حالت بہ آن تجلی خود را پوشانید  
 چنانکہ کسے را مر کسے پوش کہ تجلی جمال بود - **قوله ہم خود را ہم بدان جمال و ہم بدان**  
**حسن و ہم بدان لطف عین آن دختر دیدم** "عنه یعنی نفس و روح و دل یکے گشتم  
 درصال کلی حاصل من شد - وقتیکہ لذت نفس ساکن گذاشت بعدہ دل و روح و سر و

عنه بد از عین آن دختر دیدم عبارت سرائی است او عاشق من شد من عاشق او "در شرح این عبارت قلم نیاید لیکن شرح کردہ است



و نفس یکے میبشوند وصال حاصل شود. محققان اربع عناصر ظاہری آب و آتش خاک و باد و باطنی نفس و دل و روح و سر را گویند و تا آنکہ عشق میان ما بہ کلی اتحاد یافت دنیا نفس و روح یگانگی و ایصال کہ عبارت از دو واج معنی است و دیگر معنی خاطر می آید کہ ہر دو منظر نمودار شدند عشق یکدیگر بہ وحدت سر کشید المومن مرآت المومن مراد از روحانیت است اگر وحدت حق مراد دارند بہ اعتبار تجلی ربوبیت باشد روح را تمثیل و تشکلی بہ ربوبیت صفت ذاتی است منترہ از ان تعلق ربوبیت با مروت بہ اعتبار آفریدگاری تجلی است۔ قولہ ”ہم در ان میان از من و از ان دختر مہتر عیسیٰ سر بر کرد“ یعنی فی الحال ظاہر شد مراد ازین قلب و دل است کہ بشاہد فرزند است مرا بہار اورا اصطلاح ایشان اورا عیسیٰ گویند ہندوت نامند و رئیس خوانند خواجہ خضر نام نہند انما شبہ ظہور القلب بعیسی لاند ظہور القلب فی ساعت بعد الاجتماع کما ان عیسیٰ تولد بساعت قال ابن عباس کانت مدت الحمل ساعة واحدة کما حملتہ بندبہ و مہتر لقب نہند زیراچہ او مہتر اعضا است قدسی است ان فی جسد ابن ادم مضغۃ اذا صلیت صلیت بہا سائر الجسد و اذا فسدت فسدت بہا سائر الجسد الا وہی القلب روح اللہ و نور اللہ اورا دانند اگرچہ ہمیشہ بودہ است اما قلبی تر و دے داشت گاہی بار روح بار شد دے کثرتی بانفس یکے گشتہ صفت قلبی و منافقی داشتہ زیر کہ روح را تمثیل و تشکلی قرار دادہ اند و قتیکہ مقام مطمئینہ لایق گفتن شد چنانچہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم را سانیہ نفس نبود این ہدایت است اولیا اللہ این مقام نفس را رسانیدہ اند اما سانیہ بر حق رسالت پناہ آخر الزمان داشتند اکنون بصفت خالص با شریعت ظہور کردہ است از ہمہ پاک و مجرد گشتہ است از ان اورا عیسیٰ و مہتر گویند روح را پدر و دل را فرزند و نفس را مادر محققان قرار دادہ اند حضرت



بزرگی منعم قدس الله سره در کتاب اسرار السمر بست و هشتم بیان هر سه  
 نیکو تفصیل داده نوشته اند آنچه درین محل معنی تعلق گرفته باشد به نظر ایشان ثبت  
 کردم اگر تمام سمر را معنی شرح کردیم بنویسیم پس ترجمه سمر میشود نوشت و به این  
 معنی چند اصطلاح معنی ظاهر کردن تعلق بود آنرا زیاده و نقصان کرده بیان سمر  
 ترجمه کرده نوشته ام تا مبتدیان این لطایف را فهمی روزی شود باید گفت اما نوشتن  
 غیرت شرع در کار است چنانچه خواجه نظام الدین اولیا قدس الله سره میفرماید که  
 مردمان ظاهرش نمی شناسد اگر مطالبه صادق و مرید است و اصل می آید و عرض میکند  
 آنچه گفتن باشد باید گفت چنانچه در فصل اول نوشته شد. **بیت**  
 نظامی این چه اسرار است که خاطر بدون ادی چه سرش نمیدانم زبان درش زبان درش  
 زیرا که بیان کلام محققان بکفر و سر می کشد کثیرا ظاهر معنی کردن رخصت نیست باید که از  
 اقوال و احوال گفتن سنان کشیدن بهتر است بلکه کلام افعال ظاهر کردن اولی تر  
 باشد کثیر و جبه دارد به اشارت بیت خواجه است - و دیگر مراد از عیسی فیض  
 قدسی است که بدان فیض آدم علیه السلام سجود ملائک شد و این عیسی علیه السلام همان  
 روح است که روح الله نام یافت و اجیا و امانت داشت و در بیان او است  
 وَ اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا رُوحُ الْقُدُّسِ چنانکه روح را بکلمه عیسی ادا کردن بنا بر این است که  
 آن تجلی روح قدسی بود که بر انبیا تجلی کرده است و اینها گمان نروند که آن تجلی انبیا  
 مخصوص است بلکه اولیای است محمد مصطفی صلی الله علیه و آله و سلم نیز بطریق اوارزانی  
 فرموده است چنانچه حدیث قدسی لا یزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احبته  
 فاذا احبته کنت سمعه و بصره و لسانه یعنی صفات او فیض صفات می باشد  
 و ذکر عیسی علیه السلام از قبیل متشابهات است و قرآن و احادیث و کلام محققان بسیار  
 واقع است چنانچه شیخ بایزید قدس الله سره میفرماید الصوفیة اطفال فی حجر الحق



مرد آن است که مادر فرزند را چنانچه بپوشیده و بر سرش میبندد هم چنان حق تعالی بپوشیده و بر سرش ایستاد میکند و مجرب و سر بر نهاده (قولیه) فریاد بر آورد انا ابن الله یعنی ملازم و متقاد و فرمان الله هستم - این ملازم را گویند چنانچه رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فرمود ابناء الثمانین عتقاء الله كما قال الله تعالى و ابن السبیل این مشکل میشود که راه پسر چه معنی دارد و قاعده اصطلاح عرب است هر کس به آنکار مشغول میشود ابن آن کار میگویند و ابن السبیل ای ملازم السفر بدین معنی که دانستی پسران معنی در کلام کاشف الاسرار حضرت قطبی تصور کن و خود را همچو نصاری کافر مگردان و از گمان سوسه باز آس و این صورت عیبه ابن مریم فهم مکن - در شرح عقیده مولانا حافظ الدین نوشته است که در تورات صریح نوشته بود که علیهم السلام انا ابن الله یعنی ملازم و متقاد این سخن از حضرت قطبی قدس الله سره نقل کرده اند که ایشان فرموده اند که من در کتاب همچنین دیده ام و چنین میگویند که میان دانشمندان دینی مدتی بحث بوده است آخرین که این بمعنی ملازم و متقاد قرار یافت و هر که ملازم کار می باشد او را ابن آن کار گویند و ابن السبیل شاید بدین شده است چون نصاری اصطلاح کلام نمیدانستند این صوری فهم کردند کافر گشتند ایمان بر باد دادند و هم در تورات صریح بود نوشته و لدت نفسی ابن مریم با تشدید لام زایا تیدیم عیبه را از مریم و نصاری علم قاعده نمیدانستند بغیر تشدید فهم کردند زایا تید را معلوم کردند کافر گشتند و میان ما کسی را که این واقعه پیش آید و علم جزوی هم نمیخواند و تیز در حیرت می افتد و در جهل می آید اگر خود عارف نباشد و یا عارف بر سر ندارد و او هم کافر شود و در زمره نصاری در آیند ضال و اضل شوند حو لیان چون کافر شده اند هم بدان طریق او شود چون مجاہدات و ریاضت بسیار دارند بر حکم آن حق تعالی برسند قدیم خود کشف و مشاهد روزی کند تجلی و تشریف پیش آرد و ایشان او تعالی را نازل و در خود تصور کنند کافر شوند



نموده باشد منها این مقدار نمیدانند آنچه در آینه روی تو نموده است آن نه آن است  
 که تو در آمده تو در جاسه خویش هستی و آینه بجای خویش این نمودار نیست  
 همچنان مثل الاعلی بر خوان مرشد و پیر انجام فرض است - الغرض آن مهتر عیسای که  
 مهتر اعضا است چون از میان روح و نفس مطمئنه شد فریاد بر آورد که من اکنون ملازم  
 و منقاد حق ام و از آن اویم نه از آن دیگر و پیش ازین گفتم اتباع نفس و گفتم بار روح  
 میگردیم و دور می افتادیم اکنون از همه تبرک کردیم و ملازم خدا شدیم و طالب او گشتیم  
 هم ازین مشایخ سلف میگویند که نفس طالب لذات و شهوات دنیا است و روح  
 طالب عقبی است و دل طالب مولی است برین معنی ابن الله گفته ایم نفس را  
 مادر و روح را پدر و دل را فرزند تشبیه محققان گفته اند - قوله <sup>صلی الله علیه و آله</sup> میان من و او دعوی  
 افتاد یعنی روح و نفس دعوی افتاد که بدین روح گویند پس من ازین من بیرون آمده  
 است چنانچه حضرت قطبی قدس الله سره در کتاب شکر حکایت نفس و دل و روح  
 میگویند درین محل چیز منشاء دعوی باید مختصر مینویسیم آنچه درین جامع تعلق  
 داشته باشد - اول نفس میگوید دل را ای دل نه آنکه تو متولد و متفرع از من  
 نه از منی ما شده چه شود اگر چه تو مثل و همنی خلاصه سمسی نه آنکه متفرع از من شده من  
 ترا اقم فصل ام مرا تشبیه ترا کشیده اند ترا باید که از رضا طلب من و هموار  
 پس روی می گردی چنانچه کاشف الاسرار نظم فرموده اند  
 بیت  
 دختر چو مادر شد مرا من مادر خود را پدر اوزاد از خود این پسند هر چه بهتر بن  
 عهده عبارت اسرار الاسرار این است در میان ما هر دو دعوی افتاد -

عنه - سمریت و هشتم -

عنه - عبارت اسرار این است ترا باید در بار من باشی و همواره پس روی گردی -





و بزرگان چنین فرموده اند الولد یبتغی الام و بهر چه بین ترا میخوانم همه لذت و

راحت و شهوت و خشم است خوارین جهان چه یادگار برای اگر چند

ن است بر من  
(اسمار)

روزے ترا داده اند بارے باز و قش و خوشی گذران چیرا پشت بر من داده و چرا

از من برگشته لحظه طوفان منی بر قلب و انقلاب قرار گرفته هم ازین خود را قلب نام

ن باز گرد اسماء

نهاد و بازگشت به من متعلق شود به کلام من متثبت باش تا آنکه دل از

ن ترویج اسماء

راحت برود و آواز و شوش موسوس اند و بزنگ آمیزی او در نقش دنیا می

ن آواز او

کند - روح میگوید منم ترا اے دل از سرم که مخ اوست کشیده ام که تو از وحید

ن منم ترا از سرم اسماء

طرفه آنکه او با تو دعوی اصالت مادری میکند اگر نظری بچشم رغبت سوز او بینی بهم چو

او بچه از بندگان باشی هوای این جهان را ولذت این عالم را و تر نسبت بر من

ن ارشاد فرمود اسماء

است روشن و منور فیض منی پر تو از عکس نور من بر تو تافته است دانش و علم و

ن پر تری اسماء

فهم تو از ان است و این تشریف که ان فی جسد ابن ادم لمضغة اذا صلیحت

صلح بها سایر الجسد و اذا فسدت قدت بها سایر الجسد الاوهی القلب -

و حاصل کلام بیت حضرت قطبی قدس الله سره از عبارت معلوم میشود که نفس مادر و

روح پدر است چنانچه بزرگان گفته اند ولدت امی اباها زاد مادر من پدر خود را

و روح در نفس است پس در صورت ظاهری روح فرزند نفس است اما باطنی ابوالا روح

نبی علیه الصلوة والسلام و ابوالاجساد آدم علیه السلام پس روح پیش از جد آفریده

شد و معنی نفس فرزند روح است که از وزا بیده به این معنی نفس را مونت سماعی

میگویند که فقط مذکر و معنی مونت در روح در عالم علوی آمده است و نفس بدکاره بر حکم

و فعل از و کشیده است روح میگوید من عدین معنی پدرم و تو و ظاهر را وری بعد



نفس که دعوی مادی میگرد چون نسبت پدری روح اثبات یافت ضرورت سرگردان  
 خجالت در کشیده از دعوی مادی سکوت کرد پس در بیت حضرت قطبی قدس الله سره  
 فرموده اند صادق آمد که دختر دعوی مادی کرد بضرورت فرزند شد من مادر خود  
 را پدر یعنی روح پدر نفس شد که ابوالارواح گفته شد پس در میان مادر و پدر دل  
 زائیده در آن منع ستری حق تعالی به بین کما قال علیه السلام انما من نور الله و الخلق  
 منی دال همین مشابیهست حضرت قطبی قدس الله سره نظم فرموده اند میگویند هر که  
 اتباع نفس کند بدو رخ رود به اتباع روح در بهشت رود اگر هر دو را گذاشته راه  
 خداست تعالی گیرد به خدا رسد فانی از همه شود باقی بدو گردد مشاهد حق تعالی و قلب  
 او روزی میگرد و چنانچه کسی مومن عورتی کتابی در کمال آورد از و فرزند را بد اتباع  
 مادر خود بکند که آن کتابیه است در شهوت کفر گرفتار گردد و دلاک ابد شود و اگر اتباع  
 پدر مومن خود کند یک از اهل بهشت گردد میان مومنان داخل شود و اگر قدم پیشتر  
 نهد طالب حق گردد و همه را بگذارد راه خداست تعالی گیرد یک از اصلاان حق گردد  
 و هر جا که بهمان همان حجاب شود و هر چه در بند آنی بنده آنی و ما شغلاک عن الله فهو  
 ضماک و هر یک بسوے خود میطلبند آنچه پیش خود است مینماید بهر جانب که دل میل کند  
 همانجا افتد - دیگر معنی میان من و او دعوی است بشو که انسان ظاهری را طالب  
 ملک و ناسوت نامند و باطنی را ملکوت و روح و سر خوانند - روح بر انواع است  
 روح جمادی که آن باطن غیر عنصر است مثلاً آب جوهری است و باطن سردی  
 و تری و کذا لک عناصر دیگر - روح نباتی که نموده است بعد اجتماع عناصر حاصل  
 میشود و همچنین روح حیوانی و انسانی این هر باطنی بر اقتضای هر ظاهری است  
 و قایم بدو است کانه این روح متولد از دست اگر چه به ارادت الله تعالی  
 ظاهر و باطن هر دو موجود اند - دیگر روح علوی است که از نور ابوالارواح



محمد رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم پیدا است این روح اگر چه متولد از قالب نیست در بدن انسان ساری است توأم و بقایه ارواح حیوانی و انسانی بدین روح است لیکن چون قالب مهتر آدم علیه السلام به کمال رسید ارواح انسان در پشت مهتر آدم علیه السلام انداختند هر یک روح به ارادت الله تعالی از قالب مهتر آدم علیه السلام فیض بشریت در گرفت پس آن مهتر جبرئیل علیه السلام به امر الله تعالی پر خویش بر پشت مهتر آدم علیه السلام فرود آورد و ارواح همه بدون آمدن چهار صفت ساختند است بر یکو در رسیدن اینجا گفته اند سوال به روح و تن هر دو بود پس بدین اعتبار این روح نیز با قالب همچو ارواح مذکور متحد گشت و جنیت یکدیگر مقرر شد. و ارواح دیگر است که از اقتضای بشریت نیست متولد از آن و متحد بر آن هم که توان گفت و از نفس ناطقة فیض قدسی است چنانچه ارواح اعظم - این را بیان بسیار است حضرت قطبی قدس الله سره در کتاب سمر ارواح اعظم را بیان کثیر فرموده اند اگر تمام بیان سمر مینویسیم عبارت طولی میشود آنچه این سمر چهل و نهم را بیان بود زیاده و نقصان کرده فهم خود رسانیده تخریر کردم و بیان سمر را فهم کردن مختصر نمیشود - و فرموده اند میان من و او دعوی افتاد چند نوع واضح کردیم این نوع هم خاطری آید که منشأ دعوی مذکور این است چون هر سالک تجلی حقیقت شود بخت حجابها به بشریت که ظلمانی است دور میکند سبب آن حجابها به ارواح که نورانی است بر میدارند درین حال سالک را و هم آن میبرد و چنانکه روح و متشابهات در قرآن و احادیث و کلام مشایخ بسیار واقع است چنانچه شیخ بایزید قدس سره میگوید الصوفیة اطفال فی حجر الحق مراد آن است چنانچه مادر فرزند را بیواسطه پرورش میکند همچنان حق تعالی بیواسطه ایشان را پرورش میکند و نفس میجواید که اتباع خود کند و این قدیم اند



برود پیش کرده بگوید - (قوله) "فرماید میکند" ..... از آن تو امانه از آن او  
 اے روح نه از آن نفس تنها بل از آن هر دو مجموع به اتصال هر دو پیدایش ایم بدان نسبت  
 که آنجا نه جماع نه لطفه نه حمل بجز قدرت به این معنی روح مثل است تجلی مبرین است  
 که روح را به کلمه عینی او کردن درست دارند و دخترک معنی نفس مطهره است -  
 قوله "من از آن خود امان و خود بخود امان" چنانچه شما بیدم از نور واحد هستیم از عکس  
 و فیض واحد موجود شده ایم و قتی که نفس فرکی شد و روح لطیف است هر دو یک  
 شدند پس این گفتن شاید در خود خدا بیند و اصل عالم و حقیقت روح محمدی و حقیقت  
 محمدیت است ظهور او را اعتبار است به هر اعتباری اسمی و نامی دارد و روح انسانی  
 گویند روح اعظم گویند روح الروح ابوالارواح و قابلیت اولی و اصل الاستعدادات  
 و ام القابلیات و قطب الوجود و تامل و چون عنایت ربانی دست گیرد بر سالک حقیقت  
 محمدیت موصوف تجلی فرماید چون سالک بتاراج رود سالک به صفت حقیقت محمدیت  
 موصوف شود هر چه او گفته این سالک گوید بناؤا علیه فرزندے دخترک برآید اگر بدین  
 اعتبار حمل کنند هیچ ترا اشکالی نماند - قوله "و آن دخترک بعد از آنکه میگوید عیسی  
 از آن من است من خود را عین اومی بایم" زیرا که هر دو در یک تجلی است هر یک  
 آینه دیگر است - و بگردد به بین که آن دخترک بالابیان کردم و گفتم که اتصال میشود  
 بعد اتصال ظهور و دعوی علنیه میکرد و آن ظهور که عیسی نامیده پسر من است من خود  
 را در و محو کردم چنانکه عاشق در معشوق محو شود و خود محو میکند عین او میباید بهمین شش واحد  
 می بینم و بگردد هیچ چیز نمی بینم غرض آن است که بیان این سمر که در میان نفس و روح

بعد از بیان ماهر و دعوی افتاد عبارت اسرار این چنین است من بگویم عیسی پسر من است  
 او بگوید پسر من عیسی فرماید و بگوید از آن تو امانه از آن او امان خود امان و خود بخود امان -



و دل و غیره مناقشه و مباحثه است هر یک به تمثیل کلام کرده اند و هر سه یک شری وصال کلی  
 شد و در میان نزاع چنانچه پیشتر نفس و روح به مادر و پدر تشبیه داده نوشته شد  
 بر آن معلوم خواهد شد - (قول) "و آن آب" که مراد از دریای دوم جبروت است  
 که مقام گفته شد "سرمه" که با تو گفته بودم "به همه جمیعت" به همه منعم "زیرا چه اصل  
 قوام من از و است" او روح محمدی است محویت در و حاصل من شده است  
 و آن سر و خفی و دل و روحانی دیگر همه نفوس به اجمعین با من بهم و در و میخواند و بهم من  
 شئی و اعدا و احداثه ایم پس همه منعم که چندین نوع تکثری و تعدی نموده به این معنی  
 حضرت قطبی قدس الشریه طالبان را امتثال نموده اند که نفس ظاهری در و میخواند  
 باید کرد تا لایق بر آن نفس تجلی شود - قول "و هو العلیم الحکیم" الحکیم یضع الشی  
 فی موضعه هر گاه این سمر از تجلی اسرار است و آن حکمت الهی است ختم کلام هم  
 به صفت علم و حکمت او تعالی فرموده اند هر که اهل سعادت اند چون تاویل میسر نگردد  
 سخنهای ایشان به ایشان گذارند از دایره ادب تجاوز نه کنند که برخورداری دارین  
 است الحمد لله الذی هدانا لهذا و ما کنا لنهتدی لولا ان هدانا  
 الله -

## فصل چهارم

که حضرت قطبی قدس الشریه حروف مقطعات در کتاب سمر ثبت کرده اند و در  
 آن یک سمر را به حسب حال خود ترجمه نوشته شد تا عزیزان را فایده میرسد اما به  
 فهم خود نوشته ام کجا قدرت دارم که کلمات اسرار او شان را بیان مینویسم آنچه

منه عبارت اسرار این است "والله علیم حکیم"



از بزرگان خود آموخته بودم همان بیان را زیادت و نقصان کرده فهم خود رسانیدم.

## سمرشاد و حکم

قوله "شاید یعنی باشد" یعنی عین که وجود مطلق است مقید میگردد و ممکن الوجود شود.  
قوله "که بر صدر دل او نقطه غین بتوان نهاد" یعنی روا باشد از عین که آدم است  
نیز که حوا است پیدا کند و عاشق را معشوق سازند و معشوق را عاشق گردانند بیت

شاید از حوا ازین رو خوانده ایم

آدم معنیش میخواهیم ما

ن شاید

قوله "او از کاف تا قاف طوارد" یعنی آن عین که عبارت از وجود مطلق است

از کاف که ابتداست عالم است تا قاف قیامت طهارت و قدسی که بنی الاسلام

علی الطهور اشارت بر آن است. وجه دوم آنست که کاف کفر حقیقی کان الله

و لکن معه شئی تا قاف اثنینیت و بهم که بر مقتضای حکم میان داشته طوایف و

آن از بعد دارد اگر از میان شود سرالان کما کان عیان میشود. وجه سوم آن است که

کاف کفر معنی بر است تا قاف قرب طیر دارد هر پوشیدگی از تجلی کفر است از آن

طیران کرده باز قرب به تجلی دیگر میکنند می پرد. در اصطلاح محققان کفر بمعنی ستر گفته اند

تا قاف بقول از کاف تا قاف یعنی عین که نشان مرد است و غین با نقطه که نشان زن

است پاک و پاکیزه اند از آن جهت که انبیا و اولیا از آن متول بشوند اگر پلیدی و پاک

باشند چنانچه عام گمان بر این صلاحیت ایشان را نباشد از ابتدا تا انتها بر حق

مردان خداست تعالی طهارت است. قوله "و از ب تا ی" و آن عین که عبارت

در فی الجوع وجود مطلق است از بدایت تا نهایت که النهایت الرجوع الی البدایت چون

نهایت بر رجوع بدایت باشد لابد نهایت و بدایت او یک باشد آخر مقالات

اولیا اول درجات الانبیا ثابت است پس تا چار باشد بدایت و نهایت ازین



قرب باشد. و دیگر وجه آن است که از لب یگانگان تمامی یگانگان قریب است  
 یعنی او که دعوت میکند کفار را سوی خدا و از آن قریب است زیرا که او دعوت  
 میکند سوی خدا و اولیای خدا الذین ینذرون الذین یظنون بالقلوب و العینی  
 صفت ایشان است بودن با ایشان هم قریب باشد است او را علی الله علیه السلام  
 بانفس و حرص و هوا بودن و با تجلیات و تشکلات و مشاهدات بودن همه است  
 و بگره رانیست حرفی صلم الله علیه و سلم قوله "اوراق است" این قاف  
 از حروف مقطعات باشد و جمع ورق هم باشد بقول محقق از لب تمامی او را  
 ق است یعنی از بالا تا فرود او را ق است که هر دعوت از آن به مشابیه سبزه  
 جو یاران است و کاه چمن است از آفرینش علوی و سفلی آری هر جا که  
 زمین صلح است نباتات ازینجا بسیار است پس او بمشابه عرش است و  
 اوراق حاملان او حفت الجنة بالمرکوبات است میگویند که مشابیه عرش  
 چیست یعنی محل قعود و جلوس است عرش سقف خانه است - قوله زیرا که او  
 ض الف دوازده است این را سه وجه به نظر حضرت قطبی قدس الله سره  
 بیان کرده آید یکی آن است که عین وجود مطلق است ضرر مرکبات است یعنی  
 فردا است وجه دوم آن است که او ض الف دوازده است الف  
 مستوی است و او ملتوی به دوازده درجه هفت اجزای صفات و پنج حواس  
 خلق من عوج این است و یا از دوازده الف را در گن دوازده شود الف ۲ دوزده  
 رایک به دوین ز داز نقطه بحر ف شد و با آنکه معنی چنین باشد او از بالا تا فرود  
 همه قشر است خبر از مغز حقیقت ندارد زیرا که او خدا راستی است از راستی متصور  
 نیست شاد و سوادهن و مخالفوهن همین سبب است چنانکه ابیات  
 زن راست بنازد و انچه بازو      چمن زرق نسازد و انچه سازو



زن پست نشان کاه نیزنگ

در ظاهر صلح و در نهان جنگ

چنانکه دوازده بعین و نه غیر - وجهه سیوم آن است آن عین را ضیاء و ششانی  
 دوازده برابر است تا دوازده بروج از و زادن که تمام کارخانه خدای پرستی ایشان  
 است و دوازده سبط هم مبنی هم برایشان است از آنکه (قوله) او منشینی با آن  
 و را کرده است یعنی عالم و را از نشان میدهد و راست و را اشارت بعدم تناهی دارد  
 و نفس آدم نیز متناهی است از آنکه چاشنی عالم تقادارد من عرف نفسه با نه و سرا  
 الورا فقد عرف سرب با نه و سرا الورا ستریه ایتنا فی الافاق و فی  
 انفسهم همین است کسیر که به این نوع نفس متزکی دست داد پس او منشینی بحق  
 تعالی است که او را در انیت و سرانجام آیت آنست که وحدانیت خود را در کرا نهایی  
 آسمان بنمایم و هم نفس ایشان بنمایم و فی افاق مر سالکان مجذوب را فی انفسهم  
 مر مجذوبان سالکان را - بیان سالکان مجذوب در فصل ششم خواهد آمد - منشینی با  
 آن و را این معنی شاید باشد یعنی انا جلیس من ذکر فی گفته والا کو ترک الذکر و  
 نسیان نه - چنانچه واسطی رحمه الله علیه گفته که در آن مرتبه محمد صلی الله علیه و سلم نور ذات  
 عین ذات است و بر و چنانچه در آئینه نظر کنی

بیت

بجز ذات چیزی نباشد بنود - بخود خویش خود منشینی نمود

"انده لیغان علی قلبی" وانی لا استغفر الله فی کل یوم و لیلة سبعین مرتبه  
 همین حجاب را دفع کند غرض از شعور این است و الهام انینیت رجوع نمودن هر نفس  
 که حضرت رسالت پیاده علیه السلو و السلام تجلی می بینند و استند که همین مقصود است  
 که آن نور همین تقاضا میکند باز ازین ازید تجلی نماید تا جان عاشق را فراق زیاده شود هر  
 در یوم و شب هفتاد بار استغفار میکند - به این معنی حضرت بندگی محترم قدس سره  
 در الورا گفته اند که حضور بر این تجلی نیست و خزانة او چه کم اید که برین منحصر شود -

ن دیگر



انشار شد تعالیٰ بیشتر و راد الوراخ و آمد. قوله اشارت ترقی از ادنی  
به اعلیٰ رود یعنی ظهور الذات بالصفات برایت خاص به اخص الخواص همین است  
و فیما نحن فیه یعنی در بیان مقطعات که ما یم قضیه بر عکس مطلوب است  
که حجاب الذات بالصفات طرفین را اعتبار است و حق مجذوب سالک و سالک  
مجزوب اما ظاهرین عین میشو و باید عین عین گردد و قضیه بر عکس این است گفتیم که  
واجب به تقید ممکن میگردد پس عین عین میشد اما عین هم عین گردد و چون تقید  
نقطه را اعتبار کنج چنانکه خط موهم را در دایره قاب قوسین اعتبار نمیکند آن در وقت  
آن طرح میکنند هر دو قوس یعنی قوس احدیت و وحدانیت یک دایره و وحدت میگردد  
چنانکه گویند.

فالبخر کسر علی ما کان فی قدام ان الحوادث امواج و انفجار

انچه در فهم خود آمد متمثل داده نوشتم در کتاب جام جهان نما قوس احدیت و  
واحدیت خوب نوع واضح است کسی را عرض افتد ببیند. قوله خطافات  
الابرار سیئات المقر بن نیکی نیکو کاران بدی نزدیکان است مقتضی  
مقام قرب است. مثالش بشنو. (قوله) قتل غلام خضر بود از  
آنکه ما فعلته عن امری گفته یعنی این افعال که من کردم از قتل و خرق و  
اقامت همه امر و فرمان بود از تصرف نفس من نبود من چون ام چون بچنانند و در  
جنبش که خضر را کشف بود و موسی را وحی چنانچه گویند.

بسمیت

وعد لا شریک له این است

فاعل جنبش است و تکین است

(قوله) و سبیه موسی خضر روح است موسی قلب و قوله امتناع  
از قتل سبیه موسی خضر مقصود آن است که جلالت مثبت جمال است  
منظر جمال یک مقصود و دوم غیر مقصود و بالذات و یا مقصود و بغیر گوی باز



وقولہ "ابن القنبر و موسیٰ" استخوانیہ آرسے ناقص و اسے کامل آنست  
 و ازین بیان کہ قتل غلام حسینؑ و فرزند موسیٰ معلوم شد کہ موسیٰ مقرب  
 است و خضرؑ از ابرار و ازین بیان کہ امتناع از قتل حسینؑ موسیٰ و سید خضرؑ  
 از ابرار باشد و خضرؑ از مقربان پس استخوانیہ لازم شد جواب گفت میں  
 استخوانیہست موسیٰ علیہ السلام و خضرؑ مختلف تیر و اولوا العزم از مقربان و غیر او  
 از ابرار زیرا کہ در فصل اول تصدیق موسیٰ و خضر علیہ السلام بیان است کہ قتل غلام  
 و سراج کشتی و استخوان کردن دیوانہ میرین است۔ قولہ ابو عثمان مکی  
 مرید و خلیفہ خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ و آن روح اعظم است ما اورا فیض قدسی  
 نامیم ابو عثمان نفی است کہ اولیائی تحت قبائی لایض فیض نبوی کنایت  
 از و است "مرصوفیات بعد از برہماید صفات و نمایم در کات کہ شکر دل اند  
 آریکات حزین اللہ الا ان احب اللہ ہذا المفلحون" پشت اسے صوفیان  
 عراقی و اصحاب روح "تو اسے مشایخ بعد از و ابل قلوب و ابصار ہزار و  
 ہزار خند قہاسے آتشین کہ مکان نفوس و یکایک شیاطین است کہ ناری  
 اند و کوہ ہاسے پر خاز و صفات روحانی و حیوانی و مار و قار قطع باید کرد  
 کہ کذا الیہ بحجاب من نور و ظلمۃ و نار و تلخ اشارت برداست یعنی چندین  
 ہزار پردہ ہا از روشنی و تاریکی و آتش و برف است درین راہ اگر کردید سخ  
 تمان یعنی خوش وقت شما و اگر نہ در چہ کاراید در چہ مصلحت اید  
 اسے فرو مانند کانیمقدار یعنی اگر قطع نکردید پس شما در چہ کار مصلحت  
 می باشد شما فرو مانده اید و شمارا اتح تقدیر سے و مرتبہ نیست "حقیقہ رحمۃ اللہ  
 علیہ صوفیان عصر را جمع کرد و گفت ازین خند قہاسے آتشین و کوہ ہاسے  
 بر خار چہ نمائیت تو ان کرو بر حکم و شاور و حق فی الامر چنانچہ نظم در شمار



السمرحه و پدر بنده سیدی النبی ابو الفتح ثانی سید محمد حسینی قدس الله سره  
تصنیف کرده اند بشو

ابیات

هزاران خنایان بیابان بے  
زکیم هار پر خار باید گذشت  
درین راه عمارت میان بے  
زکیم هار بے پر خار باید گذشت  
گذشتند زان ره بمقصد شدند  
وگر نه ترا نم کجا میسر وند

”اتفاق کردند مراد فنا دار و به احدیت“ یعنی فنا بمقام احدیت فانی شدن در  
مقام احدیت که عبارت از عدم ملاحظه شیئی است و فنا و الفنا است ”هزار و هزار بار  
در راه او فانی شوند“ و مراد است و تلمیحی نامرادی چشند باز ”اگر یکبار ره بسوی مقصود  
برند“ رایگان باشد ”جنید“ رحمة الله علیه ”گفت من ازین کوه ها و خند قها جزیکه  
پس پیر کرده ام“ معنی درین نظم است

ابیات

رئیس زمانه جنید این بگفت  
ازین خندق و کوهها جزیکه  
ز خود در معنی چنین اویسفت  
نه من پس پیر کرده ام بیشک  
میگویند که خند قها آتشین و کوهها بے پر خار مراد فنا دارند این عبارت در مرتبه لاهوت  
است

ابیات

هزار و اگر صد هزاران مرار  
بمقصود یکبار گریه سری  
دران رو چو فانی شوی اختیار  
عجب باشم گز مقصد کسی

زیرا که او در او الورا است هر چند که بمقصود رسد باز قصد او باقی است طالب  
را کجا تمامی حاصل شود قوله ”حریری گفت“ سخن تو جنید بار بے یک کوه و خندق  
قطع کرده اما مسکین حریری جز سه گامی نرفت است ”مراد از یک خندق  
و یک کوه حجاب ظلمانی و نفسانی است یعنی از قید نفس بیرون آمده ام و شیطان توان  
که بر من از راه شر و راید و مراد از سه گام صفات نباتی و حیوانی و شیطانی است



و دیگر از شریعت و طریقت و حقیقت بیشتر برقت تا شر شیطان از من رفت که  
 در نفس خود صفات حیوانی نیست بجز کشف صفات او چنانچه **بیت**  
 یک قدم بر نفس خود نه و آن دیگر در کوه است هر چه بینی دوست بین با این و آن کانست  
 و حجب تو ذاتی و ذاتی را اندازه نیست از بسیاری یک می رود و دیگر می آید  
 قوله شبلی نعره بنزد که خوش وقت چندی که یک کوه و خندق قطع کرد و  
 خوش وقت حریری که سه گام درین راه رفت بیچاره شبلی که  
 کرد این راه ندیده است یعنی شبلی قدس الله سره نعره زد و گفت که خواجہ  
 رحمت الله علیه و حریری هر چه مقام خود بود گفت فاما خود بیچاره که کرد این راه  
 ندیده است که آنرا بعینه ظاهر او باطناً در بیان گفتن تواند که هر چند مقامات  
 میگویند ازین همیشه است به این معنی خود را نظر کرده گفت که کرد این راه ندیده  
 است لیکن کرد این را اکثر مبالغت است در طلب مطلوب من عرف قدس  
 مطلوبه سهل علیه بذل مجھود چون مطلوب غیر متناهی است بیچاره طالب  
 را از کجا صورت قرار نماید هر چند که پیر مینوش تشنگی زیاده تر میگردد و بعد از آن  
 غایت شدت شوق میخواهد کرد این راه بگردد تا در اقدام طالبان گردد آید  
 كما قال الله تعالى قل لَوْ كَانَ الْبَحْثُ عَنَّا إِذْ الْكَلِمَتِ رَبِّي لَنَفَعْنَا الْبَحْثُ قَبْلَ  
 أَنْ تَنْفَعَنَا كَلِمَتِ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَلَائِكَةٌ أَوْ مِثْلِهِ مَلَائِكَةٌ أَوْ مِثْلِهِ مَلَائِكَةٌ  
 اصطلاح آن است یعنی اے محمد اگر در یا با اے روستای زمین بسیار میگردد  
 و از برای آنکه افعال و اسما و صفات حق بنویسد بر آئینه نافه و تمام شد  
 دریا اگر چه بار بار آمد و آرنجان دریا را پیش از آنکه تمام شود آن افعال و اسما  
 و صفات که مراد از سه گام باشد لیکن سخن شبلی رحمت الله علیه متین است  
 مامل درین سخن بکنید که چه گفته است که این صوفیان اند که ماح را یعنی



مقام محمودی و هم محمدی و هاءِ احدی و و احدی یعنی احدیت و واحدیت شده  
 اند تمام نفسانیت رفته خودی خود رفته ترک خود گرفته یعنی این صوفیاں چنانکه  
 خود را خدایتند یعنی محو اصل و فنا کلی و با مقام معرفت و محنت و حب غرض این  
 قوم صوفیه قوی اند که محو فنا و وجود خود و همه وجودات در نظر ایشان موجودات  
 است و با ایشان مقام معرفت و حب الله دارند و با ایشان محنت فراق و حب  
 وصال دارند کقوله تعالی و من الیل فتعبد بیدا فإله لک فی عسی ان یبغک  
 ربک مقاماً محموداً و در ذیل خرقة ایشان بسته اند و ایشان چون نقطه  
 پرکارند حرف احدیت و کلمه واحدیت را و هم احد و حار احدیت را نمونه ایشان  
 ساخته اند چنانچه

بیت

از احمد تا احدی نیست میهم بمیان حجاب معنی است

این میهم را بط احد است با احد مقصود بذات نیست هم از ان صفری خالی است  
 نزد اهل اعتبار ندارد از انکه اعتباری است نه حقیقی و و ع ص را یعنی خلقت  
 که عین خلق احدیت و را احدیت صفائی و جلای هم از ان نقطه غیب عین یافته  
 است و دیگر آنست که ایشان صدق اخلاص و علم الیقین پیوندی در گریبان  
 ایشان کرده است یعنی این صوفیاں محبت به خدا و تعالی کثیر دارند بعد  
 هم صدق و اخلاص که بحسب دل ایشان پیوند به او کرده اند و تو که محمد ص  
 ازین لا و نعم یعنی این لا عبارت از م ح و نعم عبارت از ع ص است  
 یعنی ازین محو و ازیر بخشش صفائی که طلب قوی است زیرا که احدیت عدم اعتبار  
 شے است و از و احدیت که اعتبار شے است و آنچه از عالم نسبت و اضافات  
 نفی و اثبات است خبر بندگان یعنی بکدام بازی و لعبت مشغول ماند که  
 هیچ و هیچ و هیچ است بچه بازی مشغولی آری مردم چنانکه خلقیت پیدا



وَلَا تَبْدِلْ كَيْلَ خَلْقِ اللَّهِ مَقَرًّا صَدَقَ اللَّهُ مَا وَعَدَ وَأَتَى بِمَا وَعَدَ

چون زلف تو نگذارد و میبندد اگر تو بگذاری گذرد در چنبر است

یعنی طایق علیا پس زلف را حسن عاشق هرگز از دست خود رها نکند اگر تو حسن را بگذاری باز کجاری که گذر بر چنبر است یعنی زلف تا بان تو تاب دارد و تاب از چنبر است همان الله مقروض است هر چه عالم نسبت و اضافات ساخته و بهشت و دوزخ ابدی داشته تو از آن ترقی فرموده روی آن آزاده که دید حق این عالم مجازی بجا آورده است یعنی آن کیست که عشق مجازی به حق و حقیقت باز دهمه با او حکایت از عشق حقیقی گفتیم و اگر نه خبر نداری "پس باز یحیی مشغولی" چنانچه گویند آب از عرقای بسیار بسیار و پائے تر شدن ندی هم از اینجا اول نقطه قطره و نو باوه عالم ظهور و خلقت تاکید یا لیت رب محمداً لم یخلق محمداً یعنی اے کاشکے که خدا سے محمد محمد را در وجود نیاورد که مقصودش علی حسب المراد حاصل نیست و آن محو کی فناء اصلی است پس ازین لا و نعم یعنی نفی و اثبات کجا خبر دارد اے هزار و اے بر تو با و یعنی مقصود تو که خود فنا است عشق جفا است حاصل نمیشود هر چند که میگردد و تشریف میشود پس هزار و اے بر تو با و که از حقیقت خود محرومی خود را خود نمیدانی چنانچه عارف فرموده است بیت

من بالتو ام و مرا نمیخوانی تو من عین تو ام مرا نمیدانی تو

یعنی معشوق با عاشق نیگوید من وصال با تو دارم اما تو از وصال من بهنجری و من و تو یکیم و با من در میانم و مشامده تو ام اما تو مرا نمیدانی عین بعینه طالب کجا خبر دارد که بیان نشان کرده اند و دیگر آنست که حضرت بندگی محمد و موم قدس الله سره میفرمایند که صوفیان مذکور در محبت او صدق و اخلاص و عالم کشف کثیر دارند چنانچه خواجہ جنید و خواجہ شمس الدین و خواجہ حریری رضی الله عنهم با لفظ هر چه مقامات



خود بود و فرمودند پس تو ازین لادفعه یعنی نفی و اثبات خبر نداری بچه بازیچه مشغولی  
یعنی چنانچه در فراق او و در تجلی وصال او غرق اند که نفی و اثبات کردن خبر ندارند که  
ساعة فساد تجلی وصال نصیب دارند کسی که این نوع ندارد و دوشوی محبت  
میکند پس بچه بازیچه مشغولی و اسے ہزار واسے پرو باد۔ اکنون یک وجہ از ان متہیات  
این زمان بہ نظر حضرت قطبی قدس اللہ سرہ العزیز در خاطر خطور میگرد و کہ مراد از عین  
دل حضرت محمد علیہ السلام شاید باشد نسبت عین بہ عین و نقطہ عین عبارت از صفت  
ظہور کہ بدان عین ظاہر شدہ اگر تبتیہ یا عین است اما بالا و فوق عین است و پوشش  
و پیرایہ و تاج و داج عین بہ عین است و بعضی میگویند کہ معشوق را یعنی شاید را  
عینی گویند از ان جهت بہ حضرت بندگی محذوم قدس اللہ سرہ میفرمودہ اند کہ شاید  
عینی باشد۔ و دیگر چنانچہ در حدیث اندہ لیغان علی قابی وانی لا استغفر اللہ است  
اے اطلبہ التلطیف والالباس المزینة والحلی الفاخرة المذهبة المفضت  
المرجعت المکالت علی عمر و سن الحقیقت و شاید این فی کل یوم و لیلة کہ سیاق  
معنی است کہ فرمودہ بعد حدیث مذکور اشارت ترقی از ادنی بہ اعلی است ہم ازین  
جهت او صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و ہمہ انبیاء و اولیایا حیات دنیا دوست داشته  
اند کہ درین عطائے دنیا عروس حقیقت بغایت خوب بینماید و آخرت دار کشف و مغلطہ  
عیان است آنجا عروس مجازی چون برہتہ بینماید و برہتہ دیدن مردم را خوش  
نمی آید و مراد از "کاف تا قاف" یعنی از تارک تا قدم از ازل تا ابد طہارت  
و طراوت دارد یعنی مراد از طہارت نور باشد کما قال اللہ تعالی قل جاء کثر  
من اللہ کثر و اللہ کثر السموات و الارض و از ب تائی  
یعنی از بالاترین و بارز اوراق است۔



تقره را گویند یعنی همه اندام آن شاخه چون تقره قائم است بهمین وجه  
از آن است زیرا که او صی الف و واژه است یعنی او را صیاست و نور  
است اول ما خلق الله نوری و سیرا جیائاً مشهوراً گفته اند الف راست و در  
بر نقطه اعتدال است یعنی و سیار که نظر نماید ما زاع البصر و ما لم یغنی هم ازین  
بیان است و در واژه اسباط بنی اسرائیل هم از و عیان است و قطعاً  
اشتیاق عشاقه اساطیراً همین بیان است یعنی بریده گردانیدیم  
بنی اسرائیل را و واژه گرفته اند جماعت مردمان و یا قی کلام مقطعات از عین  
و عیان است و وجه دیگر حروف تہجی را در کتبها سے لغت دیدیم در خاطر  
خلو را اگر این وجه نیز درین رساله ثبت میکنم تا عزیزان را فایده رسد  
در کتاب صراح حروف تہجی را به این طریق لغت نوشته آمد و شاید بعضی باشد  
یعنی عین در لغت زید الما کف را گویند و عین آن مرد که بر همه اقران و یاران  
خود مقدم باشد و کاف فحل نراست و درخت سبز است و یا مردی که بسیار صحبت  
زنان کند و یا شیر صاف که در میان پستان باشد و صی عورت بزرگ پستان است  
که فرزندان را پرورش بکند و الف مرد و فرد که زن و فرزند ندارد این بود یعنی این  
حرف در عرب و اینجا اشارت مراد است چنانچه در بیان توجه نوشتند اند و اینجا  
مناسب لغت بچنین توان گفت یعنی میتوان بود که از کف آن نطفه است  
مردی عالم و عامل نبی و ولی پیدا شود و عالم فحل چون درخت بار دارد و در دنیا  
مراتب علیہ و درجات سینه گردد و مرد کثیر العیال و متعلقان و امتان گردد و  
نخدا سے صوری و معنوی برایشان رساند چون عورت بزرگ پستان فرزندان  
را به شیر خود پرورد و باز او به مرتبه الف تنها است هیچ تعلق برایشان ندارد  
نخدا سے خویش مشغول است بر حکم الصوفی کا یون و یون - و بالله التوفیق و علیہ التکلیف



## فصل پنجم

در بیان کلمات شیخ محی الدین ابن اعرابی که حضرت بندگی مخدوم سید محمد حسینی  
گیسو در از قدس الشریع در کلمات شیخ اعتراضات در تعنیها و کتب اسے خود فی  
مخبر نوشته اند آنرا جمع کرده در یک محل آورده واضح کرده شد که چه غرض اعتراض  
بر کلمات شیخ داشته بودند بموافق این کلمات یک سر هفتاد و هشت  
فرموده اند این را به نظر حضرت قطبی قدس الشریع مع ترجمه نوشته ام فافهم و اغتتم  
بدان اسے عزیز که بر درویشان حال از حق تعالی وارد است بر وقت که مراد  
را فرین کند چنانچه روح مرید را که الحال بقیت الوقت و وقت بے شعوری  
است کما قال علیه السلام لی مع الله وقت لا یسعی فیہ ملک مقرب  
ولا نبی مرسل بشو حال را بے نقاب در آینه ازل حیر نور تجلی نتوان دید به وسعت  
رہنمای عقل بدان نتوان رسید چنانچه عارف فرماید رباعی

اسرار تحقیق نشو و حل بسوال      نے تیر بہ در با حق از نعمت و مال  
تا خون نخوری جان ندی بیچہ سال      از قال ترارہ ندما بند بہ حال  
اسے یار غمخوار و در راه طریقت و حقیقت وہم و فہم و قال وقیل رارہ نیست چنانچہ  
امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ درین رباعی فرمودہ اند رباعی

یک چند بہ عقل و علم در کار شدم      گفتم کہ مگر محرم اسرار شدم  
ہم عقل عقیلہ بود وہم علم حجاب      چون دانستم از مرد و میرا شدم  
بقول محقق مرگاہ کہ بر او بیا اللہ تجلی جلال و جمال میشود دران حال قرب انبیا و اولیا  
و اصفیا و اشقیاء و کافران و فاسقان مورچہ و پشه بحق تعالی برابر دانند







نکرده اند و حضرت قطبی قدس الله سره تفسیر معارج الکشف و ملتقط کرده اند تمام  
معنی اصطلاح تصوف هر یک آیت را نوشته اند کسی که عارفان درین اصطلاح  
وخل و ازند کلام و حدانیت بموافق شرع تصور میکنند بشنودان یک آیت را به  
اصطلاح تصوف معنی نوشته ام کقولہ تعالیٰ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اِنَّا اِلٰہٌ سَاجِدٌ  
لَّوَقَّائِنَا یُحَدِّثُ سُرَّ الْاٰخِرَةِ وَ یَرْجُوْا رَحْمَةً سَرِیَّةً مَا قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ  
وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا یَتَذَكَّرْ اُولَ الْاَلْبَابِ ه یعنی اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اشارت  
به خلوتخانه مراد است که جز محب و محبوب را گنجایش نیست ساجد اَوْ قَانِمًا  
در افتادگی است میان عاشق و معشوق می رود و کنایت از حالتی است که عارفان  
کما رشتن مانند دو اصلان یار دارند یَحَدِّثُ سُرَّ الْاٰخِرَةِ هر یک بر کس است که  
نباید آخر کار این خلوتخانه بیرون رویم و پرواز شویم و از اینجا بر در او آییم و یَرْجُوْا  
رَحْمَةً سَرِیَّةً هر یک امیدوار که این حالت بر صفت مدام یابد و هم برین باشد  
در و مندر اینجا ناله کند

نزهت و عشقت راست میبازم نه ترسم از آن کعبتین چشم غلطانی مرا بازی دهند  
قُلْ بَکُوْا سَیِّئًا مَّجْرًا وَ اَقِفْ اَسْرَادَیْ عَارِفِ حَالَتِ خُلُوْتِ خُلُوْتِ تَوٰی کَیْثُوْا سَیِّئًا  
مَقْرَبَانِ مَنی و راه نمائی توحید و وحدتی هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ  
لَا یَعْلَمُوْنَ هرگز برابر نشوند آنانکه بر اسرار و راه او واقف اند انما یَتَذَكَّرْ  
اُولَ الْاَلْبَابِ مگر خداوند آنکه از سکر به صحوا آمده اند و در عین حالت صحو  
بالذات سکر اند کسی که در سکر بازی آید او حالت کجایی گیرد و راه او را چون  
واقف میشود و کسی را که تجلی ذات کشف است او محو است که کلام در تجلی  
ذات نیست کما قال علیه السلام من عرف ربه کمل لسانه ازین حدیث  
تجلی ذات مراد است یکن در تجلی صفات و افعال و اسما و آثار کلام روید و یابد



کما قال عليه السلام من عرف ربّه طالع الساندين حدیث تجلی صفات  
 و غیر آن مراد است و شیخ محی الدین اعرابی و چند بلا یف متابعان او میگویند که  
 در اے این وجودات وجودی دیگر نیست و آنچه متمثل تجلی میشود صور و اشکال  
 اوست همین را تبدیل و تحویل سالک می آید و میرود و منحصر است هم ازین اوست  
 نام مطلق گوید و ممکن الوجود گوید و حق سبحانه را کمال کلی الطبعی نامند به این عقیده گفتن  
 حضرت بندگی مخدوم تدیس الله سره در کتبهاے خود نوشته اند استغفر الله  
 الاحول و الاقوّة الا بالله این سخن در ایمان شرک است محی الدین عالم غیب  
 گذاشته است و عالم شایه راضی شده است اوقایل برین صور و اشکال است  
 که متمثل و شکل را مقصود و اند و بر این حصر میکنند از و راه الورا شورے ندارد و به این  
 معنی حضرت بندگی مخدوم در کتاب خانم مینویسند اگر او در ایام من بودے  
 ازین شواهد باز آرد و دے و به علوب دے ایمان به تجدید آرد و دے مسلمان از مرشدے  
 کقولہ تعالی و جُوَّهٌ یُّؤْمِنُ بِیْ نَاصِحَةٍ اِلَیَّ رَبِّهَا فَاظْهَرُ اَنَّ اشان محمد مصطفی  
 صلی الله علیه و آله و سلم این امید دارند و دیگر حق سبحانه را کمال کلی طبعی نامند این  
 اعتقاد حکما است با ایمان کارے ندارد که در اصطلاح تصوف کسے نگفته است  
 زیرا که حق تعالی را قدیم گویند اول و آخر پس قدیم را با حادث پیوست نیست  
 و اگر شود لم یبق له اثر پیدا آید و اتحاد عبارت ازین نیست که دو شیے شوند با اتحاد  
 از آن است که جز او دیگری نیست و مقید مطلق او را گفتن درست نیست که واللہ  
 مِنْ دُونِ اَیِّ حَبْطٍ اَوْ مَحْطٍ است فیض او مطلق است پس مقید کردن قاعده حکما است  
 علما جواب داده اند در علم تصوف تعلق ندارد و کسے که با حق و یی ندارند و دست  
 وصال دارند بهر نوعیکه وصال میشود و انی بناییدانند مقصود تمام شد برین صور و اشکال  
 متمثل تجلی شده می آید میرود و منحصر میکند و عجب را نظر است که این



که حق منزله است تشکل و تشکل صور اوست در خزانه ادکم آید که برین منظر میشود عاشق را دوی باقی است زیرا که فراق بعد وصال است و وصال نیز بعد فراق است که ورا را فرموده اند و اگر فرض کنیم دو کاغذ باریک را سریشی ز نیم مهره بران گردانیم این دو یک نماید اما دوی عقلی باقی است که از خود مشقت کرده یکدیگر شدیم فاما او منزه است سبحان الله عجیب کاره حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره بود که به اعتراف مقامات عرفان رسیده بود و عشق و محبت او تمام نمیشود که فرموده اند من و اعلم و سرگردانم و این واسطه بندگی مخدوم قدس الله سره میفرمایند که اگر این سخن من خلاف حق الحقیقت است چنگ دوستان خدا و دامن باشد که شیخ محی الدین گوید که آله مقید و مطلق سبحان الله اگر فیض او رنگ آمیزی کرد این صبغة الله را تو آله مقید نامی و جعلنا الیها این چه سخن است بر خیمبر علمای اهل تحقیق مخفی نیست که ذات و صفات واسطه حق سبحان قدیم اند و عالم از و پیدا است با اختیاره ازین روے او را مبداء خوانند دیگر از اسما فیاض است چنانچه خلاق و خلوق بچند معنی است یکے آفریدگاری این صبغة است قایم بذات قطع نظر از تعلق آن با مخلوق پس حیثیت صفت ذاتی است و حقیقی باشد افغانی نتوان گفت دوم معنی آفریدن چیز را بدین اعتبار صفت فعلی اضافی نیز نامند و آن آفریدگاری چه که تاثیر است قدیم تعلق آن با اثر حادث سیوم معنی مخلوق پس فیض مراد فلق باشد بهر سه معنی و آنچه در عبارت محققان واقع است که عالم اثر قدرت و اثر فیض او است این عبارت اسناد مجازی است زیرا که قدرت و فیض صفت است موثر نیست بلکه موثر حقیقی ذات است و اسناد مجازی به اتفاق علمای عربیت روا است پس برین وجه مراد ازین کلام محققان که فیض او رنگ آمیزی کرد این باشد که ذات او فیاض است



اورنگ آمیزی نمود و فیض در اصطلاح صوفیان تجلی است و رنگ آمیزی عبارت  
از تنوع تجلیات و این مشابهت در کتب قیصری شرح فصوص مینویسد ان الاعیان  
التي هي العواید للتجليات الالهية فايضة من الله بالفيض الاقدس وهو عبارة  
عن التجلي الذاتي الواجب الوجود للاشياء واستعداداتها في الحضرة العلمية  
شعر العينية كما قال كنت كنزاً مخفياً فاحبت ان اعرف الحديث و  
الفيض القدسي عبارت عن التجليات الاسماوية الموجبة الظهور كما يقتضيه  
استعدادات تلك الاعیان في الخارج في الفيض المقدس مترتب على الفيض  
الاقدس و آنچه بعض میگویند که فیض نزدیک منطقیان عرض است و فیض مالا  
بمقی وحده بلاشی چون او را فی ذاتیه بقا نباشد رنگ آمیزی چگونه کند جواب  
این ظاهر است که سخن در اصطلاحات منطقیان که ز نداریم - تحفه دیگر بشنو که  
شیخ محی الدین صاحب فصوص مینویسد که منصور طالع را تجلی ذات بود مقام افرا  
داشت اما حضرت بندگی مخدوم قدس الشکره در تصنیفهای خود مینویسند  
که منصور را تجلی ذات بود و هرگز انا الحق نگفته و دیگر سبحانی نه سرانیده زیرا که  
در تجلی ذات چون محو است محوچه داند که من چیستم و کیستم که گوید سبحانی و انا الحق  
میگویند که تجلی ذات مشابده است که مثل و شکل شده تجلی بر سالک می آید  
سالک چنان رنگ آمیزی او دیده و در سر گرفته است که چیز بخونمیداند پس کلام  
که گوید كما قال عليه السلام من عرف سر به کل لسانه تجلی ذات مراد است  
لیکن در تجلی صفات و غیره کلام را ابو و قال علیه السلام من عرف سر به  
طال لسانه ازین حدیث تجلی صفات و افعال و اسما مراد است اما چون عدم  
کلام در تجلی ذات باشد که انا الحق و سبحانی گفتن روا نباشد پس معلوم شد  
که در تجلی صفات و غیر آن گفته اند و در خزانه او چه کم آید همین مثل و شکل تبدیل میشود

القدس عبارت  
عین

مظهور



و کسے را تجلی ذات میشود و او جز در محو نمیداند و نور ذات محو است و کسے را تجلی ذات  
مشاهده دیده بعد از ارشاد مرشد در تجلی صفات نظر میکند که انما و را و ال و را است  
به این معنی مرشد باشد که ازین لذات مشاهده نور تجلی ذات نماینده بعد در تجلی  
ذات و صفات استغراق میکند پس خود را بجمال صفتی از صفات اللہ می بیند  
یعنی ذات جایز الوجود و صفات واجب الوجود در خدمت درمی آید آن صفات  
واجب الوجود برین ربوده و کلام می آید و میگوید انا الحق پس ربوده هم میگوید  
اما همان صفات واجب الوجود در لسان جایز الوجود میگوید ممکن الوجود گفتن  
او را جایز نیست پس تحقیق بدانی که در تجلی ذات کلام نیست در تجلی صفات  
کلام هست به این معنی حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سره گفته اند چه کنم معنی  
محمی الدین اعرابی امروز زنده نیست با او گفته نمایند و او شنیده آنچه  
یقین است زیرا که تجلی ذات مقام فردا نیست است کسے که این مقام بابت  
خودی خود را گذاشت هر دو یک شدند از سکر باز نمی آیند مقام اخص است  
اما این تجلی ذات اخص بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بود بر دیگران نیست  
ازین معنی چنانکه قالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نور شده بود که در کلام  
مجید یاد کرده است قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ پس او نور  
بوده سبب آن سایه بر زمین نبود اگر قالب او مثل دیگران بود و کسے را هم  
نَظَرُ دُنَ الْيَكِّ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ به اهل ظواهر فرمان نشده بغیر از رسول  
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کسے را نیست پس در تجلی ذات مانند چه فایده در ویش  
در تجلی ذات مشاهده نظر بتجلی صفات داشته و را و ال و را تصور کردن بهتر است  
شیخ محی الدین بر تجلی ذات منحصر کرده است که همین صورت ذات تشکل و  
تشمل تبدیل میشود و مفید کرده است - اما محمل را بچند انواع بیان کرده اند



باز بچند وجه خواهد گفت که محققان گفته اند خداوند تعالی از مثل و تشبیه منزّه است  
بر حکم لون الماء لون الاناء یعنی رنگ آب رنگ قدرح یک می نماید چنانچه مردمان  
میگویند که فلان شیخ عین جذبه حق شده است بر حکم همن سرانی بقدر ای الحق  
غرض عین عشق گشته در عشق عاشق و معشوق از دست پس هر که معشوق رسید  
بحق رسید و هر که او را دید پس حق را دید چنانچه حضرت بندگی محمد دوم در رس الشریعه  
میفرماید

بیت

هر ذره که می بینی خورشید دروید است درویده ما بیند چشم که بحق بنیاست  
یعنی در هر ذره از ذرات عالم صفات واجب الوجود ظاهر است در دیده ما  
بیند یعنی در چشم خود در آید و به بیند آنکه خواهد حق را بیند چنانچه سایه آفتاب  
بر کشاکش بادشاه و کلبه گدا برابر تا بد اما بیند باید ارشاد شد باقی است چنانچه  
حضرت بندگی محمد دوم قدس الشریعه میفرماید

بیت

درویده انسان ما صورت زبند و پیکر جز عکس عکس شخص را در نور انوار بین  
یعنی در چشم مرد یک چشم ما جز الله و بیکر در نمی آید در نور انوار الله بین زیرا  
که در میان خواجگان حشمت پیر و مرید عاشق و معشوق است پس گفتن درست  
شد در نور انوار الله بین ما صنع الله فهو خیر من یصنع خداست همه نیکی است  
تا دوری ننماید چنانچه عارف میفرماید

بیت

از بعد شکایت مکن ای خسته جگر کنز غایت قریب می نه بینی ما را

یعنی عاشق خسته دل از بعد و دوری ما چرا شکایت میکنی بلکه از نهایت قریب  
و نزد یک تو ما را نه بینی چنانچه فهم گفته اند که انگشت خود نزد یک چشم خود و نه انگشت  
خود را از غایت قریب نخواهی دید کقوله تعالی و نحن اقرب الیه من حبل الودید  
چنانچه حضرت بندگی محمد دوم قدس الشریعه میفرماید و مطالب و مرشد آورو



## بیت

از غایت قرب به از ما بماندی دورتر ما نیم با هم یکدیگر نزدیک را دوری بین  
یعنی اے فرزند میر از غایت نزدیک تو از ما دور تر نمایی و اگر نه پیر و مرید جدا نیستند  
پس نزدیک را دوری و دوری را نزدیک بدان هر چند خود را دور تر بدانی نزدیک تر  
باشی و هر چند نزدیک تر از کارای دور تر باشی عجب رابطه حضرت بندگی مخدوم  
قدس الله سره را بود که این نوع قضیه برعکس فرموده اند و دیگر در بیان وصال

فرموده اند که برین حد دارد چنانچه

## بیت

شب با تو خنودم و ندانستم که تویی روزت بستودم و دانستم که تویی  
زبست حرمان و جان که این نوع وصال دارند غرض ایشان آنست که تمام شب  
با خسیه هم و روزت بستودم اما ندانستم که تویی یعنی این معاطله از غایت  
مشوق و وصال کلی نامند که شوی خود رفت همه او شد چنانچه چراغ در طاق می آید  
از روشنایی همه طاق منور میشود چنانچه گفته اند که لیلی بهر محزون استاده مجنون  
اوراندید چون خبر کردند که لیلی ایستاده است مجنون گفت انا لیلی این را  
وصال کلی نامند تا ما حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره میفرمایند که در اینجا هم  
فراق باقی است که از سکر بگو باید آمد تا در احوال را به بیند تا طالبان را ارشاد  
کردن تواند که در وصال امید باقی است چنانچه درین بیت اشارت در وصال  
و فراق فرموده اند تا محذوب بجز نشود

## بیت

عجب نیست که گشته شود طالب دوست عجب این است که من اصل و سرگردانم  
از آنکه هم در فراق اند و مطلوب را نهایتی پیدانه و غایتی مویده از آنکه ازلی  
و ابدی است طلب طالب را از کجا تمامی روسه نماید هر چند که بیشتر میخورد  
تشنه تر میگردد و ازین معنی عاشق را ترس دوی در وصال قرار داده اند که تجلی



ایک حال نیست گاہ صورت جمال و گاہ صورت جمال تہرہ لطفہ ہر دست  
 واکشتہ آمد کہ عاشق ہمہ حال قراق تصور کند و در تجلی ذات فراق نیست و ہمہ ولیا  
 انرا کہ ذات بہ تجلی صفات تصور سازد و راہ و راہ الورا خیال دازد کہ قولہ تعالیٰ  
 وَ اللّٰهُ شَهِيدٌ لِّمَا تَعْمَلُونَ و سِرِّ اَبْهَمِ مَحْیَیْطُ چنانچہ شیخ الاسلام شیخ سعدی رحمۃ اللہ  
 علیہ در فراق اشارت گفتہ اند

بیت

بہ حنہ آخرے دارونہ سعدی را سخن پایان ، میر تثنیہ مستقی و دریا همچنان باقی

انفس افسوس یعنی حسن و جمال محبوب را نہایتے نیست و عاشق را غایتے نہ پس  
 عاشق مسکین در عشق معشوق ہمیر و دریا یعنی حسن و جمال او بر خود است رفتنی  
 نیست بلکہ زاید است پس چہ حال باشد و قتیکہ عاشق بہ اشتیاق او ہمیر و  
 حشر تمام نشود این سکنت نیست کہ عاشق دیدار یا رتیر باشد لیکن این  
 سکنت توہم است کہ من مرا با وصل یا ر میران چنانچہ حضرت قطبی قدس اللہ سرہ  
 فرمود و اندن و اصلم و سرگردانم پس این سخن گفتن صادق می آید لاخیری عشق  
 بلا موت و لانی موت بلا عشق۔ محقق گشت و شنید و باشی کہ محققان ماسلف  
 این خبر آورده اند کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم را ہر روز و ہر شب  
 ہفتاد و کرت استغفار بگو میدانی چہ معنی است زیرا کہ بر حکم سلطنت تجلی مقتضا  
 مقام بود کہ نہایت رسیدم باز چون نظر پیشتر گردن بہ اسماں او دیدند دریاے  
 دیگر و قصاست دیگر بزرگ تر پیش آمد از ان استغفار کردن کہ نہایت دانستہ  
 بود پس تجلی ذات بر تمل و شکل عاشق را منحصر نیست یقین است کہ الوہیت  
 و عبودیت تو امان اند نہ اورا نہایتے نہ این را غایتے یکے بدون دیگرے  
 متصور نہ از انکہ یک دن و یک خمبیک پیالہ شراب طہور خوردنستان گشتند  
 تا و را را الورا بہ پیشد پس فرمودن حضرت بندگی محمد و م قدس اللہ سرہ



صادق آمد که بر تجلی شکل و تشکل منحصر نمیکند زیرا که آن تجلی ذات است و این اقتضا میکند که آنچه بود مقام دیدم باقی همین را تبدیلی است به این معنی حضرت بزرگوار میفرمودند که میفرمایند که در خزانه او چه کم است و بجز اقتضای مقام نمی تواند چنانچه حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم فرمود که در کثرت روزینه استغنا بکند و در چنانچه نوشته شد کفره تعالی و الله اعلم و سر آیه محیط زیر آتش مشاطه گری و رنگ آبیگری دارد و بجز ارشاد شد اشکال پیدا است و دریای لاهوتی را احاطه نیست که چه طوله و بسطی دارد و بجز صرف ذات معلوم نمیشود و بسبب حال دین بیت نوشتم

### بیت

ز به دریا که اندر دایم غرق اند و حیرانند چو ماهی زنده از دریا و دریا را نمیدانند  
یعنی همه غرق در عشق اند اما عشق چیست که نمیدانند چنانچه گفتن شیخ محمد الدین ابن اعرابی که در تجلی ذات غرق شده است از مستی در صحن می آید که گفته شود اگر در تجلی صفات نظر میکند تا در اوارا به بیند تا کلام گفته شود کما قال علیه السلام من شاک قال الله عرف ربه طال لسانه پس قد اوارا هر چند که بیان میکند منحصر نمیشود چنانچه ماهی در دریا زنده میباشد اما نمیداند که دریا چه طوله و بسطی دارد و یقین است که دریای عشق را هیچ کس نهایت ندیده است که منحصر میکند چنانچه حضرت قطبی قدس الله سره میفرمایند

### بیت

تا ظن نبری که هست این رشته دو تو یک تو است ز اصل و فرع بنگر تو نگو  
یعنی کسیکه قابل اندگمان میبرد که دومی دانسته اند در غلط افتاده اند اینها جزو یکیش نیست چنانچه فرموده اند بگو است یعنی یکی است که دومی هزار در هزار نمیداند باید که تو در غلط نیفتی پس گفتن حضرت محدوم ندگی قدس الله سره و راوا الورا و درست شد و از جهت تمثیل صورت مجاز بر سبک شکل شده تجلی می آید و دین



رباعی نیکو حضرت بندگی مخدم قدس اللہ سرہ اشارت فرموده اند بشنو رباعی

حق آن خداست که آن بحسالم ندیدم جز وجودش هیچ دیگر

مکن طاعت را از دست پرستی که فرقی نیست میان بت و بتگر

یعنی اگر عارف را در بت پرستی بینی هیچ عیب مکن که میان بتش و نقاش فرقی

نیست که المحاذیة الحقیقت راست است زیرا بدین حق جز وجود حق عارف در

جهان هیچ چیز را نمی بیند و غرض ورین رباعی آن است که در حقیقت همان یک

وجود است که واجب الوجود گویند و مکن الوجود قائم بدو است پس وجودی که

قائم به وجود است بود او را در حقیقت شهود نباشد و محتقان را در تصور نیست پس

مکن الوجود را که عالم است و وجود گویند در حقیقت به یک وجود است که شیئی

هنا لک الا و محمد پس چنانکه با او تعالی غیر نیست کان الله و له یکن صمد شیئی

و هو الان کما کان پس اند او به نسبت ما است نه نسبت ا تعالی بی محاله و علا

قدر و عطف همه اوست فافهموا غشوه بدانکه چون سالک در مقام تجلی ذات

ن سفت رسد صفات افعال خود را فانی یا بذبذبات و صفات و اسما سے حق و قطع همه

اضافت بقا آن ذات معاد و اصل حق بشناسد تا در او را بپند و تشبیه ازین طریق به آن

مقام رسد بلسان غیب فرماید سبحانی ما اعظم شأنی و دیگر انا قول و انا

اسمع هل فی الدارین غیری میگویند درین حالت میگوید چو درخت کلیم است

که از ان این کلام ظاهر گشت اننی انا الله الا انا چنانچه قصه موسی علیه السلام

مشهور است این را به اصطلاح صوفیه سکر نامند و کفر حقیقی خوانند و کسیکه از سکر

در مقام صحو آمده تجلی و را در او را یعنی تجلی صفات می بیند این تجلی را اسلام حقیقی

گویند و کسیکه در تجلی سکر نیامد جز بخونداوند و هر چه تشل و تشکل دیده منحصر میکنند

ازین خیال نظر بالا نمیکنند و را مجذوب مجرد نامند که از لذت تجلی تشکل باز نمی آیند



در عایت تجلی افعال نمیکند که از حد شرع بیرون رفته اند پس مجذوب با بجزو لایق شخصیت نیست و سید الطایفه خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ چون از سکر باز آمد فرمود کہ در سیر دریا ہزار ہزار قومے رفتند باز آمدن نمیتوانند کیچے مانیم کہ در آن سر راوردیم معنی از تجلی ذات تجلی صفات آدمیم مقام سالک مجذوب یافتند کہ از مقام سکر بہ خوا آمدنہ در او الورا تجلی نمودند۔ بیان مجذوب مجر و سالک مجذوب بیشتر خواهد آمد ازین معنی نہ توتم تا مکرار ناقتہ۔ و شیخ محی الدین ابن اعرابی ہم در تجلیات اول ماند کہ در سکر ماند جز از محو دانست کہ تجلی ذات اول را سکر مگویند و تجلی افعال و صفات دوم را محو مگویند کہ در تجلی اول اثبت است کہ ہر چہ تشل بماتند تجلی می بینند ہمین ذات او میدانند بر این منحصر میکنند بہ این معنی شیخ محی الدین ابن اعرابی ذات را قدیم و آلہ مستقیم دانست ازین بہت حضرت سیدگی مجذوم قدس اللہ سرہ میفرمایند قل لا الہ الا اللہ واللہ اسم ذات قدیم است بجمع بہ جمیع صفات کمال کہیں گشتہ شئی من حیث الذات والصفات والاسماء والانعال و فرمودند اگر در ایام من بودے اورا ازین شواہد باز آوردے بہ علو بروے و از در او الورا نظارہ اشش شدے معنی از تجلی اول در مقام محو می آوردے این را اسلام حقیقی گویند۔ تنحفہ دیگر مگویند کہ مجذوب مجر و را در تجلی ذات چنان لذت گرفته است کہ بہ تصرف جذبہ محو میشود و خبر نفس ندارد و از ان محو قدے دیگر در عالم الوہیت نمیدارو کہ الجہنم بہ من جہنم بات الحق توازی عمل الثقلین و مجذوب سالک را در ہر سکرے صحوے است و در ہر صحو سکرے است چون سالک در محو بودہ باشد بعد در مقامے رسد کہ آنجا حیران ماند سکرے حاصل شود و تیکہ آن مقام را بشناسد باز در محو آید ازینجا باز در مقامے بلند تر نظر افتد باز سکرے روے نماید و این مقام اخلاص است کہ گاہ در سکر سیر کند و گاہ در صحو بہین سیر را



وراء الاله انما مندرجاً است تحت بندگی محمد و م قدس الله سره درین بیت اشارت کرده اند

خورشید هر روزی را در روز دیگر مطلع آن ما متلبی هر شب در شب بدر به بین  
 و در خبر آن است که مصطفی صلی الله علیه و آله و سلم را چند هزار بار مخاطبات تجلیات  
 میشد و او هر روز هفتاد و کرت استغفار میکرد و میگفت اند لیخان علی قلبی وانی  
 لا استغفر الله کل یوم سبعین مرتبه زیرا که استغفار این محل گفتن این بود که هر  
 روز من محمد مصطفی صلی الله علیه و آله و سلم را در هفتاد و مقام سیر طیر بود و بمقتضای  
 هر مقام تجلی میدیدم و در هر مقام میگردیدم مقصود آنست زیرا که کلی آن مقام  
 و بهیبت کمال او همین اقتضا کرد و چون پیشتر میرفتی استغفار میکردم  
 و میدانستی که چند مخاطبات تجلیات می آید و میرود آن مقصود نیست و آنچه  
 نداشتند اسماء و جمال بود و بود و اشیاء گردند و در جمع از ارشاد گداختند و او را  
 برخوانند کما قال الله تعالی اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ  
 نِعْمَتِي وَ سَرَّضْتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دیناً و میگویند که تجلی اول را دیده بگو و خرم  
 میشود باید که نظر بر تجلی دوم بکند یعنی سکر در صحنی آید و اگر نه در مقام سکر بوده  
 باشد او را حقیقت وراء الاله میشود و پیروی شرع نمیزیرد که در سکر جز نفس  
 نیست مجذوب مجرد آنست زیرا که از لذت عشق طالب را بتمامه میخورد که پیلای  
 جذ میشود ازین لذت فرق که دن نمیدهد از سکر باز در صحنی آید باید که از  
 کفر حقیقی در اسلام مجازی خیال دارد و بعده وراء الاله رسیده شود و میگویند  
 که امثال و رد آن لذت بر طالبان راه و محبان درگاه واجب است که هر  
 روز نو و نو و نو و طلب نو حاصل کند چنانچه فرمود لِيُزِدَا دُؤَا اِيْمَانًا مَعَ اِيْمَانِهِمْ  
 مراد ازین نو و ایمان طاعت لای ظاهری نیست بلکه حرف نفس است یعنی عشق و



## بیت

جان داد بے ز ابد و عابد بقدر  
در عشق رموز لیست که معلوم نکردم

و دیگر بشنو که بوافق این محل یک سمر مع ترجمه نوشته ام تا طالبان را  
مشقت نماند و باین معنی هر چه در فهم خود رسید معنی ظاهر کردم.

## سمر بقا و وشت

قوله "بزرگ طعمای" یعنی قلب مصفی غذای نفس مزکی که طاعت و عبادت  
است غرض باروح غذا قلب و یا بغیر غذا روح و یا حقی غذا سر برداشت ایشان  
بداد قوله "بدست مرید داد" یعنی عقل معاش است داد "گفت در آن  
بر آب" یعنی دریای نفس است "در ویشے است" یعنی همان نفس مزکی بود  
عرضه داشت "یعنی مرید" که آب عمیق است کشتی و بد رتبه واسطه "نیست  
و مرا به آب اشنائی نه" چنانچه عارفی به حسب حال میفرماید بیت  
رسیدم من به دریائے که جوش آدمی خوار است نه کشتی بگذرد آنگاه ملاحه خجسته کار است  
"گفت که آن آب بالیست و بگو بحر است آن فلان نام خود گرفته که وقتی  
بر زن نزدیکی نکرد و راه ده "همچنان مرید کرد آب و عشق شد  
مرو گذشت "غرض حقیقت بزنگ مجاز شد عشق محبت که بسیار زنگ آمیزی بود  
منوی دارد گاهی حقیقت را بزنگ مجاز و مجاز را بزنگ حقیقت میگذارد بیک لحظه چنانچه گویند



## بیست

عشق مشاطه ایست رنگش آمیز  
که حقیقت کند برنگ مجاز

الغرض طعام درویش رسانید او خورد و بحضور مرید وقت بازگشت مرید  
گفت وقت آمدن چنین آمده بودم وقت رفتن چه کنم چون روم او  
گفت برو بر آب بگو بخدمت آن فلان نام خود گرفت که وقتی طعام نخورد  
است مراده ده همچنان کرد آب ره داد مرید را و اشکال مشکل پیش  
آمد که آنکه این پیر چیدن بچکان زاده و آن درویش بحضور من طعام  
خورده و دروغ بر آب گفتم هر دو اثری عجوبه داد از پیر رسید محمل این  
کلام چه باشد دروغ را چنین اثری شود گفت من وقتی به هوا خود  
نزد یک زن نه رفتم ام یعنی بر اے اداے حق او صحبت کردم ان لنز و حیک علیک  
حقا یعنی بدستیکه موافقت ترا بر توحفه لازم است که بارے حکایت و صحبت کنی  
و او بهواے خود طعامی نخورده است یعنی آن درویش بر اے طاعت  
و محاموت را خورده است بر حکم ان لنفسک علیک حقاً - باید دانست که این  
سخن ادب است و ادنی طور معرفت است که محاملت نماند بیشتر ازین مقامات  
بسیار اند اما صدق کلام برین رفت است آکل و ماکول و اکل و ماکح  
و نکاح و نیکه بوده است یعنی فاعل و مفعول و فعل این تعدد و تکرار  
نسبت ما است نسبت او تعالی میگویند که بغلبه حق و حقیقت بر نفس و طبیعت  
چنانچه حدیث اذ اتا ناراً اصفاً مقرر است آهین که به آتش نار شد بهین را  
مقام فن گویند بلکه اگر راست پرستی غیرے در میان نیست خود با خود باز دوی



دیگرے غیر داز و لیس مع اللہ غیر اللہ و ما را بیت شیئا الا و س را بیت اللہ شیدا  
 قولہ چنانکہ کہے گوید مادر خود را من زاده ام و چنانچہ گفت صحابی ولادت  
 امی اباها یعنی زاده مادر من پدر خود را کہ ظاہر کرد و خلق خالق را ہوا و الظاہر  
 ہوا الباطن قولہ دیگرے گفتہ را بیت سربانی فی صورت امی یعنی دیدم  
 پروردگار خود را در صورت مادر غرض در مہربانی و شفقت و قضی ربک الانقباض  
 الا ایتاۃ و بالوالدین احسانا و از زبان مبارک رسول اللہ گویند صلی اللہ  
 علیہ و آلہ وسلم

انی دان گنت ابن آدم صورۃ فلی فیہ معنی شاہد بابوتی  
 یعنی بدستیکہ من اگر چہ ظاہر صورت فرزند آدم اما درین معنی است کہ گواہ است  
 بہ پدیی من من ابوالارواح ام و ابوالاجساد است و معلوم است کہ خلقت روح  
 پیش از جسد است خلق اللہ الارواح قبل الاجساد با سبعة الاقسنۃ  
 یعنی من در صورت فرزند آدم و آدم در معنی فرزند من است انا من اللہ و الخلق  
 منی دال ہم برین معنی است و در غزل حضرت بندگی مخدوم قدس الشہرہ این  
 بیت فرمودہ اند

و تہنچہ مادر شد مرا من مادر خود را پدر  
 اوزاد از خود این سپرد در ہر سرے سرے بین  
 بشو کہ حضرت بندگی مخدوم قدس الشہرہ چہ غرض دارند یعنی نفس مادر است و  
 روح پدر چنانچہ گفتہ شد ولادت امی اباها یعنی زاده مادر من پدر خود را و روح  
 مادر نفس است پس در صورت ظاہری روح فرزند نفس است و در حقیقت  
 چنانچہ گفتہ شد ابوالارواح نبی علیہ الصلوٰات و السلام اند پس روح پیش از  
 جسد آفریدہ شد و در معنی روح پدر و نفس مادر و دل فرزند کہ از دزایدہ است  
 زیرا کہ ہمین سبب نفس را مونث سماعی میگویند کہ لفظ مذکر و معنی مونث چنانچہ



حضرت قطب الانطاب حضرت قطبی قدس الشدسره در کتاب اسرار الاسرار  
 در حکایت نفس و روح و دل هم دیگر سخن شده است فرموده اند پس  
 درین محل مناسب آن حکایت بود جزوے در بیان آوردن مقدمه نفس و  
 دل را میگوید که تو متولد از من شده و از من ترا بهمانند از کنجد روغن کشیده اند  
 من ترا اتم مسلم باید که تابع من باشی چنانچه الولد باتباع الام و تابع نفس لذت  
 و شهوات است بعد روح میگوید که منم ترا اے دل کنجد را پیچیده کشیده ام که تو  
 از وزائیده اما از دولت من است که از خود از عالم علوی آمده ام و نفس بدکار  
 را بحکم و فعل من کشیده ام من در معنی پدرم و او در معنی ظاهری مادر است بعد  
 آن نفس که دعوی مادری کرد چون نسبت پدری روح را اثبات یافت ضرورت  
 بود که بیان خجالت در کشید از دعوی مادری سکوت گرفت هم برین مشابہت  
 حضرت بزرگوار میفرمود قدس الشدسره بیت فرموده اند پس در بیان پدر و  
 او در زند زائیده است یعنی دل پاک پیدا شده است چنانچه انا من الله  
 و اخلق منی پس در هر صنف سر حق تعالی به بین چنانچه در بیت است و حکایت  
 نفس و روح و دل تمام بیان ازین جا نه نوشتم که را غرض افتد در سر به بیند  
 قول دیوانه از سر دیوانگی و خود کاری این سخن گفته "است شاه  
 درانی قلند میفرماید

قلند را نواز شها خدای را گداز شها خدا اندر قلندران قلند را خدا خودین  
 بشنید که حضرت سید محمد حبیبی گیسو دار قدس الشدسره چه رمز فرمودند به نظر ایشان  
 معنی کشف شود معنی مصرع اول قلند را نواز شها الی اخره یعنی قلند



بمعنی عالم تجرید و تفرید است که درین عالم تجرید و تفرید شد غرض از تکلیفات  
 دنیاوی رفت پس گویا که قلندر شد یعنی برهنه شد حق تعالی او را نوازش  
 و سرفراز سازد و در حقیقت آن عالم اطلاق و اجالات هم راحت و کثادگی و  
 فراخی دارد و خدائی را که از شهباه فرموده اند یعنی عالم نسبت و اضافت را که  
 خودی است و آثار صفت جمالی و جلالی است رنج و محن از آنکه بتکلیفات  
 مکلف است ازین عالم را گذاشتن باید و آن عالم تفرید و تجرید در خود آرد  
 پس حق سبحانه این قلندر را نوازش شهباه خواهد کرد و معنی مصرع دوم خدا اندر  
 قلندر و آن قلندر را خدا خود بین یعنی هر چه صفت تجرید و تفرید دارد خودی  
 خود رفته خود را خدا گویاند پس از الوهیت می آید و انعکس بالعکس پس حق تعالی  
 را نزد یک اهل توحید و تفرید بدان قلندر را خود بین یعنی عالم نسبت و اضافت  
 را مقام عبودیت خوانند غرض وراء الورا به بین و او را لایق عالم خدائی دان که  
 قطع نسبت و اضافت است که التوحید استقاط الاضافات این است  
 و عالم وراء الورا که مکان لامکان است فارغ از عالم نسبت و اضافات  
 است و قتی که طالب را این مقام دست دهد که از همه برهنه شده خود در عالم  
 تجرید و تفرید آید خدا اندر قلندر دان معلوم شد پس باید که قلندر را خود بیند  
 یعنی از عالم تجرید و تفرید در عالم وراء الورا بیند یعنی که از عالم مکان لامکان آنرا  
 عالم الوهیت نامند و یک برین حضرت یکینند یعنی در عالم تجرید و تفرید که هر چه تجلی  
 می بینند اعتقاد دارند که همین را گردش است که تمل و تشکل می آید و می رود  
 پس این اعتقاد و مشابهت حکما است که حکما میگویند که مردن زادنی است  
 همین جان از شکم دیگر زاید به این معنی حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره  
 میفرمایند اگر درین وقت شیخ محی الدین ابن اعرابی میبار شد دست گرفته



اور انہیں ایمان و اللہ اعلم آنچه در عبارت ایشان معنی قائل گزرتہ بود نوشتہ بشنو کہ  
 در حدیث مذکورم قدس اللہ سرہ فرماید: "قوله" بدیختت زندیق کافر  
 بدین تمام الفاظ و نحو در تفسیر سازد و در تفسیر خود را بر ما لئے گویند اند کہ  
 این حکایت فیض قدس است یعنی زندیقہ گروہ بدین است ہمین محبت  
 یکند کہ خود بخار سعیدہ ایم قانا ایشان را صحت است نمیدانند کہ این حکایت  
 فیض قدس است کہ آخر از خزانه او چه کم آید کہ بمثل منہ شرد از در او را شعور  
 دارد اما دوی باقی است چنانچہ درین عبارت حضرت بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ  
 فرماید: "قوله" مدبر و محرک فاعل و قایل جزا و نیست اورا روح الروح  
 نامند یعنی فیض قدس را روح الروح و جان جان گویند و سر نور نور ہم خوانند  
 "قوله" بخت اورا روح اعظم خوانند و صفت او چنین گویند الموجود الایسر  
 معبود و یا یعنی او موجود است ہمیشہ کہ صفت عدم بروی ہرگز نشود از آنکہ وجود  
 واجب است و ظهورش لازم غرض یکے موجود ہمیشہ و دوم معدوم ہمیشہ و اینکہ عالم  
 کون و فساد گویند و جلد و تلاشی خوانند یعنی موجود گشت و ناپیر شد در وجود  
 آمدن جان معدوم شدن بہمان این را کون و فساد گویند و اعتقاد و انتقال  
 بہا و تحول بہینہ از صورتے چنانچہ فرماید: "قوله" بل ينتقل من صور الى  
 صور و من مادة الى مادة و من هيئ الى هيئ یعنی بلکہ آن بود منتقل  
 میشود از صورتے سوے صورت و از مادہ سوے مادہ و از ہیئت سوے ہیئت  
 غرض آنست کہ این ہمہ وجودات کہ از تاثیر وجود است کہ ممکنات گویند این  
 را الایمن و لا غیر گویند بہ جہتے عین و بدو جہے غیر نامند چنانچہ در یاد امواج و تقلبات  
 و تحولات و حباب و نہر و باران و ابرائی غیر ذلک از تاثیر بحر است وجودے  
 بہ حقیقت ندارد و وجود بہمان یکے بیش نیست چنانچہ فرماید: "قوله" بل الحقیقت



کمال کمالاً یعنی فردے واحد احد صمد کہ هیچ جہت اعتبار سے تعلق ندارد و طریق  
کره باشد۔ قولہ ہر جا کہ انگشت نہی حاق و وسط او باشد اینجا جزو  
لا یتجزی فہم شود فرد احد صمد قابل تجزیہ و تسیم نیست یعنی جزوے قسمت او ممکن  
نہا شد کہ حکما یک چوب میگیرند برابر آفتاب بر چشم خود نہند و آفتاب را بینند چون  
آفتاب در ان چوب شد این را جزو لا یتجزی گویند۔ قولہ اینجا فرع و اصل  
نہست این را ملحد اصلے نہادہ و حرکات خود را ازان متفرع کردہ یعنی  
آن از بیچون و بیچگونہ است کہ در اء الورا نامند زیرا کہ اصل و فرع از عالم نسبت  
و اضافات است آن عالم بے شبہ و بے نمونہ را حرکات خود ازان متفرع  
گفتن درست نیست بگو ازین کلمات نا فرجام استغفار بکند چنانچہ فرمایند۔  
قولہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

توضاً و ضور الغیب ان کنت ذا سرّ یعنی وضو کن وضو عالم  
غیب کہ از عالم شہادت بعالم غیب شو اگر تو صاحب سری غرض پاک شو بیای  
عالم ملکوت کہ ہرگز بعد آن پدید نشوی و پاکی عالم ظاہر بہ اندک چیزے پدید میشود  
مصرع  
والا تسمیہ بالصعید علی الصخر  
و اگر نہ تسمیہ کن بخاک پاک کہ بر سنگ سخت است یعنی از عالم غیب کہ در اء الورا  
است باز بعالم نسبت و اضافات آئے کہ عالم سنگ و کلوخ است این عالم را  
گویند غرض از اسکر یہ صحو تصور کن و نسبت ما فوق کہ عالم از و گوہر شب چراغ  
است بر حکم کل شیء یرجع الی اصلہ یعنی ہر اشیا باز گردو بہ اصل خود بہ جنس خود  
پس معلوم میشود کہ عالم در اء الورا مقروض و مستقر ہین عالم نسبت و اضافات است



که خلف فرزند نیک را میگوید و فرع را نیز میگوید و پس آئیده را هم گویند فرع و  
 خلف دوست چنانچه تیمم خلف وضو است همانکه میگویند آب آمد تیمم بر خاست  
 مقدر است اندام مع کل شیء الا بقادند و غیر کل شیء الا بمنز ایلد راستی که او  
 تعالی بامه اشیا است بنیر پیوستگی جدا است از همه اشیا و گفته اند که آب آمد  
 تیمم بر خاست یعنی مقتدی خود را امام خود بسازد و تو پس دے ایستاده شود  
 چنانچه میفرمایند - قوله "وقام اما لا کنت انت امامه" یعنی پیش کن  
 امامی را که از عالم نسبت و اضافات است و از مقام ظاهر شریعت است  
 اما تو می در حقیقت امام او که اول حقیقت است بعد طریقت و شریعت  
 که ایشان قطره و رشمه حقیقت اند - قوله "وصل صلوٰۃ الفجر فی اول العصر"  
 و بگذار نماز فجر در اول وقت عصر یعنی از زمان و مکان و وقت و ساعت پیشتر  
 شود تا همه اوقات یکے گردد و غرض بگذار نماز فجر را زیرا که در کشف و جلا عالم حقیقت  
 باش و سر رشته بگیر که در عالم خلق و مجاز که نزدیک غروب و فنا است که عالم شریعت  
 است اما در عین کشف حقیقت است که حقیقت در حقیقت است مقام جمع الجمع  
 است و کثرت و همی مجازی است ازین سبب که تا حقیقت به حقیقت خویش ظاهر  
 گردد و ازینجا معلوم میشود اعتقاد آرد که کثرت و همی مجازی است حقیقت بنما  
 ظاهر نمیکند ازین و هم مافوق میکند تا بحق و حقیقت بیندظنون و حسابات را در  
 وین ننگ دریا اندازد و بعالم و راو الوراو فهم میرسد - قوله "این نیز بیان  
 آن جمله است که بیان کردیم" که وجود یکے بیش نیست و آن واجب الوجود  
 است ممکن الوجود و همی و مجازی است - غرض این عبارت آن است که



موجود حقیقت واجب الوجودات و غیر او همه ثانی که کل شیء ها لک الا وجهه  
و جاس دیگر است کل شیء ها لک الا ملکه چون ملک او باقی باشد لا جرم ذات  
او به طریق اولی فنا نه پذیرد پس ذات او را کجا منحصر میشود صفت عدم بر وجهی برگز  
نشود الغرض اگر عمر ابدی باشد نهایت رسیدنی نیست که الرجوع الی الیه  
این است یعنی بدایت آن است که کل شیء بر جع الی اصله و راد الی الیه  
حضرت بندگی مخدوم قدس الشدسره فرموده اند - و شیخ محی الدین بن اعرابی  
در کتاب خود نوشته است که و راء این صور و اشکال حتی العرش المجید  
نیست همین صورت را تبدیل و تغییر شده بر صوفی تجلی می آید و میرود به این اعتقاد  
او حضرت بندگی مخدوم قدس الشدسره بسیار جا فرموده اند که صور و اشکال نفس  
اوست نه اوست در خزانه او چه کم آید و وی باقی است ازین جهت در نظم حضرت  
قطبی قدس الشدسره گفته اند من و اصل و سرگردانم - و دیگر نهایت الرجوع  
الی البدایت آن است که صوفی را بدایت ریاضات و مجاهدات بود چون واصل  
شد نهایت همان است که همبران رجوع کنند که برین منحصر نمیشود اما این معنی ازین  
محل موافق باشد که بدایت تا عدم بود یعنی ازین محل موافق باشد که بدایت تا  
عدم بود یعنی فنا بود و بعد در وجود باز نهایت ما چسبیت فنا بدیدیم که فنا فی الله مقصود  
صوفیه در آن فانی شویم که اول هم فنا بود باز نهایت را هم فنا میشود این وجود  
در فنا فی الله فانی و او باقی و راد الی الیه که گفته اند همین قیاس تصور کن و الله  
علیه حکیم و لهذا بعضی محققان گفته اند که موجود حقیقی یکجاست و آن عین  
وجود حق و هستی مطلق است اما او را مراتب بسیار است که مطابق همیشه  
در باطن وجود پنهان باشد و آثار ایشان در ظاهر وجود پیدا زیرا که زوال  
صور علمیه از باطن وجود محال است و لا شرک لازم آید الله تعالی علوا کبیرا



اگر چه غیر معروف است به اعتبار وجود اما عین اوست و ثبایر به حسب مفهوم طایفه  
شیخ محی الدین بن اعرابی از این مفهوم آله مقید گفته است و اهل حق باین میفرمایند که  
مطلق به مقید نباشد و مقید به مطلق صورت ندارد و اما مقید محتاج است  
به مطلق و مطلق مستغنی از مقید پس انضمام از طرفین است و احتیاج از یک طرف  
و استغناء از طرف دیگر اعتبار ذات است و الا ظهور اسماء الوهیت و تحقیق  
نسبت ربوبیت بمقید از محالات است لایکه هم محب حق است و هم محبوب او هم

طالب حق است و هم مطلوب او چنانچه است و میفرمایند رباعی

قرب تو به اسباب و علل نتوان یافت  
قرب سابقه فضل از دل نتوان یافت  
بر هر که بود توان گرفتن بدست  
تو بیداری ترا بدل نتوان یافت

رباعی

اے ذات رفیع تو نه جوهر نه عرض  
فضل و کرم نیست مثل بفرش  
هر کس که نباشد تو عرض باشی ازو  
آنرا که نباشی تو کسی نیست عرض

لیکن هر چه وجود عارض است بر آن اطلاق نیست اعیان همه عارض مینماید  
و اعتقاد به وجود نماید ازین حیثیت از جمیع موجودات مستغنی است لکن قال الله  
تعالی ان الله لغنی عن العالمین و حق تعالی غنی از عالم است و عشق هم پاک  
از و آمده است همین مثال که آلودگی نیاز با مردم است که قرار نیست دوی مقهور  
است و قفس که تجلی مینماید آن وقت وجود خود نیست میشود جمله صف وجود او باقی

مینماید اما اعتقاد بیدار که در ضمن مقیدات محتاج بخود ام بدین حق سبحانه  
غنا مطلق است او را قید درست نیست و ازینجا معلوم میشود که احاطت  
حق سبحانه بجمیع موجودات چون احاطت طریم است بلوازم نه همچو احاطت  
کل است به جز و تعالی عما یلیق بجناب قدسه اما از محققان ثبت است



حق تعالی نه چرخه کل نه توفیق نه منکر و نه آلان گمان گمان لا یتغیر بصفااته چنانچه  
گویند نور آفتاب هر چند که بر پاک و پلید تابد هیچ تغییر نوریت او نشود نه از مشک بوئی  
برگیرد نه از گل رنگ و سبزه او را سلطان مقید مجمل مفصل جز کل گفته است این همه  
گفتار مواجیب مغالطه است چنانکه در بندگی مخدوم قدس الله سره و میسر باند پرست  
ما ظن میبری که هست این رشته و تو  
یعنی کسیکه قایل شده روحی دانسته اند اینها جز یکی نیست یک است که در  
در هزار می نماید که در غلطی غفنی بر مجاز اعتقاد کن و را الوراظر کن چنانچه درین بیت اشار  
نیکو فرموده

بیت

آن یار بهمانست چه شد جامه بدل کرد او جامه بدل کرد و گریه بار برآمد  
غرض معشوق بیک است اگر کسی است و غیر کرد چه شد اینجا در دنیا حادث و در آخرت  
مثال گویند میگوشد که این همه وجودات کائنات در مو بهای دریای محیط اند  
تقلبات و تحولات عالم بسط اند این تکثیر و تعدد نسبت با استثنای نسبت دریا  
محیط او همچنان است که بود اما او تاز و گریه شده مجاز دارد که عاشق از خود برود و چنانچه  
حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره فرموده اند

رباعی

دل در ره عشق تو نه پوید چکند جان دولت وصل تو بخوید چه کند  
هرگاه که بر آینه تابد خورشید آئینه انا الشمس تو بخوید چه کند

یعنی دل عاشق در طلب وصال او نه دود چه کند از آنکه جذبه محبت معشوق او را  
بے اختیار میکند و گفته اند که روح انسانی را با عالم حق و حقیقت حقیقی است تمام  
در جامعیت چنانچه ذات او جامع جمال و جلال است همچنین روح انسانی خروج  
من بین جماله و جلالة بهاره حب الوطن من الایمان گفته اند و حاصل بیت  
ووم چون آفتاب بر آینه تابد یعنی آئینه را جز این چاره نباشد که بخوید من آفتاب



بر حکم لون الماء لون الاناء یعنی رنگ آب و رنگ قدح یکے مینماید چنانچه مردمان  
گویند که فلان شیخ عین جذب حق شده است بر حکم من رانی فقد مراد الحق و  
عین عشق گشته در عشق عاشق و معشوق یکے است از آنکه او اصل است و  
مصدر موجودات است اشتقاق معشوق از و است کقولہ تعالی انک  
لا تھدی منی من اھبت و لکن اللہ یھدی من یشاء یعنی اے محمد تو راه را  
نمودن نمیتوانی کسے را که دوست داری ولیکن خداے تعالی راه را است نماید کسے  
را که خواهد و دیگر بشنو خواجه بھمی معاذ بر خواجه ابو نرید رحمتہ اللہ علیہ نبشت کہ اینجا  
کے جرء از شراب محبت نوشیدہ میان ماست گشت خبر ازین عالم ندارد  
ابو نرید جوابش نبشت این کار کا نرا رسوا ممکن اینجا کسے ہست کہ ہر دم خمہاے  
شراب میغلطانہ ہج مست نمیشود مردان ہزار دریا پر نوشیدہ اند و نشنہ  
رفتہ اند تو مست از چہ گشتی چرا از سکر بھو نمی آئی تلے نہایت می بینی چنانچہ  
عارف فرمودہ است

میت

قدح بردست من دادی و گفתי ہوشدار اے مسلمانان دران معرض چہ جاہوش  
یعنی قدح شراب بمعنی محبت وصال بردست عاشق مشتاق دادی و جرء ازان  
در کام این عاشق بہجور چکانیدی یعنی لذت وصال نمودی و گفתי با ہوش عقل  
باش یعنی از سکر بھو تصور کن برین محبت وصال منحصر مکن پس عاشق میگوید  
اے مسلمانان منصف باشید کہ دران حالت کسے را ہوش بود کہ من با ہوش  
باشم مردم چون تواند کہ قدح شراب خورد مست در وصال شدہ باز بہوش  
باشد اما از توفیق خواجگان چشت از سکر بھو می آید در الورا خیال کند  
از اعتقاد مقید باز ماند بر و اللہ من و سرائہم محیط اعتقاد داشتہ باشد  
کہ از اولیاء اللہ ما تقدم این نوع واضح شدہ است چنانچہ میفرمایند کہ کلیت





و جزئیت همه صفات اوست اما از اوج کلیت اطلاق تنزل فرموده و تقید نموده  
تا توازن جز به کل راه بری و از تقید به اطلاق روی آری نه که جز را از کل ممتاز دانی و به  
مقید از مطلق باز مانی چنانچه میفرمایند

رباعی

رفتم به تماشا گله گل آن شمع طراز  
من اصلم و گلهای چمن فرع من اند

رباعی

از لطف قد و صباحت خدیجه کنی  
از هر طرف جمال مطلق تابان

وز سلسله زلف مجد حیه کنی  
اے بنجر از حسن مقید چه کنی

نباء علیه به و را الورا تصور کرده باشی و انا الحق هو الحق دیده باشی چنانچه  
مولانا جامی فرموده اند

رباعی

گرد و دل تو گل گذر و گل باشی  
تو جزوی و حق کل است رو بچند

و بلبل بیقرار بلبل باشی  
اندیشه کل کنی کل باشی

اکنون این فصل را بر نظم سلطان العاشقین شیخ نظام الدین بدوئی تمام کن  
و زبان خود را از افتشای اسرار ربوبیت که بجز و شتر می کشد گرد آر چنانچه خواجه  
میفرمایند

سبب

نظامی این چه اسرار است که خاطر برودادی کس سرش نمیداند زبان درش زبان درش  
اگر طلبی صادق مرید واصل می آید اسرار بر و گفتن بهتر است و گرنه کس سیر  
اسرار نمیداند بر و اظهار کردن کلی منع است ازین سبب حضرت بندگی مخدوم قدس سره  
به چند محله فرموده اند که درین کار آئی دانی فایده و اغتنم و لهذا عذر این ضعیف  
اقتاد که آنچه کلام بزرگان کثیر مشکل بود آنرا مبراکردن از کتب تصوف فی محله شیه  
زیاده و نقصان کرده فهم خود را بنیده تخریر کردم و من عند نفسه سوالات و



جوابات نه نوشتم چنانچه الانسان سر می وانا سرکه است یعنی انسان سر می  
است و سر من صفت من است و صفت من از من جدا نیست.

## فصل ششم

در بیان شطیحات اولیاء الله که حال دار و میشود بوقت سکر کلام فرمایند باین  
اے عزیز هرگاه که مقربان درگاه آله شراب محبت و سقیه ربوبیت شراب باطنی و  
می نوشند از خود محو شوند یعنی در محبت مولی چنان غرق اند که خود را ندانند و  
اتصال بدین محبت چنان است که ازان کار باز نمی آیند و امتیاز نمی توانند  
چونکه آثار جذبات لطف او در چشم ایشان ظهور شده است و لذات مشاهده  
در جاننش آویخته است که خاطر از مزاحمت اغیار برداشته اند چنانچه است  
شده اند که بحزم حق تعالی آگاهی و شعورش نمی ماند و زبان جاننش بدین ترانه و  
ترنم آغاز دکه در مقام سکر اند

رباعی

اے بلبل جان مست زیاد تو مرا      دایم غم پست زیاد تو مرا  
لذات جهان را همه دریای غلغله      دوستی که دهر دست زیاد تو مرا  
و این لذت می و سکره کس و اند که از حرص و هوا مشغله دنیا بیرون آید و تو مرا  
قبل ان تو تو اگر و چنانچه و کفر و اسلام خبر ندارد چنانچه گفته اند      بهیست  
ن بوی      و سکره ستانرا دیدم به پریشانی  
در فصل نهم بیان اسلام مجازی و کفر حقیقی خواهد آمد اندیشه بنیاد ثبوت نکردم تا اقرار  
نیست بشعور که در خبر است که رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم را در شب معراج  
مع جمیع صفات الوهیت تجلی شد چنانچه هیچ مغیره را آن چنان نبوده است  
و نصیب این سعادت اخص است امت محمد صلی الله علیه و آله و سلم را نیز باشد



چنانچه محقق میفرماید تبحر تجلی در طینت آدم علیه السلام کاشتن و در ولایت  
 موسی علیه السلام سبز و آرنی برآمد و در میولا محمد علیه الصلوة والسلام القرآن الی ربک  
 کیف لک الظل کمال بسیار خوش چنان خرمن محمدی تا ابد الابد و ثمر تنول خوانند  
 کرد و در کمال دین محمدی در کمالیت است الا لله الدین الجمیل و شرف  
 خصوص فسوف یأتی الله یقوم یحبهم و یحبون قباے بود که بر قد این است  
 و دشت گفتند غیور آئین اگر چه قوم موسی علیه السلام با من و سلوی دارند و قوم علی علیه السلام  
 را از آسمان مایه فرستادند در هر یک کلو و ایتتمتوا اما در دوشان زنده  
 پوشان خانه فروشان را تجرع آن شراب شود و سقاهم ربهم شرابا لهما و  
 از جام جمال در کام وجود ایشان میریزد و از تصرف آن شراب ازید به ازید  
 تجلی مینماید این در و بی بینی محبت و سکر و صحر حق است محمد صلی الله علیه و آله و سلم  
 است چنانچه چار فیه میفرماید

بیت

در جهان شاید و ما فارغ در قدح جرعه و ما هشیار

ازین عبارت که گفته شد که پند نگیرد و مگر خداوند آنکه که از سکر به صحو آمده اند  
 آنانکه بر سر راه و راه الورا واقف اند و در عین حالت محو بالذات سکر اند و نفسی  
 سرور اولیاء و نهائے حکماء و علما چنین فرمایند

شعر

دواعک نیک و لا تشعر دواعک منک و لا تشعر

آری من عرف الله کل سائر فافهم - بیان شطیحات اولیاء الله -  
 بدان اے عزیز که بعضی ازین اشارت میکنند چنانچه منصور حلاج انا الحق و خواجہ  
 یارید بطنائی سجائی ما اعظم شافی گفته اند و خواجہ جنید لیس فی جستی سوی الله فرمود  
 ازین اشارت رمزے شاید اذان باشد که چنانچه شیشہ سفیدے عمارے  
 در طاق نبی و راسے آن طاق چو غ افروخته داری شیشہ بتمام در طاق چراغ



نماید بیند و گوید که من درین طاق چراغ افروخته دیدم چنانکه در هر چه نگه کنم تویی  
پندارم عارفی میفرماید

رباعی

در هم آمیخت رنگ جام مدام

از تعلل می و لطافت جام

یا مدام است نیست گویی جام

همه جام است نیست گویی می

و بجز حق تعالی فزوده است و هو الله فی السموات و فی الارض اما بینده  
باید که او را در موات و ارض تصور کند پس هر معنی که در آئینه است همان معنی کلام شطیبات

اولیاء الله تصور کن الغرض یعنی الله تعالی متصرف و مقوم در سموات و ارض است  
اما سموات توایم بدو است چنانچه قال رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم  
سایت ربی فی احسن صور و پس احسن صورت را او افرید و مقوم الله تعالی

است لیکن این گفته است که من او را به احسن صورت دیدم اما معنی شاید این  
وجه باشد که احسن صورت بمثال آئینه که عکس جمال قدرت او و عکس وجه تعالی  
او در آئینه دیدم تو صورت خویش را در آئینه می بینی نه این است که صورت تو

در آئینه مینماید چنین رسول علیه السلام میفرماید که من احسن صورت دیدم در عکس  
قدرت او و عکس وجه او مطلقا که در مرا بدین اطلاع شد بدین طریق متشابه  
نماید چنانچه جبرئیل بصورت وجه کلبی بر رسول علیه السلام آمد نه این بود که

جبرئیل صورت وجه داشت تا از صورت خود گشته و لیکن چنین نمود اما این قدر باید  
دانست بر هر که تجلی حق ذوالجلال میشود او تعالی و تقدس کما هو متواست  
ازین معنی حضرت مخدوم بسیار جا گفته اند و سر اکل و سراد و لیکن صفات

خود را تمثل و شکل سازد او تعالی بدانند لا یتغیر و لا فی صفاته منزه عن  
الاکوان آری معنی اگر تو صورت باطنی ظهور می بینی انکار کنی عینا و غیر اسمیه صفات  
اوست می آید و می نماید و میرود این بواجب است که نسبت است اما اینجاست



بسیار است و جمعی از قوم منہم شیخ محی الدین ابن اعرابی که در این صورت و اشکال  
 حتی العرش المجید وجود نیست همین اعیان را تبدیل و تحویل تعمیر شده می آید  
 برین صورت منحصراً تجلی است به این معنی بندگی محذوم قدس الله سره در کتبهاست خود  
 میفرماید که این صورت و اشکال فیض اوست نه اوست در خزانه او چه کم آید و وی باقی  
 است بیشتر کثیر بیان نوشته ام بران واضح خواهد شد و لهذا میگویند که بانه  
 مع کل شیء لا بمقارنته و غیر کل شیء لا بمنزلة بیان برین خواهد بایزید گفت  
 سبحانی یا اعظم شانی نه آنکه خارج در و داخل شده است آنچه با و بود لا بمقارنته  
 و لا بمنزلة هم بدان زبان او در آمد باقی شطیحات که ازین قوم زائده است بهترین  
 مثل است و اصل معنی تحت شطیحات آتست یعنی جنیدین از مقام خود خیر میزد  
 و اصطلاح ایشان و جنیدین کسے را که لایق مقام قرب او باشد غرض و تمسک تملی  
 برین صوفی میشود و خود را نفی داند از ان سکر بر چه او میفرماید این میگوید بر چه  
 این کلام را حجت نمیدارند و حضرت بندگی محذوم قدس الله سره در کتاب اسرار الامرار  
 سر خود این عبارت فرموده اند که خواهد بایزید سبحانی یا اعظم شانی گفت خود را  
 مثال ذره در شعاع آفتاب گم گشته یافت به نیابت او تعالی بر زبان خود سخن  
 راند گفت سبحانی یا اعظم شانی سبحانی دلیل کرد با وجود بایزید اشارت به وجود کرد و  
 بر بود او نشان داد و اگر طیفور بر نور حضور بران صفت برآمده باشد جز سبحان الله  
 نگوید قدوسیات جمله را هم برین قیاس بر و کلمات شطیحات دیگر هم برین وزن  
 نه تمام سهره نوشته ام آنچه بیان تعلق شطیحات باشد نوشته شد زیرا که اشارت  
 در عبارت کتاب است که جز نسبت خود به جنیدین است شطیحات را هم قدوسیات  
 توان از آنکه حکایت من الله است پس معلوم میشود که از معین تجلیات روح که  
 خلیفه حق است و از نیابت او سخن میگوید و از معدن کشفیات افعال که طیفور



را اثبات میکند این صفت این عمل به نظر ایشان حکایت یاد آمد که روزی  
 تاجه بنریستانه را گفتند تو تجلی شد یعنی باریزه خود گفت بجان ما عظمه شافی بار و دم تجلی یافت  
 گفت و بعد از آن من از خواب و توجیه من قول لا اله الا الله بار میوم تجلی یافت گفتانی  
 ان الله لا اله الا انا قاعبدی چون باریزه را مقام سکریه جو آمد مریدان باو سے این حکایت  
 کردند باریزه بدست هر یک که رو سے را و گفت هر گاه که من ازین نوع سخنهای جویم شما و جو  
 را بار و بار بکنید چون باریزه دیگر باریزه یافت همان سخنهای گفتن گرفت مریدان خبر حکم  
 ایشانست بر و بود باریزه کار و بار و در او نیز گشت چنانچه از باریزه تمام خانه پر گشت ساخته  
 تا در گذشت و آن صورت باریزه بود مریدان دیدند که باریزه زور در آمد مریدان احوال باو  
 گفتند باریزه گفت این نعم که شامی بینید و آن دید رویت حق بود که بر شما تجلی کرد و شما فهم نکرید

در هر دو صورت و آن مکان است رباطی مقام و سلطه مریدان برن و جها است  
 در آن مقام که مردان به توفیق می سپرند محل روح الامین پرده دارد و رباط است  
 است و هرگز کلام شیطانیست محققان هم برین جمله قیاس کن زیرا که کلام مذکور را از اسرار تجلیات  
 است که ساکنان بر یک حال موقوف نباشند و هر ساعتی از عالم غیب حلقه دیگر دارد و میشود  
 در آن هر کلام میفرماید زیرا که راه عالم تا بساحل دریای عشق پیش نیست و این اسرار کمتر  
 که فهم دارند مگر کسی که خدا سے تعالی بجایست خویش زره از ذرات جذبات حق جلوه کند

اورا از عالم حقیقت به عالم حقیقت رساند که ان جذب من جذبات الحق توازی  
 عمل الثقلین او غیر میکند و الله علیه حکیم بدانکه اے عزیز اسل عالم روح محمدری و حقیقت  
 محمدیت است اما بطور او را اعتبارات است که هر ساعت اعتباری است و اما به و کردار  
 این را اهل تصوف روح انسانی گویند روح اعظم گویند روح الروح و البوالارواح و قابلیت  
 اولی و اصل الاستعداد و ام القابلیت و قطب الوجود نامند و چون عنایت ربانی دست گیر  
 بر سالک حقیقت محمدیت الموصوف شود هر چه او گفت این سالک گوید و کلمات متناهی



میفرماید نبأ علیه حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره فرموده اند که خدای را تو می شناسی اثر  
آن تجلی است.

بیت

محمد آن جوانمرد است که در پیری نظر بارز  
تعالی الله ابو الفتح خدای را تو می شناسی

زیرا که حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره از شبانی تا پیری نظر بازی باطنی از غیب میدارند  
ساعت فصاحت تجلی نصیب دارند و ابو الفتح نصیب ایشان است و خدای را تو می شناسی  
اے فرمود که حق تعالی را سزاواری و امر حق تعالی چنانچه باید و شاید بجز از اهلان حق دیگر کسیت  
که سزاوار باشد. دیگر معنی یعنی خدای بزرگ است ابو الفتح که در مقام خدای ظهور است  
صاحب فتح و فتوح است و ابواب فضل و کرم خدای هر وقت و هر جا است اقتلاح کلام فنا  
میکند و خود را در مقام بقای آن فنا می افکند که بر حکم کائناتی بقی فانی فنا می یابد و مطلق  
باقی بقا نماند در درجات مقامات فنا رفته است و از فنا به بقا و از بقا به فنا مونیات  
است که از مقام به مقام از حال به حال میگردد و تا آنکه تدریج بهیج باقی حق فانی مطلق میگردد  
یعنی چون فانی به بعض حقیقت می شود باید باقی به خدایکه عبارت از اتحاد و صفات فائده حقیقت  
عبودیت بقای یابد و در ایجاد از دید اتحاد و خدای بخدائی یافته است خدای بهم اینجاست  
که آن فنا می هم در حق گفت به سان بقای ابو الفتح خدای را تو می شناسی. دیگر وجه از بزرگان  
فرموده اند که اگر حسب بود آن بدائی در بود هویدائی هویدا اعنی هویدا می هویدا شود و نش  
خود را در طلب خدائی در طلب باز بخدائی هم بر آشفته و از برای ناممکنی است فهم خود را خود  
خود آئی را تو می شناسی گفت خود را آنکه نادانی تو در قابلیت آئی که بخدا شوی فانی و آنچه تویی خدا  
تو نمائی هم لبان شان مو تو اقبل ان مو تو اسخنی بدانی اعنی در صفت بر کسی که به زبان  
عیان من هم بحق قرانی ابو الفتح خدای را تو می شناسی. وجه دیگر آنکه اثر از ان شهود  
خدائی وجود بقای بر بود فنا می نابود خود بنهائی یعنی لمعات نور فیض متعالی تو آنرا شناسی  
چون برق و سحاب سمائی بحق فرامی ابو الفتح خدای را تو می شناسی. چند و چند نظر ایشان



را نخواست و بیان آورد و کلام انا الحق و بعضی ازین جنس کلام اولیاء الله و غیر ذلک اگر بدین اعتبار بخوبی ملاحظه شود ترا اشکال نماند و الله اعلم بالصواب و الیه مرجع و المآب

## فصل هفتم

در بیان نوم و بیان تشیل وصال و فراق میگویند که بر صوفی به شب خسیدن حرام است چنانچه فرموده اند

عجباً للمحب کیف یبناه کل نوم علی المحب حرام  
یعنی محب کی تواند دوستی محبوب که چون بنسپد و همه انواع خواب بر عاشق حرام است بشتند  
حضرت بزرگوار قدس سره در چند قطعات نوم را پنج قسم آورده اند و تکیه بر بیان کرده  
اولین رساله آن بیان طریل را در مختصر بیان آورده و واضح کرده و اول النوم لله النور فی الله  
الذی الله النور مع الله النور علی الله بعضی بر محب درست نیست و بعضی باین سبب کل نوم  
علی الاطلاق درست نیست چنانچه مردی است که رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم هیچ  
شب تمام نخفته اند تمام شب بیدار هم نموده اند اندک خسیده اند و بر خاسته اند و وضو کرده مشغول  
شده اند باز اگر خواب زود آید و نشسته بختسید باز برخاسته بچین در تمام شب نه حجره طواف  
نمود باز غسل کرد و مشغول بحق میشد پس ازین حتی ختم کرده اند که درین کار فرقتی هم و وصایا  
هم است چنانچه فرموده اند

بیت

بها که فرقتی باشد بعد از موت و صابر است چه بالذات و صلا هست که بعد از ماه و سال هست

ازین هم تنگتر هم گنی است باینکه بعد است اتصال هست پس فرقت را مبارک میگویند که بعد

از موت وصال می شود و فاما در وصال لذت گیر دارند که آن لذت بعد از ماه و سال لذت

نفس و احوال است چنانچه حضرت رسالت پناه علیه الصلوة والسلام اندک خسید و اندک

فرقت میخواند پس این نوع فرقت عاشق را مبارک باشد پس همین سبب عشق را



مسافرانہ میگویند کہ از عالم قدس بحسب تفرج در عالم صورت برآمد و نشان فراق و وصال و طلب حق نهاد و روح و سر و خفی در عالم جبروت است آوازہ شنیدند کہ بر تو از عالم لاہوت می آید یعنی از قدس عشق بطریق مسافرانہ در عالم صورت رفتہ بعد روح و سر و خفی در طلب او درین عالم مہر و اشکال آمدند کہ اورا دریابند و در طلب سعی بلیغ نمودند بعدہ روح و عشق پیوست لیکن معلوم نیست کہ در میان ایشان چه عاشقہ است عاشق کسبت و عشق کسبت پس علت ظہور در عالم عشق در آمد بر حکم فاجبت ان اعرفت فخلقت الخلق پس معلوم میشود کہ درین نفس و روح فراق و وصال است نفس از کثرت اخلاص روح میشود و اتصال است و گاہ نفس از کثرت بر روح کثافت میرسد فراق میشود اما چہ کند در نفس خطر و مزاحمت دہد پس باید کہ اول حفظ نفس را بہ تزکیہ و تصفیہ لطیف کند و دوم قوت روح کہ عین یحیی گشتہ و قاعدہ علم کہ انفس جمع نفس است دوم در ظاہر و آن چشم است فاما نفس تابع چشم میگردد و چشم می بیند نفس میرساند آنانکہ جاسوس نفس چشم را گفتہ اند ہر چہ کیفیت عالم ظاہری می بیند بہ نفس میرساند و نفس ہواے خود میطلب پس تمام نعیم بہشت منحصر برین دو چیز است ہر کس را دولت و نعمت حق تعالی میدہد او می شناسد و بر فقر راضی باشد چنانچہ گویند۔

بیت

دولت آنرا بدان کہ دادندت پیش از انبائے جنس استظهار

یعنی دولت و نعمت آنرا ندانی کہ ترا دادہ اند استظهار و قوت پیشتر از انبائے جنس تو دیاران و دوستان تو یکذات اند کہ ترا از ہستی وجود تو پاک کردہ بتانند و بہ صفت خود موصوف کنند آنرا دولت و نعمت بدان چنانچہ در قرآن حمید فرمودہ اند وَاَصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِینَ یَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ یُرِیدُونَ وَجْہًا بَعِیْ صَابِرٌ وَشَکِیہائی کن اے محمد دل خود را با کسانی کہ خداے را پیوستہ در روز و شب میخوانند و ذات اورا بغیر ملاحظہ نعوت و صفات میخوانند۔ میگویند کہ بیان فقر و



قرآن و حدیث آمده است مراد فقر صابر و فقر اختیاری است نه فقر اضطراری  
چنانچه فرمود الله تعالی فقری هم ازین بهتر بود از آنکه فقر حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم  
اختیاری بوده اضطراری این فقر فخر باشد نه غم و اگر این فقر مقلوب از فقر است  
میگویند که دل بجز خالی از ماسوی الله است و به محبت الله بر باشد این چنین فقر  
مراد باشد یعنی نباشد تفصل شرف چنانچه مجذوب مجرود که دلش خالی از ماسوی الله است  
که مجذوب را محنت و الم در دل چنان است که از آنها رنج خویش رفته است بشوکه  
خیر البشر رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم بر بوریا قیلو کرده بودند از قیلو له برخاست  
امیر المؤمنین عمر رضی الله عنه و دیگر که نقش بوریا بر پشت مبارک شده بود عمر رضی الله عنه  
گریان گشت رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم فرمود یا مکیک یا عمر گفت قیصر روم  
و بادشاهان این حسین که دشمنان خداست انداختان عرق در زیرین و زرینه اند و بر تختهاست مرصع  
و کلل و آبگینه اند تو که دوست خداست باشی ترا این حال این دوستی در فهم من نیست فرمود  
راضی نشوی است عمر که دنیا و دنیا دار و آخرت باقی ملأ داشت عمر رضی الله عنه  
گفت قلدر ضحیت اگر یا رسول الله پس کیک از محنت الله راضی باشد آنرا فقر  
فخی گویند بجز در دل راضی نمیتواند شد چنانچه دل داند و من و انم و من انم و دل  
یعنی آن درد که از فراق محبوب آن لذت که در وصال حاصل میشود بیانی نیست  
پس هم برین حالتی شاعر عجب در نیکو داشته بود که درین بیت اظهار تمثیل کرد و بیت  
قصه مینوشت خاتانی قلم اینجار رسید به شکست

یعنی خاتانی عاشق کمال است قصه عشق و محبت و محبوب مینوشت چون قلمش  
در باب وصل و فصل مینویسد تا از فصل رسید به شکست و سینه بشکافت و  
سیاه گشت لاغر و ضعیف شد و در بیت الاتزان نهاده چنانچه یعقوب علیه السلام  
را در فراق یوسف علیه السلام تحیر گشت غرض آنست که سر خود را قلم کرده و کش



راشکا فیدہ دیدن گرفت کہ قلم اینجا رسید بر شکست سبحان اللہ عجیب قرائت  
کہ او داشته بود و عجب نفس او بود کہ این چنین شکا فیدہ زده بود و بجز در دوران  
نمیشود و این درو ظاہر نمیشناخت پس جز دروچہ دانند چنانچہ حضرت شیخ نظام الدین  
اولیا فرمودہ اند بر ہر کس کہ خوش شد نہ ہمین دعا می طلبد البتہ این را در روزی کرد آن  
تا بر فقر فخری راضی باشد و چون دچرا در لسان نمی آرد چنانچہ عارفی فرماید بہریت  
از لے صاحب نظران است کار . . . بخیر ان را چہ غم روزگار

یعنی این ہمہ کار خداے تعالی از برائے اصحاب معرفت و فکر و تعالی ہر کہ بخیر است  
اواز کار ہائے عشق و محبت چہ دانند و خوردن و آشامیدن گرفتار است از کار خلاص  
نمیشود کہ خوشی نفس میکند و چون دچرا در زبان می آرد کہ فکرے و مجوری نفس از کار خدا  
تعالی نمی کار و دگرگوش و موش نمیرسد . بہ این محل حکایت یاد آمد کہ شیخ الاسلام شیخ  
نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ می آرد کہ خود پیش از ارادات بہ خدمت حضرت  
شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہ احرام بستہ بودند کہ ارادت و خلافت عطا شود و در سجہ  
فرود آمدند و در فکر مسکے شرعی شدند مجذوب مجرب صاحب کشف در آنجا غلطیدہ بود  
گفت مولانا العلم حجاب العظیم در باطن شیخ نظام الدین قدس اللہ سرہ بگذشت  
کہ علم حجاب توان بود امام عظیم چہ باشد آن مجذوب مجرب و سخن ایشان کشف کرد فی الحال گفت  
آنجا برسی خواهی دانست تا آنکہ خدمت شیخ رفتند حضرت شیخ فرمودند مولانا نظام آن مجذوب  
چہ گفت چہ صورت خواہہ تقریر آن مجذوب کردند حضرت شیخ فرمودند کی علم حجاب عظیم ظلمانی  
دوم حجاب نورانی از حجاب عظیم قال قیل خوشی نفس کہ خود این چنین قابل خدمت ازین توبہ و  
متنفر شود تا ما از حجاب نورانی عبور کردن و نفس را صرف کردن و از سر آن خواستن  
ہر کسے نتواند چنانچہ خواہہ کڑک مفرماید

رباعی

اند بر طلب دوست چو مژگانہ شدم      اول قدم از وجود بیگانہ شدم







در حضرت قریبتی و منزهت یافته اند پس متابعت ایشان بجهت نهایت است . بیت  
 این وصف بجهت کمال حسن یار گفتند . حرفی است از هزاران کاند و عبارت آمد  
 و این اتباع در هر محلی طریقی دیگر و طریق دیگری و نامی دیگر و اسرار و انوار اتباع محمد  
 علیه السلام محققان معانیه و مشاهد کرده اند که یک حدیث صد هزار ورق یک سواری صد هزار  
 فرس تلویح الانوار عبارت عن تلویح الاحوال چنانچه اتباع محمد علیه السلام بجهت نهایت است  
 و میان عام و خاص و اخص و آن از ادراک و اندیشه دور است قاطب اخص بر بعضی محل  
 عمل بر حکم کند و قتی که ایشان را کشف ارادت باشد چنانچه خواجہ احمد نیاوندی قدس شریف  
 را چنان دیدن خوکان پیش آمد و هزار مردمان صاحب سجاده بداعتقاد شدند و دیگر فرید عطار که  
 او بدیده باطن نقاد حکم دیده و سرے و معاملات حق را که با شیخ بود به آن معامله موافقت نموده .  
 نهان با محررے رازے بگفتند . رباعی جهانے را اذان اعلام کردند  
 چو خود کردند سر خوشی تن فاش . خراتی را چو ابد نام کردند  
 محقق عشق ما مور امر است و بعضی گویند امر ما مور عشق است و بعضی گویند عام مو من  
 ما مور امرات اند و بعضی فاصل خاص حکم محکوم اند چنانچه مہتر ابراهیم خلیل اللہ علیہ السلام کا  
 حلقوم مہتر اسماعیل علیہ السلام را اند فرمان شد کار در بر حلقوم گشت و همچنین مہتر  
 موسی علیہ السلام صاحب شریعت مرسل بود مہتر خضر علیہ السلام صاحب طریقت و حقیقت  
 موسی از امر شریعت خبر میداد و خضر از امر حقیقت محکم نشان داد چنانچه بالا ذکر شده .  
 عشق است نشان بے نشانی . بیت از خود چو بدون روی بدانی  
 فافہم و اغتند .

## فصل هشتم

در بیان تجلی و بیان صورت مجازی . و درین مشابہت حضرت بندگی مخدوم



نفس الهی که در کتاب سمر آفتاب و آفتاب را عاشق و معشوق تمثیل گفته بودند که بیشتر شکل  
 سمر و بیشتر اندک این معنی را است عزیزان ترجمه آن سمر هر چه در نیم خود رسیده قلمی نموده  
 شکار کن و بیا این - بدان است عزیز میگویند که بر صوفی تجلی میشود آنرا الجذبیه من  
 سل باستان نفس نواری من عمل الثقلین گفته اند و قتی که نفس از تزکیه لطیف شود بعده  
 نزد او صریح بآن مقام لایق باشد بر چشم او آمده میرود و این مرد تجلی در صورت با غیر از  
 من عالمی نشانی دیگر نمی شناسد که آن وقت همین تقاضا دارد حضرت بندگی مخدوم قدس  
 الشریف فرموده اند و این کار را می بدانی و متبعان او را محبوب گفته اند فکیف قل ان کنتم  
 یفکون الله فایمکنون می یحبکم الله پس هر که اتباع رسول الله کن محبوب گردد و من یطیع  
 الرسول فقد اطاع الله - و این جاست بهر شیوه که محبوبیت موقوف بر اتباع دارند  
 و از آیت یحبکم الله موقوف بر اتباع نیست پس بین الایمتین چون توفیق  
 شود جواب آست که اتباع بر دو نوع است ظاهری و باطنی ظاهری در شرع معلوم است  
 مجاهد است در ریاضات و شاق شد اید چنانچه رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم هیچ گاه طعام  
 سیر نخورد و بود تا آنکه شکم را بسته بود و قصه مشهور است الفقر سواد الوجهه فی الدارین  
 این را گویند یعنی دین و دنیا سواد و لذت گرفتن که نفس را فقر و فاقه در شغل اولذت  
 سواد و دنیا چنانچه رباعی بندگی مخدوم گفته اند -

رباعی

مخدوم خویش را بنحویش کرده است      شراب بنخودی و پیش کرده است

سواد الوجهه فی الدارین دارد      ازان اذ نام خود در پیش کرده است

بمعنی خود را بنده یعنی در خود بیند سواد دین حاصل شود بمنه و کرمه - بشنو بیان  
 صورت مجازی میگویند که با و شاه مملکت غیب و شهادت عشق حضرت مستغنی از

سمر شتاد و سیوم



ظهور و بطون بود قوله تعالى إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ لیکن بر مقتضای قدیمه خود  
بر عالم تجلی ظهور کند اول صفت عاشقی و معشوقی بر خود تجلی کرد پس صفت معشوقی که مقتضای  
ظهوری بود لا جرم در صورت اعیان بر عالم ظاهر شد چنانچه استاد میفرماید **بسمیت**  
**حسن خویش از رو خوبان اشکارا کرده** پیش چشم عاشقان خود را تماشا کرده و  
بعده از غایت نوز بحکم کل جمیل من جمال الله تعالی هر ذره را بنور جمال خود میاراست  
هر چه آنرا ظهور هست و وجود **رباعی** جمله مرآت حسن جانانند  
هیچ کس را وجود نیست جز او همه بر حسن خویش حیرانند

که الحجاز قنطرة الحقیقت صوفیان درست داشته اند إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ  
قَدِيرٌ زیرا که در تمثلات حق تعالی را تجلیات می بیند نه آنکه فهم میکنند که مطلوب است  
است چرا که تمثلات رمز از آن دارد - قاعده تجلیات آنست که بغیر از تمثیل شده  
در نظر مردم نمی آید و هر چه تجلیات در تمثیل دیده باشد آن تمثیل در عالم صورت ظاهری اند  
که مشابیهت بینماید برین صوفیان نظر بازی دارند و اگر نه ظاهراً نظر بازی متابعت  
شرع نیست درین معنی حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره در مرقیات و غیاث فرموده اند  
که را غرض افتد به بیند اینجانه نوشتیم که رساله طویل میشود و می گویند که در نظر بازی ظاهراً  
عاشق در فراق او سوخته شود و درین عالم اتحاد و اتصال بینماید چنان ظاهر در گرفته  
شود که نظیر باشد اما متابعت شرع نمیشود همین را عاشق واصل دلی کامل مجذوب مجرب  
می نامند از سکر باز آمدن تواند فاما باید که انما و را و کل در این اعتقاد دارد و بجز صحو معلوم  
نمیشود که وَاللَّهُ مِنْ دُونِ آلِهَةٍ حَمِيدٌ است این نوع را مجذوب سالک میگویند  
انشاء الله تعالی در فصل دهم که حضرت مخدوم بیان مجذوب سالک و مجذوب مجرب و



سالك مجذوب فرموده اند و اعتراف کرده نوشته آید ازین معنی اینجا در بیان نمینوشتم میگویند  
 کرده وصال موقوف بر اتباع رسول الله است زیرا که یاد محبوب مراد است

و در حقیقت است اور وصال باشد و دین و در دنیا به تشبیل و اگر نه کان ما کان فعل  
 با فعل حق نرسد پس به گناه که بر او تو در آید قدم در شرع داشته حقیقت او تصور کند  
 باز و در این باب در اینجا عاشقان و به می آمد حق تعالی فرموده است لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابِ

الْحَيَاةِ دَاخِلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ غَمَزَه مینزد یعنی از یک در داخل شوید بلکه  
 در بای مختلف در آید که به کمال معرفت برسید و ادخلوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ

مفهوم در خاطر می آید که شاید این کلام تکرار تجلیات است گاه جلال و گاه جمال و در هر صورت مختلف  
 در می آید و میرود پس باید که راه شریعت مقدم داشته در در بای مختلف در آید و بعالم آن

میرسد از عالم صور و اشکال به عالم و را الورا، ترقی کرده باشد و اگر کسی در دول به صورت  
 مجازی از حال او مشاهده به تمثیل پیر یام شد ظهور شود درست داشته اند چنانچه فرموده اند

قلب المومن بن الاصبغین من اصابع الرحمن یقلبہ کیف یشاء یعنی دل  
 مومنان میان دو صفت جمال و جلال است میگردد و انداز آنرا بهر صفتی که خواهد که را مجذوب

مجرد و کعبه را مجذوب سالك همین را جمال و جلال میگویند ازین نوع نظر بازی درست داشته  
 اند چنانچه عارفان فرموده است

نظر از آنکه نگیند بر این مشتے خاک الحق انصاف آن داد که صاحب نظر اند

یعنی مشتے خاک معشر قان مجازی اند هر که در دنیا نظر کند او صاحب نظر باشد فاما شرط

مدین گفته اند

یک لحظه ز شهوت داری بر خیز تا پیشیند هزار شا بد پیشیت

باین نوع المجاز قنطرة الحقیقت درست فرموده اند الحمد لله الذی

هدانا لهذا



## بیان سمر شتا و وسیم

بندگی حضرت مخدوم قدس الله سره میفرمایند قوله "معتشوق به آفتاب ماند"  
یعنی صفت محبوبی حقیقی به آفتاب عالم تاب ماند که نور حقیقی تجلی او بر همه عالم از وضع و شریف  
برسویه است بر شاه و گدا و شیرین و تلخ و مغز و پوست بر دشمن و دوست بر یک طریق می تاب  
چنانچه لون الماد لون الافاء یعنی رنگ آب رنگ قدح دوست اگر آوند سفید کنند سفید  
نماید و اگر سرخ میکنند همان می نماید پس رنگ او بر همه مساوی تا بد هر جا که در جلال راست  
آمد جمال او خودی خود بر آید همین معنی محبوب را به آفتاب ماند گفته اند - قوله ممکن "عاشق  
به ماهتاب" یعنی ممکن است که ماهتاب فیض از آفتاب بگیرد اما نور از او گرفته باشد  
که هر دو در یک دایره او پیدا شد. ه اند جای که آفتاب باشد ماهتاب می آید هر دو  
دو نفر در دایره می رقصند گاه عاشق به آفتاب و گاه معشوق به ماهتاب بنویسد که پیشتر خود واضح  
کردند - قوله "عاشق صفت معشوق به دل آرد" یعنی ازین بیان معلوم شد که  
منشأ عشق از معشوق است که گفته اند معشوق به آفتاب ماند و از آیت معلوم میشود  
قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَأَزْهِدْكُمْ فِي هَوَاهُمْ يَرْضَى  
می آید و او بدان نور مقید میگردد و حضرت رسالت پناه علیه السلام را معشوق اد گفته اند  
و اگر به فتح باشد یعنی عاشق صفت معشوق را بدل و عوض میگردد و اگر یکسر باشد  
یعنی بدل و همان خود می آرد بدل متصف میگردد و چنانچه میفرمایند - قوله "میان آفتاب  
و ماهتاب مثال رقص است که دو نفر به حضور یکدیگر روند" یعنی هر یک فیض  
از دیگری بگیرد و یکی برون دیگری متصورند این هم به طریق سماع است به هر دو نفر  
تمثیل آوردند چنانکه "مهنود و زنان ایشان بازی کنند" یعنی میان خویش آنرا  
دنده بازی خوانند و باید داست معشوق را ذات باید داشت که جمال و جنسیت با ذات  
است در صفاء لطافت به آفتاب ماند باید کرد که نور بخش و جهان سوزا است و عاشق



را به صفت مانتاب بسته باید کرد و یا آفتاب و مانتاب را صفت جلال و جمال الکاشفت  
 چنانکه مانتاب را ثبت آفتاب کرد و منظر او داشت - و منور و زمان اسما و افعال باید شناخت  
 و دژنده بازی را به رنگ آمیزی و شعبده گردی و اعیان غیر تناسیات باید پنداشت چنانکه  
 درین معنی قصه است به نظر ایشان درین محل یاد آمد قصه این است که این کافران و زنا  
 شان در میان خویش لعنت کنند هر یک چوبی خورد و دس مقدار دو و وجب به دست گیرند و قص  
 کنند این چوب خود بر چوب او زنند و او برین زنند لیکن با وزن و لطافت و حسن ظرافت  
 آنرا بزبان سب و دی دژنده بازی گویند زبانی عارف آن هر جا که سرے است بر آن مطلقه  
 چه شروع و چه غیر شروع از همه جا و حق تعالی را می بیند با غیرے چه کار داری فافهم -  
 و غیر کے با چوب و دیگر است یک میزند و میگرد و و میزد و و "و سایلط در کارے  
 بند و یعنی هر ذره از ذرات وجودات از دیگرے فیض دینت میبرد و همه را بیک تار موے  
 بسته میدارد و همه را یک شخص و یک ذات و همه را با لیت دارد و یکے را بد گیرے  
 هم میکند تمام عالم را کلمه بِالْبَصْرِ میسازد و مطلوب مینماید چنانچه عارف فرموده است  
 همه عالم صدای نغمه اوست بیت که شنید این چنین صدای دراز  
 فیض عالم به تمام اثر سخن اوست که او بدان سخن کرده است و اگر صدای  
 نغمه حق تعالی باشد پس کیست از مخلوقات این چنین نغمه کند آنرا این چنین صدای  
 اثر باشد غیر او تعالی ممکن و متصور نیست چنانکه حق تعالی فرموده است أَلَمْ تَرَ إِلَى رَبِّكَ  
 كَيْفَ مَلَأَ الْفُلَّ قَلْرًا طُولَ وَسْطِ مَبْدٍ یعنی بیان آیت آن است ای امانی بنی تو  
 محمد ص بر در گیار خود چنان این حکایت شنید از غایت شرم سر فرو آورد و چنانکه در  
 عاشقی و دیدن محبوبی و بعد آن فرمان رسید کَيْفَ مَلَأَ الْفُلَّ اگر به طرف من نمی بینی باز  
 سر بالا کن به بین که چگونه دراز گردانیده ام سایه خود را او با سایه ترا غرض آنکه چون سر  
 بالا کند تا بخار نظر بر او تعالی افتد غرض عشق حاصل شود چنانچه عارف درین بیت خوش



یک سو تو کشتی و اگر طرف جذبه خوبان  
من تا ضعیف که گرفتار دو سویم  
یعنی یک طرف صفت عاشق میکشد و طرف دیگر صفت معشوق پس حال من  
چون تا ضعیف گشته که گرفتار دو طرف با شد بهما تنجا قرار نه آنجا آرام نه اگر به حقیقت  
میرد و به شریعت میکشد و اگر به شریعت میگردد به حقیقت میرانند۔ قوله "همین بامتاب  
از آفتاب فیض میگردد و جدا میشود" و خود را منسوب میگردد و از چنانچه در بیت  
خوش اشارت است۔

هر ذره که می بینی خورشید در و پیدا است در دیده ما بنید چشم که بحق بینا است  
یعنی در هر ذره از ذرات عالم صفت واجب الوجود ظاهر است و چشم ما در آید و به بینید  
آنکه خواهد حق را بیند و درین بیت حضرت مخدوم در نور خود نور سے به بین فرموده اند۔  
در دیده انسان ماصورت نه بند و دیگرے بیت جز عکس شخص نور ما در نور ما نور سے به بین  
یعنی در چشم مرد یک چشم ما جز الله دیگرے در نمی آید و نور الله به بین زیرا که در میان پیرو  
مرید در خواجگان ما عاشقی و معشوقی است عرض در نور ما نور الله به بین ما صنع الله  
فهو خیر و آفتاب هر همه عالم به سویت می تابد جائے پیدا میشود و جائے سیاه به اعتبار  
مظاهر و اما اعتبار آفتاب تفرقه نیست۔ قوله "عاشق صفات معشوق را بدل"  
و عاریت "میگیرد" یعنی خود به صفت او شده بدل کند۔ قوله "از دوام صحبت  
و از دوام حضور صفت او در و آید" که صحبت تو ضرورت متصف به صفت  
او شود مراد لذت بدل از افراط و تفریط کند و نه آنکه صفات این میرود و صفت او تعالی  
بجائے او میگردد و تزکیه و تصفیه روشن و تجلی میگردد و گنج پنهان پیدا میشود و چنانچه میفرماید  
قوله "کالحل یل المحامات" یعنی آتش گرفته و گرم گشته قوله "نار اصفتا" و در صفتا

عنه عبارت سارا اسرار این چنین است "نار و صفتا حدیثا نار صورتا حدیثا نار اثر اصدیق حقیقتا نار ظاهرا حدیثا بطنا  
نار فلاح حدیثا قاعلا۔ و در به کیون نار حقیقتا حدیثا صور تا کذلک عکس کل مالک لوحا"



حدیداً اذا تا "نار صورت حدید یعنی آتش صفت و آهن ذات آتش صورت  
 و آهن معنی - اینجاست که صورت و معنی یکی است صورت معنی شد و معنی صورت -  
 قوله "ناراً اثاراً حدیداً حقیقتاً" آتش است به اثر و آهن است حقیقت  
 "ناراً ظاهراً حدیداً باطناً" آتش است به ظاهر و آهن است به باطن  
 "ناراً فعلاً حدیداً افعلاً" آتش است از روی فعل و آهن است از روی  
 قاعل غرض فعل نازیکین میوزد و آهن است قاعلاً این را فهم نمیکنم مگر آنکه ذات مراد  
 دارند و آن خود بالافته اند - قوله "و رب بد ناراً حقیقتاً حدیداً صورتاً" و با  
 باشد که آتش به حقیقت آهن باشد به صورت "کذاک عکس" چنانکه همچنین عکس تمام  
 نظایر که نمودیم ترا - اول به نسبت معرفت دوم به نسبت محبت اول به نسبت خلق دوم به  
 نسبت حق - اول به نسبت ظهور دوم به نسبت بطون "چندان آهن" یعنی وجود  
 نفسانی "نار به آتش" ریاضت و مجاهده و مندر که آهن سیاه عین آتش روشن  
 گردد و آهن آهن همانند همچو خاکستر به پر و ذرات او با ذرات آتش یکی  
 گردد و چنانکه گفته اند هر شئی دو وجه دارد آن وجه فانی و وجهی خاکستر شد رفت و آن  
 وجه که باقی بود یبقی و حیدر تاک اشارت بدو است آن ظاهر گشت او را همان وجه  
 فانی حجاب بود چنانچه گویند "لون الماء لون الاناء" همین معنی است که بالا رفت  
 است اما این سخن دو معنی دارد رنگ آب رنگ آوند است یعنی رنگیکه  
 آوند دارد و آب را همان رنگ باشد چنانچه در شیشه صاف آب لے  
 اندازنی اگر شیشه زرد است آب زرد نماید و اگر سرخ است

عنه عبارت اسما را لاسه را این چنین است "و جنید گفته است -

لون الماء لون الاناء



سرخ کن لک الوان الباقیات“ یعنی انسان متافض است صفات درو حمیدہ و  
پسندیدہ نماید و العکس بالعکس۔ میگویند کہ این طریق مردم ظاہری کہ عشق ندارند اورا  
میگویند کہ ایشان اول خلقت ابدان میگویند بعد آن خلقت ارواح و ابدان را اصل ارواح  
نامند و تمسک بہ ظاہر <sup>و میگویند</sup> ~~ثُمَّ خَلَقْنَا النَّفْثَةَ~~ الی قولہ ~~ثُمَّ اَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا~~ آخر میگویند یعنی  
روح بعد تن آفریدہ شدہ است این از روی صورت است و در حقیقت خلقت  
الارواح قبل الاجساد باربعة الاف سنة مقرر است۔ قولہ ”و معنی دوم رنگی  
کہ آب وار و آوند ہمان رنگ باشد چنانچہ در شیشہ سفید شفافے صافے  
آبی سرخے انداز می شیشہ تمام سرخ نماید کذا رنگ ہماے دیگر فیما نحن  
قبیلہ“ یعنی درین بحثها خود اند و مقصود رنگ نیست بلکہ مقصود در متن گفتہ اند ”مقصود  
این است کہ عاشق بر رنگ معشوق باشد“ چنانچہ گفتہ اند لون الما لون الانا  
و متابعت باشد و مخلوق بر حقیقت خالق این راہ صوفیان محقق است و عاشق رنگ  
معشوق را حضرت قطبی قدس اللہ سرہ خود بہ چندین معنی گفتہ اند۔ قولہ ”این چند معنی  
باشد یعنی ہر دینی و مذہبی کہ اورا باشد این را“ بمعنی عاشق را نیز ہمان باشد  
چنانکہ گفتہ اند عاشق را مذہب معشوق بود“ یعنی اگر معشوق صالح و پاک است  
عاشق ہمان مذہب میگیرد و اگر پاک نیست عاشق بہ ضرورت مذہب او و بر سخن او  
باشد کہ او بادشاہ دینی کہ اناس علی دین ملوک ہم بشنو کہ چہ میفرمایند“ و دیگر ہر مزاجی کہ  
او دار و اورا ہمان مزاج و طبیعت گرد و دیگر ہر کرا معشوق دوست  
دارد عاشق ہم دوست دارد و دشمن اورا دشمن“ لیکن این کلی نیست احیانا <sup>نیز</sup>  
عاشق این ہمہ بیابا شد خواجہ شمس را حالتی پیدا شد کہ نام خداے تعالی گرفتہ اورا رنگ



ترجمة الاصطلاحات الصوفية  
۱۱۴  
در این زمان دوست بدیدگاه چنین شد که هرگاه امام خداست گرفته شد و در این زمان دوست  
در این محل قفسه یاد آمد حضرت قطب قطبی فرموده اند که صفویان بزرگ در عهد شیخ الاسلام شیخ  
نصیرالدین محمود چراغ دلی حاضر بودند و الا انان آمدند این بیت گفتند  
الفاقم لبر کوئے کے افتاد است کہ در ان کوئے چمن کشته بے افتاد است  
بر فاسم و نعره زده و گفته ابو زم آن کوئے را که حرمین کشته دیگران افتاد است این  
مثل و مانند این از آثار غلبه جذبات است و سلوک این چنین گناه در مقام محبت جایز است  
بلکه عین طاعت است چنانکه برادران مهتر یوسف علیہ السلام چند گناه کبیره کردند و بیان  
هم اسم ایشان را فرموده و فرستاد محبت که شمعون را نبوت بعد یوسف رسیده است و  
در مقام محبت گنوده شده بود بسیار بسیار از اینجا که ابلیس عاشق کامل است که دوست  
دوست را دشمن داشت و دشمن دوست را دوست پنداشت که در میان او و خود غیر  
را داخل نموده که آدم را سجده نکرد و در خاطر گذاشت که ترا سجده کرده ام قافلی را کجا داخل آدم  
و خود آتش ام عاشق مرده و است و در عشق رداست نه قبول اما اصل سخن اینجاست  
آنست که ابا را و او را شکار داد از مقام محبت و عشق نمود از آنکه چون حق تعالی فرمود ما منعک  
آن الا تسجد اذ امرتک قال انا خیر فیہ منہ ج خلقتنی من ناس و خلقتک  
من طین گفت من بهتر از آدم مرا از آتش آفریدی او را از خاک آتش بر خاک فضل داد  
ازین جهت سجده نکردم و گفت در جواب غیر ترا سجده نکنم که عاشق غیر معشوق را سجده  
نکند از ان حق تعالی در علم قدیم به خود آنست که مردمان او را عاشق خوانند گفت او را پسید  
بسیار ایست که تو چو بیت او در پیشش آورد تا او را عاشق نگویند عشق فایده انسان است  
چونیکه را از ان نیست نیست چنانچه جبریل را آنقدر رقت الهیه پیشتر از صانع است که حضرت  
رسالت پناه علیہ السلام در شب معراج ازین مقام پیشتر طلبیدند جبریل گفت لود لود  
قل لرسول لا حشره است هم ازین جبریل که طاعت ملائکه است این گفت و دیگر را



دخل نیست بجز حاکمی که اولیاء اللہ است بنی اللہ باشند۔ قوله "و دیگر مبر خالق که  
 اورا یعنی معشوق را "باشد این را" یعنی عاشق را از سبب معشوق بود۔ ہم همان باشد  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میفرماید تخلقوا باخلاق اللہ و اتصفوا بصفاتہ  
 یعنی خود پرشود بہ خوبای خداے تعالی و موصوف شوند بہ صفات او و او تعالی کریم است  
 رحیم است حلیم است جمیل است جلیل است قدیم است علم است  
 این صفات و مطالب مد و ریغ با ہم صفات "ہم" ہمزہ و ناقص باشد یعنی بندہ  
 را صفت کریم و رحمت و علم جمال و جلال و قدم و علم باشد چنانکہ خداست راست عرض اگر نودون  
 نام باری تعالی صفت بندہ کرد در منور آن بندہ بہ خداست نہ سیرہ است بہ خداست آن زمان  
 رسد کہ قالی فی اللہ شود و در ذات او قالی است صفات کہ بندہ پروردہ او متصف شد  
 نفس تزکیہ یافت خود را خدا دید لایق نام خود شد فافهم و اغتصم۔ قوله "این سخن  
 در سال استقامت الشریعت علی طریق الحقیقت نوشتہ ام" بروبین۔ قوله  
 "و شخصی از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرسید یا رسول اللہ ترا دوست میدارم  
 اما آنچه توانی نمی توانم کرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود اللہ مع من احب  
 مرد و رقیاست با کس باشد کہ او را در دنیا دوست میداشت من احببوا ما احببت محمد  
 و ان لم اعمل باعمالہم این است یعنی ہر کہ دوست دارد دوست دارد و ہر انگیختہ شود  
 بہ آن گروہ اگر چه عمل نکند بہ عمل آن قوم۔ این سخن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 "و معنی احتمال میبرد یکجہ آنکہ اگر چه توانی کرد کار سے کہ من میکنم  
 اما ترا با من گیرند بحساب من شمرند" زیرا کہ محبت عمل دل است و نظر  
 اعتبار او تعالی است ہم بدل ان اللہ تعالی لا ینظر الی صور کم ولا الی  
 اعمال کم و لکن ینظر الی قلوبکم و نیاتکم پس عمل بدل را اعتبار آمد کہ نیست  
 الملو من خیر من عمل است بہ درستی و راستی کہ حق تعالی نظر نمیکند بہ صورتہا



شود و نه سوسه علمهاست و شمعها لیکن او تقالی نظر میکند سوسه دلهای شما و تپهاست شما و  
 عقاید شما - قوله "معنی دیگر اگر مرا تو دوست باشی بهما بخاک منم بهما بخاک باشی."  
 میان محب و محبوب جانفش شرط است "یعنی الجحشیت علت انضمام همین است  
 گفته اند

بیت

زارغ باز آغان نشیند بطشتیند با بطن روستی بار روستی و قلوبان با قلوبان

الجحش مع الجحش - الجحشات للجحش والطیبات لاطیبین او فرموده است

نیکیه بانیکان و بدی با بدان و قلوبان نام دشنام فرس قدیم است همه از صحبت موثر

میشود هم از اینجای بزرگان میپرسند در کدام صحبت می باشد یا هر که صحبت دارد حکم او همان

حکم او باشد - قوله "مقصود ما این است که عاشق به صفت معشوق باشد

از جمال آواز کمال آواز ناز آواز کرشمه او نصیب تمام گیرد بهاره در ترن سن

و تحسین باشد در قدسی میگوید انا عند المسکة قلوبی لاجلی سه معنی احتمال

می بردن با بر من بهر من برای من میگوید من نزد یک کس ام که دل و بهر

من شکسته است یا برای من شکسته است اثبات عنایت میکند و اشکسته

است نیست و نابود کرده است خود بجای او شده است "و اما

معنی قدس آنچه مفهوم و معلوم ما است این است و این حدیث هم در حق عاشق است

از آنجست آورد از عاشق کس دیگر شکسته دل نیست و تجلی کمال هم بر دل عاشق است

مردم که یک ساعت عاشق شود چنان دلش صاف گردد که زاهد و عباد در ادراک جمله نباشد

و در ترن من و تحسین عاشق باشد که هم در راه او خور و تحسین و زمینت کرده بنماید تا هر دو طرف

عاشق باشد و لاجلی سه معنی احتمال دارد و در قاعده علم لاجلی به لام تاکید و افعیل تفضیل

باشد و هم آنکه لاجلی بلام مکتوبه براسه نفع باشد یعنی من نزد شکسته دلانم که نفع آن شکستگی

بگذاشت بیوم آنکه لام براسه محبت است یعنی از براسه محبت و عشق من شکستگی دل او باشد

ساز  
 معشوق  
 از جمال آواز  
 کمال آواز  
 ناز آواز  
 کرشمه



والله اعلم - و دیگر وجهی که فلا جلی خبرنا باشد که مبتدا است و عند طرف متعلق لاجلی و  
تقریم بر آنست تخصیص غنایت بود و اگر لاجلی افضل تفصیل بداند معنی چنین میشود من هر  
آئینه ظاهر تریم و روشن تریم نزد شکسته دلان اگر چه نزد همه و لها ظاهر می باشد که دل بیعت الله  
و عرش الله است اما آن دلی که شکسته است است نزد او ظاهر تریم میگویند که هیچ آفریننده  
و قدی نیست که چون شکسته شود او را قیمتی باشد مگر دل هر چند که شکسته است تر قیمتش بالاتر  
پس لاجلی درست تر آمد بر صیغه افضل تفصیل ففهم قوله قوله عز من قائل قل ان كنتم  
مُحِبِّينَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اگر شما اینید که خدا را دوست دارید  
و نباشد دوستی که نخواهد که محبوب محبوب گردد و فاتبعونی یعنی لزوم  
صحبت و دوام توجه چنان که من کرده ام همچنان که من محبت میکنم الله چنانکه  
من محبوب گشته ام شما محبوب گردید یعنی اگر شما همچنان و عاشقان خدا باشید  
پیروی من کنید تا محبوبان و معشوقان و من تعالی گردید الصوفیه عرائش الله تعالی  
و الصوفیه اطفال فی حجر الحق - و دیگر در آیت اشارت است که مقام محبت  
در ابعاد مقامات است و اعلی و افضل همه درجات است خاصه حضرت محمدی  
است علیه السلام از آن چندین حمل موکداورد و امتان را تحریص میباید فرمود که پس  
روی من کنید در تحصیل مقام محبت یا مقام نبی امت یکے گردد و متعلقان را از اعلی  
خطوط که مخصوص به افضل انبیا نصیب شود الله اعلم جعلتی من امة محمد ثابت  
شود یعنی اے بار خدا یا گردان مرا از امتان و پیروان محمد صلی الله علیه و آله و سلم تا  
مقام محمدی بنم اگر بدان مقام برسم بارے از دو بینم - قوله الاسر شراح جنود محمد  
فما تعاسف منها ایتلاف یعنی ابرواح مومنان که با او است (شکر کثیره زیر سما

عنه یعنی لزوم صحبت و دوام توجه و ادا مان اصطلاح چنانچه من کرده ام انحراف (اسرار)



و دنیا چنان روح مومن را قبض کند بالا میرود و چهار روح مومنان می آیند بوسه میکنند چنانکه کرده و از میان خویش بوسه میکنند اگر تعارف میان ایشان است اتیان و الفت میگردد. قوله "هم این تعارف و تجانس است میان عاشق و معشوق از لا و ابدا" هر دو نوراند و در نور آینه جنسیت دارند اما جنسیت خاصه در

سفا و لطافت غرض میان عاشق و معشوق هم تجانس روحانی است هر یک روح و غیره را پیش از الفت و موافقت میگیرند و فافهم - قوله "و اصطحاب التزائم" است بلکه اتحاد و اعتناق جدائی صوری است لکن الماد لکن الاناء صورت اتحاد و هم نماد و صورت دومی هم رفت چو هر دو یک باشد هر آئینه لکن اولون او باشد و لکن اولون او چنانچه سنائی گوید بیت  
تو روحی و پنداشتی که جسمی تو آبی و پنداشتی سبوی

یعنی عاشق و معشوق یک گشتند و در محاسن لابد صفت هر دو یک باشد پس از این جهت افق همین خویش صحبت کنند و التزائم و اعتناق و التیام نمایند غرض آنست که عاشق را تقاضای روح است نه به جسم پس عاشق و معشوق معنی یک روح است و بیان اما مقصود بذات است نه مقصود به غیر پیشتر هر چه در فهم خود رسید آنچه به لبان نبرد تنیده بودم قلمی نمودم اگر قبول محققان باشد زبانه کار و اگر نه خیال تصور فرمایند تا فهم و اعتقاد

## فصل نهم

در بیان رخ و رخساره و فال زلف و بیان کفر و اسلام مجاز

بدلیل آنکه از عزنه که در اصطلاحات صوفیان که استادان حقیقی از هر لفظ معنی

خواهستند اند میگویند که در شعر فضلا از عزنه و عجز رخساره و عجز عجز است



کرده اند چنانچه عارف میفرماید

سوره فاتحه روستی تر هر که بدید

قل هو الله احد خواند و با خلاص دمید

و عرفان اهل الله چنانچه اصطلاح کرده میان طایفه است فرموده اند و گفته اند که

محبوب را به صفت جمال و ایمان نسبت کرده اند چنانچه درین بیت گفته اند بیت

رخ و خالت بدید فیما و دل فرعون است

مراد از کفر پوشیدن است یعنی ستر است چنانچه زلف بر رخ می آید در

شعر زلف به معنی کفر نسبت کرده اند و حسن احوال در میان است که زلف بر رخ باشد

اگر تنها باشد دلربای و زیبائی بکمال باشد باید که خال و زلف و رخ همه در یک باشند و نباشد

و دیگر زلف را به کفر نسبت کرده اند استاد میگوید

بهر که زلفش دید کافر شد بحکم آنکه برایش دید ایمان باز یافت

و دیگر در اصطلاح شعر زلف را به بار نسبت کرده اند میگویند که به تجلی جلال پرورش یافته

است و صفت جلال است و هر چه از او امر و طاعت است این ظهور صفت جمال

است زیرا که ظهور جلالت طالب تاب تابش ندارد پس در فرمودگی او تا فرمودگی

شدن کفر میشود و بر تو ظهور جلالت فرمان بردار میشود ایمان است و استعدادهای

طالب را باید که به هر دو صفت از امر و طاعت او بدل کند لطف و قهر همین معنی دارد

که نفس صفات او اشارت به صفت جلال است روح اشارت به صفت جمال

است پس آدمی به آن فریدگی او مرکب به صفت جلال و جمال است همین که کفر و ایمان

میگویند در انسان مظهر این صفات است ازین جهت انسان اکمل و اشرف

موجودات است چرا که صفت جامعیت در ظهور و بطون است کقوله تعالی انا

عَرَفْنَا الْاَكَاثَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ عِثْرَ الْجِبَالِ فَاَبْنِ اَنْ تَحْمِلُنَهَا

اَشْفَقْنَا عَلَيْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا چنانچه بزرگان گفته اند



تجربیه و لایه و کثرت در رتبه انسان تعبیه است تا مادری صفت قلابی را بگوید

بیت

این روز است عالم جان است فهم این جزیه ذوق نتوان کرد

بسیار کفر بندگی حضرت مخدوم قدس الله سره فرموده اند آنچه درین محل تعلق بمعنی  
اشد ازان آورده و بعضی کرده تشبیه آورده اند و این بیان واضح نمودن معنی و کرمه  
توم کاذب افضل است یا کون لقل "کفر بمعنی ستر است و لا یندر لیسر الحب  
کفر بمعنی کشته و فقیر به محله رسد یعنی چون فقیر الیق انا الحق گفتن شد و اخوا  
گشت ازین سبب ستر او را ضروری است "انشاء الله تعالی کفر حقیقی و اسلام مجازی  
درین فصل بیان خواهد آمد الذخول فی الکفر الحقیقی و الخروج عن الاسلام المجازی  
میگویند که این کفر هست که مومنان و محققان و دانشمندان و ایشان را درین  
محل در خطبه آورده باشد ازان کفر معنی ظاهر شدن این رباعی حضرت سیدگی مخدوم  
عنه الله تعالی فی محله آورده نوشته ام -

بیت

تا در همه و متار و دیران نشود احوال قلندری به سامان نشود

یعنی آنکه اسلام مجازی و شعار ایمان ظاهری که مساجد و مدارس و متار و چنانچه  
باشد از طالب خراب نگردد و هرگز حالات طالب مجرب به سامان نیاید تا آنکه ایمان مجازی  
کفر حقیقی نگردد و کفر حقیقی ایمان طالب نشود و هرگز بنده طالب به وصال حق و حقیقت  
نرسد چنانچه بیان الذخول فی الکفر الحقیقی و الخروج عن الاسلام المجازی و  
ایمان حقیقی که مجرب از رسوم و عادات است از دل اقرار انگیرد و این نزد اهل مردم  
ظاهری اهل که رسوم و عادات است محض کفر است و در اسلام مجازی که مانده اند





اذان قدم پیشتر نمیکند چنانچه فرمایند

ما ایمان کفر و کفر ایمان نشود

یعنی ایمان ظاهری و رسمی پوشیده نگردد و کفر که خروج این ایمان است نزد اهل ظاهر روشن نگردد.

مصرعه

«یک بنده حق بحق مسلمان نشود»

یعنی بحق قسم باشد و یا مرد به حق و حقیقت باشد یعنی بحق و حقیقت مسلمان نشود که جمله مردمان در اسلام مجازی اند و ازین کسبه بیشتر شدن تواند اما ایمان حقیقی تا که باشد آن ایمان در عهد رسالت اندک باشد این زمان خود چه توان میگویند که عارف و کامل آنرا میگویند که در جلال و جمال مشاهد کند

بیت

زلف او کفر است ایمان روئے او منکر زلفش مشور و لیش به بین

زیرا که جمال و جلال در یکدیگر مندرج اند و صفت یکی دانند و ظهور این دو صفت در صورت صنع باری تعالی است ظاهر شود و او منظر جمیع صفات الهی و عالم همه جزو او اند او کل است و حقیقت انسان که عبارت از وحدت در صفت نوریت و مجردیت این را بین البحرین میگویند و ظهور این النوار را در عالم سوی الا انسان منظر مختلف باشد بطریق اجمال مجموع است از حقایق الهی.

بیت

افلاک و انجم و چرخ گردان ز معنی تست پس غافل تو اکنون زین معنی و ز صورت

و الله من و سر آیه محیط و لهذا سلام مجازی و طبیعت حسی و کفر حقیقی بندگی حضرت مخدوم قدس الله سره فرموده اند و کثیر بیان مشکل نوشته اند در این لایدا پنجه محل معنی متعلق گرفته بود زیاده و نقصان کرده چیز سه بیان آوردیم - قول من عرفت



نفسه فقد عرف ربه یعنی چنانچه معرفت نفس بدیهی است به هدایت  
 حس بیداری و همچنین معرفت خدا. اگر خواهی خود را ندانی "نتوانی همچنان  
 اگر خواهی خدا را ندانی" ممکن نباشد. حکما گویند این مردن زادن اوست  
 دیگر معنی طبیعت حسنی میبرد و لادله دیگر شود حیات دیگر باید شیخ  
 "ابوسعید البوالخیر رب بوعلی سینا" نوشت دلی علی الدلیل ابوعلی سینا خوا  
 نوشت الدخول فی الکفر الحقیقی والخروج عن الاسلام المجازی وان لا  
 تلتفت بما کان وراء الشخص لثلاثة بشو معنی این ظاهر کردن ضرورت است  
 یعنی درآمدن در کفر حقیقی و نور سیاه که آن نور ذات است و راه همه الوار است  
 نهایت نهایت چنانچه اهل تصوف گفته اند که رنگ سیاه آخرین الوان است  
 همچنین ذات آخرین مقامات است بر حکم ما زاع البصر و ما طغی میل نکرد چشم او  
 بغير محبوب و تجاوز نکرد از محبوب. والخروج عن الاسلام المجازی یعنی برودن  
 شدن از اسلام مجازی و رسمی که میان خلق است. از اثر به موثر روند و ایشان از بدو  
 آیند و اینکه نظر کنی به چیز بر حکم ما زاع البصر و ما طغی مگر به چیز در اے شخص  
 الثالثه گفته اند یعنی ناسوت و ملکوت و جبروت و اے این سر پرده لاهوت است  
 آنجا نظر باید. و دیگر معنی به افعال و اسما و صفات باشد و اے ذات است بعد  
 "ابوسعید این کلمات را مدح کرده گفت اوصلتی هذه الكلمات الی  
 الی واصل عبادات اربع الاف سنة یعنی رسانید مرا این کلمات  
 بوعلی سینا به چیز که رسانید بدان چیز چهار هزار ساله عبادت. و قاصی عین القفا  
 در حدیث خود فرمود که دانم که شیخ ابوسعید ذوق این کلمات بحسبید و اگر نه همچو کبیا  
 آمد. و بدگویی حضرت قطبی قدس الله سره بیان جواب میگویند. قوله الدخول  
 فی الکفر الحقیقی زیرا که ازین چه عبارت میکنند هر که به حقیقت رسید و آنرا متقد

نیز  
(۱۲۲)



و مذہب و دین خود و انست مومن حقیقی باشد " فاما عمل بر شریعت و علم بر حقیقت  
 و اگر نه لمجد باشد محقق - قوله "معنی دیگر کفر حقیقی به معنی ستر باشد" مراد  
 از کفر حقیقی مذہب عین الاشیا همراه است این اگر چه در حقیقت درست اما در  
 ظاهر کفر و الحاد و زندقه گویند و در حقیقت درست شدن چنانچه می فرمایند - قوله  
 حقیقتی که منکشف شود پرده غلیظ حجاب عظیم پیش آید تا از آنجا که  
 میسر و والی ان یتناهی عمر الدنیا " تا آنکه تمام شود عمر دنیا بلکه تا ابد میسر و  
 امید بر شریعت نیست یا دائر بلا فناء و لا زوال لملکه پس کفر عبارت ازین  
 سترها و پروا به ابدی باشد - نیز معنی قوله "الکفر الحقیقی" بشو معنی درین  
 قول واصله "شیخ برکه" یعنی پیر قاضی عین القضاات گفت "کافر شدم زنا را  
 بستم الله اکبر" شاید مراد ازین کافر شدن از اسلام مجازی و زنا را کفر حقیقی در میان  
 جان بستم الله اکبر میگویم یعنی کبیریائی او را ثابت میکنم و از همه کائنات دست می  
 انشام قوله "الکفر الحقیقی لیس الا بقیة الانیة" و آن خود رفتنی نیست  
 الا نیت لا یرتفع و الاثنینة لا یندفع از ان کفر حقیقی خواند - قوله  
 "و ششخص ثلاثة ملکوت جبروت لاهوت ملک نسبتی هم به ملکوت دارد  
 زیرا که باطن اوست جبروت آنجا ملک ملکوت و لاهوت جمع کنند"  
 اینجا اختلاف اقوال است بعضی جبروت را بالاتر از لاهوت دارند چنانچه حضرت  
 فرمود مجموع "آتر جبروت نامند" و بعضی ملکوت و ناسوت را جمع کنند جبروت گویند  
 علی هذا جبروت فروتر از لاهوت باشد - قوله "اما لاهوت و وحدت هویت هو هو  
 لاهو الا هو از ان عبارت کنند اما اسلام مجازی همین باشد که الناس  
 یناموا ذاماتوا انتبهو همین باشد که دخول در کفر حقیقی شود با همه اتحاد  
 توحید و وحدت بقیت انمیت اینچنین کفر است که دینها و اسلامها



اقدس این کفر باشد. بندگی حضرت قطبی قدس الله سره این حدیث اذاما توا  
 استبھوارا بسیار وجه در هر قمر و داند کس را حاجت اقتدا به بیند لیکن درین محل یک  
 روایت از ایشان معنی نوشته ام میگویند که اذاما توا استبھوارا مردمان از محمد و بان سالک  
 برکم ما ذاع البصر و ما طغی در خواب انداز امور دنیا از قسم النوم فی الله این خواب از  
 در دور است این محمود است بشرط آنکه ضابطه بر حال باشد و مردم در کار بیکار باشد  
 و اگر نه در سران مایت باشد اذاما توا استبھوارا معلوم میشود که در حق مجذوب مجرد و سکران  
 بیت است و یا آنکه چون این مجذوب سالک را ضابطه بر و ایشان در سکران بیت  
 گردند و در کفایت است نه درجات از آنکه آنچه مطلوب خلقت است که در عین کثرت  
 ملاحظه و مدت باشد با وجود ضابطه از ان محروم اند مجذوب مجرد و اصل نیست بیان  
 مجذوب مجرد دیگر اقسام خواهد آمد ازین واسطه درین محل تحریر نکردیم که تکرار ناقص و هر  
 نوشته ام بفهم خود نوشته ام و اگر نه قدرت ندارم که کلام بندگی حضرت قطبی رضی الله عنہم  
 را بیان میکنم۔ اللهم اهدنا الی الصراط المستقیم۔ بار خدایا ره نمائی ما را که  
 راه است و درست به ذات بر و یا آنکه معنی چنین باشد میخواهد تا حق به هر سه مقام رساند  
 شریعت و طریقت و حقیقت همین را محقق نفس و دل و روح گویند یا ذات و صفت  
 و فعل یا لاموت ملکوت ناموت گویند و الله اعلم بالصواب و الیه المرجع والمآب  
 بدانکه منجانه و میکده و منم خانه باطن عارف کامل را گویند که در وازه معارف و تقایق الهی  
 بسیار باشد۔ و ترسام در روحانی را گویند که صفات ذمیه نفس اماره او تبدیل یافته باشد  
 و ترسام چه واردات غیبی را گویند که از عالم اقسام بر دل سالک فرو آید۔ و پیر خرابات  
 عالم معنی باطن و عارف کامل را گویند۔ و کافر کس را گویند که یکرنگ و وحدت باشد۔  
 و محارب بت ذوقی را گویند که از دل سالک بر آید و را خوشوقت سازد۔ و ساغر و پیما  
 شے را گویند که از و مشا به غیبی و ادراک معنی الهی کنند۔ و زنا را علامت یکرنگی و



و یک جہتی در دین و متابعت راه یقین۔ و گویا گذشتہ عالم یقین و عالم شہود را گویند  
و یار و دلدار و شمع حقیقت روحی و تعالی صفات را گویند۔ و یار و دلدار را  
گویند کہ نسبت سالک واقع شود۔ و سرگاہ کرب و دیار را گویند صفت حیات را گویند چشم و  
ابر و صفت کلام را گویند۔ و گویند کہ بر سالک وارد میشود۔ و قلّاش و قلندر را اہل ترک را  
گویند یعنی آنہا یک از لذات و مہارات و مہاسات رستہ یافتہ۔ و شہود و شاہد اہل  
جذبہ و اہل ذوق را گویند۔ و خمار و باد و فروغ و سرشد کامل را گویند۔ ساقی و مطرب و عجب  
کنند و فیض رسانندہ اہل معنی را گویند۔ عیسی دم مرشد کامل را گویند۔ و دختر بمعنی نفس مطمئنة  
را گویند۔ آنچه اصطلاحات محققان است خروید بہ نظر ایشان معلوم بود و درین محل  
نوشتہ کہ طالب را درین اصطلاح واضح میشود۔ **قَوْلُ اللَّهِ الَّذِي هَذَا**  
یعنی شک فدا کہ را کہ راہ نمودار بدین بیان خود در تومید او تعالی۔ **غرض الحمد لله الذي**  
گفتن یعنی در مقام محمودی ہدایت خاص کہ مغفرت خاص و رحمت خاص و مقام صمدیت  
است مقرر و مثبت است و محمد علیہ السلام را است و آنکہ تابع اوست قولا و فعلا و  
حالا و ماکتا **لَمْ يَخْشَ قَوْلًا أَنْ هَذَا نَا لَلَّهِ** یعنی حال این است کہ نبودیم ما راہ  
یافتگان بدین مقام خاص بہ اعمال و افعال خود اگر خداے تعالی این راہ خاص حضرت  
محمدی ما را ننمودے و از امت خاص از گرد آیندے پس این ہدایت است نہ کسی  
فانہہ واللہ اعلم بالصواب۔

## فصل دوم

در بیان توبہ و بیان سالک مجذوب و مجذوب سالک

بدان اے عزیز کہ اگر حق تعالی توبہ تفرمودے ہیچ ولی بولایت نرسیدے و ہیچ بزرگ  
بہ بزرگی نرسیدے۔ عام خواص ہمہ را از سبب توبہ عفو است چنانچہ التائب من



الذات لا تطلب الاذنب له و هر که توبه کند از گناهان پاک شود و مستوجب مراتب شود قال  
عليه السلام التائب حي العصمة التوبة و تارك التوبة مية بالمعصية ز قال  
الله تعالى من تاب و عمل عملاً صالحاً فأوفى الله ما عمل الله سياتيهم  
مما كانوا يعدون ان الله غفورٌ رحيمٌ و معنی غفور در نسبت پوشیدن باشد و غفور  
از اسماء صفات است یعنی به پوشش اندیم لباس مغفرت خود را که این صفات ما است  
بدانکه فعل خداست و صفات خداست و صفات خداست و صفات خداست چون ذات صفات

ذات صفات

الذات و الافعال قديما تصورات زوال و تاثیر صفات به افعال ادست و افعال  
و چیز است یکی بواسطه بقول علما یکی را فعل لازم گویند دوم را فعل متعدی پس لازم  
آزرا گویند که منحصر به باشد بواسطه غیر و آن مشیت ادست و در مشیت کسی را حکم نیست  
و این مسئله اعتقادی است نه فعلی است چنانکه خداست و افعال خود خبر میدهند  
و صفاقت آن افعال خود بخود میکنند و میگوید الله يتوفى النفس حين موتها پس اینجا  
فعل را بواسطه گویند و آن بیان حقیقت قدرت است که مجاز را اینجا مسامح نیست  
و این فعل همچو فعل لازم است که تائب بخودی بخود توبه میکند آن لزوم توبه عبارت از  
است و میگویند هر که بواسطه ماذون توبه کند آن توبه مقطوع آثار است و مستوجب  
عالمیه مبتدع طریقت و توبه آن تائب کمال نکاح بلا اذن ولی است اگر این چنین تائب  
از متوب علیه بگردد و بدگیرد پیوند و متر طریقت نباشد اما بر سبیل فاصل نیست که بواسطه  
اذن ماذون است قال الله تعالى و هو الذي يقبل التوبة عن عباده  
و يعفو عن السيئات و این توبه همچو آن فعل است که آزا متعدی گویند یعنی افعال  
آن فعل به اذن ماذون است فعل حکمت اقامت شریعت براس اثبات تحقیق که  
مصلحت اول و محمول اند من الناس و الا التزام محبت الاسلام کشفادت اشهد  
كما قال الله تعالى و الله شهيد علىكم و كما قال الله تعالى ليتكولوا شهداء



عَلَى النَّاسِ وَتَكُونُ الشَّيْءُ عَلَيْكُمْ شَهِيداً - اکنون بدان اے طالب که اول علم که دلیل است عابد را بر سعادت و بشریت سالک را بهدایت آن توبه است و آن بر مثال سکه زر میتواند بود و وجود نبی آدم یا بمقام نفس منقوطة در قائم که با وجود آن یک رکعت نماز بهتر از هشتاد رکعت باشد که بے او گذارد و شود و مَنْ لَمْ يَتَّبِعْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ میگویند که توبه درست نیاید مگر بدست مرشد کامل به علم شریعت و طریقت و حقیقت عالم باشد و او در ادیان همچو طبیب حاذق باشد و به قواعد بحران و اقران مبصر باشد و متدارک اصلاح آن تواند گفت و به مراتب وجود و علم و نور و شهود مطلع باشد و میسر حدیث نفس و علم و صفاتی که قلبانی که مشهد الوار تخلی ذات حضرت لایزال است تواند شد و به مکارشفات خمس که عالم ملک و ملکوت و علم و سر و جبروت و علم اهل قبور است خبردار باشد و به مصطلحات فقر و کنایات اهل صفا و عبارات علما که نقیصه راه یقین اند مجتهد باشد و به رموزات و اشارات صوفیان واقف باشد میگویند که شرط طالب فهم شدن واجبی است باید دانست که اول طالبی ترک است و اوسط آن تفرید و آخرش توحید مقصود از توبه محمود و معرفت حق و مقصود از معرفت حق اسلام - اے طالب باید شناخت که تا حد هر شئی مفهوم نشود و دانستن آن شئی مر طالب را به کلی میسر نشود و خلاصه علوم و نهایت مفهوم معرفت حدود و است و محدود و معرفت محدود است به حد نفس آن ورین علم بنیابت ملح است در طعام و سلک است در نظام و همچو نطق است در کلام و اصول اجتهاد در منطق مستعدان خود نیست و تحصیل علم بالضرورت لازم است زیرا که تا حد هر شئی متعین نشود و محقق را شرکت و تقلید وطن و و هم از دل برنجیزد و قاعده این چنان باشد که یک گفت فقیر و دیگری گفت فقر چه باشد را جواب فرمود که اگر سوال فقر ذاتی است که ذات به ذات رود و گفت که شرع چه باشد گفت امری است به لزوم عبودیت باز پرسیدند که عبودیت چه باشد گفت قیام بنده باشد بحق



باز پرسیدند که من چه باشد گفت یافت وجود و مطلق است به نفس لا غیر باز پرسیدند که یافت چه باشد گفت یافت حق است حق را بحق باز پرسیدند که نفس چه باشد گفت جوهر است است بخار و با تغییر نده تا که فواید حیات و حسن مرگ است و روح حیوانی را مطلق قلب و لطف بهم دوست که چون مصفا شود روح گویند و چون میل دل کند گویند و چون میل طبیعت کند و او را گویند و چون لذات حسی و بدنی پیوند دانا و گویند و چون به ادواق روحانی و انوار ربانی گردید مطهر گویند و در معارف آن کلام بسیار است ولیکن شمه نموده شد تا فهم - اکنون بیان سالک مجذوب که نموده گی حضرت قطبی رشتی الشیخ عنده در شهر فرموده اند اما طالبان را چقدر کلام مخفی مشکل میشود ازین معنی آنچه در فهم خود رسید اظهار کردم -

### سهر بختاد او ششم

قوله "اتفاق" از باب طریقت یعنی از باب طریقت به اتفاق گفته اند و اتفاق حقیقت است به اجتماع قایل اند که روح روان دین به چهار صفت اند سالک مجذوب یعنی سالک متدارک به جذب و دیگر مجذوب سالک یعنی مجذوب متدارک به سلوک یعنی سالکان راه دین و طالبان عالم یقین چهار صفت بیان خواهد آمد - متدارک بکسر و یعنی دریافته جذب را و بفتح هم می آید یعنی دریافته شده دریافته او حق تعالی است اما فرق میان مجذوب سالک و سالک مجذوب آنست که اول مظهر ذات است و دوم منظر صفات از آنکه اول را کشته وسیله آمد تمام پاک کرده بر دقل جاء الحق و زهق الباطل شد و همین نسبت است میان حضرت سالک پناه صلی الله علیه و آله و سلم و انبیاء دیگر - قوله "دیگر مجذوب مجرد" چنانکه مجانب عالم که خبر از ظاهر ندارند و باطن معمور اند ظاهر پیر و شرع نیست چنان در سکر اند که خبر نموندند اما پیای جذب نصیب دارند - قوله "چهارم سالک" چنانکه



یعنی ظاہر معصوم و باطن خراب این از مجذوب و مجذوب در مرتبه کم اند این دو قسم اصحاب  
اسما و افعال اند۔ بیاید دانست کہ قولہ "سلوک بہ جذبہ نیست" یعنی در حقیقت این  
جذبہ معتدیہا نیست از آنکہ طایفہ جوگیہ و دیگران بسیار سلوک و ریاضت دارند بحث  
ما در جذبہ اصطلاحی است چنانکہ فرمودہ اند قولہ "اما بعد جذبہ سلوک جذبہ دیگر باشد"  
کہ آن جذبہ اصطلاحی و معتدیہا است و مراد دانست قولہ "برای چہ چیزیکہ سلوک بود یا  
رساند" وَالَّذِينَ جَاهِلُوا فِتْنًا لَنَحْمِلَنَّ هُمْ ثِقَلَهُمْ إِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ است یعنی آنانکہ در  
راہ ما مجاہدہ کردند ما ایشان را راہ ہمارے خود نمایم۔ قولہ "و آنکہ اورا سخت جذبہ  
شد پیش آن مقدار کہ سلوک گشت سرے کشف شد اطلاع بر بعضی امور  
"حقیقت شد" یعنی رازے از راز ہمارے عالم حق و حقیقت مکتوف گشت چنانکہ  
کشف از طرف حق تعالی آمد یکایک چشم را فرد گرفت کہ جز حق در نظر نمی آید و ہم یک  
وجود و یک ذات می بیند این معنی کہ گویند اطلاع بر حقیقت شد چنانچہ عارف فرمودہ  
است۔

بیت

از بسکہ در دیدہ در خیالت دارم در ہر چہ نگہ کنم تو می پندارم  
قولہ "اورا گفتند" یعنی مجذوب و محبوب منی قولہ "ہر چہ خواہی بکن" یعنی بکن آنچه خواہی  
گناہان اول و آخر تو عفو کردیم شیخ لقمان "خسی بندہ را فرمان شد از او کرد دست ہر چہ  
خواہی بکن او میگفتے

مصرعہ

بندہ بارے نیستم پس چیستم

قولہ "خواست او این افتاد" یعنی مجذوب سالک را این خواست شد قولہ کہ  
البتہ تعبد و صلاح پیشہ گیرد یعنی عبادت کاری و رزد قولہ "و ہم شاید شئی  
من الاشیا برو کشف کردند" یعنی نیز روا است کہ چیزیے برو کشادہ کند کہ مقتضی  
طاعت و عبادت باشد قولہ "آز جذبہ گفتند" خواست این کار را بہ



کمال و انتهای رسانند پس آن سلوک کرد و یعنی تواند بود که همین پیر مرشد او را جذب  
 باشد و اما آنکه "جذب پیر مرشد او را گرفت در راه سلوک آورد اول در جذب مجذوب  
 سالک است دوم در حق سالک مجذوب یا آنکه "جذب پیر مرشد خواست آنرا  
 متبع شود سلوک فرمود یعنی مجذوب خواست متابع پیر مرشد شود مرشد او را سلوک  
 فرماید میگویند اینهم از قسم جذب سالک است که جذب حق و پیر کیست است و توجه  
 با پیر مرشد چنانچه و من یطیع الرسول فقد اطاع الله چنان که شمه می بازو -  
 قوله این بر دو سالک متدارک جذب و مجذوب متدارک سلوک ارشاد  
 و هدایت را نشان میدهد و هر دو نصیب باشند بر ائمه امامت و خلافت  
 را از حق و رسول و شیخ فاما اگر چه ترا از طرف حق و رسول اذنی دعوت شد شاید که خود را  
 نصیب این کار سازی و دست فریزی اند که پیش پیران طبقات منع است در عرصه  
 قیامت عذاب میدهند میگویند این مرد گناه است که خلاف مشایخ کرده است و اگر چه  
 پائین ایشان مرتبه رفیع رسیده است و البته از خفص و کسر این گشته اند  
 و ایشان را فتح یاب از فاعل حقیقت به سبب اصناف یا مبتدای خلقت شده و خیرانه  
 نفس در صل رسیده و درین عبارت هر سه احوال ذکر کرده است نصیب و حیرت و  
 رفیع و خفص و کسر ترک کرد و فوق را آنکه بر فقیر سالک دارد اما بایسته که فتح مذکور بود  
 لیکن خود را بفتح است الکفار قرینه حال کرد قوله و ما شیخ قدم در دارالامان  
 نهاد و باشد و از دایره مراجعت پیران نشده یعنی دارالامان در بهشت مراجعت  
 نکرده یا نشی گویا که غریبی اهل و مال و خانه نداری همیشه در پی مراجعت مقام اصلی  
 خود می باشی یا آنکه تو در دنیا ره گزری و این سبیل هر چه پیر مرشد کردی و آنچه میسر نیست  
 نکردی علی الصباح روانه کردی به سنن و دیگر آمدی که گفته اند العاقبة مبهمة چنانچه  
 شیخ فرید الدین قدس الله سره العزیز بهر کسیر که دعا کرد و نذر نمودند عاقبت بخیر بار یعنی آخر کار



مردمان بهر تر است معلوم نیست که خیر خواهد شد یا نه مردم به وصال باشد و یا فراق  
 حرام بود و شش که خود را به پیشوا می و میثاق می شمره کند و این را به چه دانند تحقیقت  
 کشف شد کار بجای رسیده است اگر پرسند که خدا قادر برین که او را  
 از آنچه اوست یعنی روانها شد که او خود را پیرو مرشد طالبان کند و بکدام علامت معلوم  
 میشود که این مرشد را کشف در حقیقت شده است باز گردانند باز به عالم تقلید برود  
 بنواب گویند محال تحت قدرت نیست ان الله لا یوصف بالمال و ما من  
 نبی الا وله نظیر فی امتی یعنی این باز گشتن و به مرتبه تقلید آمدن محال است و محال  
 لا یحال الی الله تعالی از آنکه حق تعالی را حقیقت بمحال نکند - قوله و دیگر معنی دارد  
 مرتبه انبیاء و دیگر چیست عصمت از مراجعت اولیا را حفظ از باز گشت  
 چنانچه ذوالنون مصری میفرماید من وصل لا یرجع و من رجع رجع عن  
 الطريق "در فرق میان عصمت و حفظ این است که انبیاء واجب العصمت اند و اولیا  
 باین عصمت تا فرق میان انبیاء و اولیا شود هر که وصل بدان حضرت گشت او باز نگردد <sup>بمحل</sup>  
 و هر که باز گشت از راه باز گشت بعد از وصول به مقصود باز گشت نیست - قوله و سمر عزم  
 مراجعت گفتیم عیانی شد و حجب و استار در میان نماند حجب و استار <sup>ن گفتیم</sup>  
 در حجب عیان اغایب شد پس در مقام عیان هم حجب است همانکه گفتیم وصل حق  
 چون وصل است یک پرده گذاشتی دومی پیش آمد همچنین تا ابدالاباد هیچ غایت و نهایت  
 نیایی جایکه ذات حجاب باشد آنجا مردم چون فهم برند پس رفع حجاب چگونه ممکن باشد  
 لما قال الله تعالی قل لو کان البحر مِلًّا لَکَلِمَتِ رَبِّی لَنَفَذَ البحرُ قَبْلَ  
 انْ تَتَفَقَدَ کَلِمَتِ رَبِّی ازین کلمات معلوم میشود که وصال و فراق نیست و <sup>تحت</sup>  
 است امور نسبی است چنانکه فرموده قوله و وقت صحیح محال است که از شام  
 نشانه یابی و آنکه گفته اند هر چه خوش آید کند این شخص است چنانچه مولانا



بهار روی گوید یعنی مرد و اصل مرتبه فعل داشت پس بر او استقامت هر چه خواهد کند  
 و این چیز مفترقیست و وقت یعنی در وقت وصال از فراق هرگز نشانه بیایی که محال  
 است الی محال لا یحال الی الله  
 مصرع

باز آدم چون عید نو تا قفل زندان بشکنم

یعنی در وصال دوست چون عید نو شادان و فرحان آدم بر آید این غرض تا قفل زندان  
 و علایق این جهان اندازد و وقت خود در کف و پیله علایق و عوایق بدوست خود مشغول باشم  
 و پروای دیگر نکنم

بیت

خواهم که هیچ صحبت اختیار نکنم در باغ دل رها کنم جز جمال دوست

و بکنم میگویند آن متاع البیت یثبه رب البیت تار و روح را از جنس نفس و قید  
 دل خلاص و هم غرض از حصار نفس قفل بشکنم تا صفا یابد - قوله این خرج  
 مردم خواره را پهلوی و زندان بشکنم یعنی این روزگار دراز را که عبارت از عالم نسبت  
 اقامت است که نفس مردم را زیر زبر میکند چون دانه در آسیاب یک آس میسازد و از جهان دل  
 خیزد و ارشاد نماید به سبیل کشش حق همه تجاست اختیار و کدورت اختیار پاک کرده بهرم  
 آن عذبه حق غالب شود همه علایق دنیاوی و عوایق عتباوی مغلوب و مقهور گردد و در  
 باطن چرخ مردم خواره را پهلوی و زندان بشکنم و اگر گذار گوی کند همه دندانه ها شش شکسته در دهن  
 اندازد تا دیگر بار این نفس با کس جفاکاری نکند چنانچه اذ اجاع الحق زهق الباطل  
 قوله گریه بسیار گوید که همه بیرونی بر نیرم جام هست یعنی اگر حاجب از حاجبان  
 بسبب مافجت زنده و نزدیک آمدن ندمین بران خاص جام بر نیرم دست گردانم و سخن  
 که آن ندم غرض اگر عقل بوالفضول خواجگی آموز مانع آید بیرونی شراب محبت حق

بیت

مهاوت به اندازم

عشق در دیت بادشاهی سوز

عقل در دیت خواجگی آموز



قوله "وستم اگرد و بان کشدن دست در بان بشکنم" یعنی اگر رقیب محبوب دست  
 من بگیرد و مرا درون خلوت رفتن ندهد من تلاشی ورنده پیدا کنم و دست او بشکنم  
 تا دیگر بار این چنین بدخوی با عاشق نکند غرض مضمون آن است که در بان غصب  
 و شهوت است طامع نفس حق را آلودن نمیدهد و باطل را درون میدارد و چون عذر  
 حق در آید تصرفات نفسانی همه محو کند و دست قدرت نفس کوتاه کند ان الله لوک  
 اذا دخلوا قریة افسدوها و جعلوا ائمة لهم اذلة این باشد  
 قوله "هر که من بدست را در خانه خود ره دهم" یعنی وقتی که مرا که عاشق مستم در  
 خانه راهی دهم من بدست و خراب در محل و غیر محل بر تو آیم و نشینم و حکایت عشق  
 و محبت کنم غرض این معنی همه آن است که بدست به خرابات عشق و صولات محبت  
 است که از عالم خود رایی و خود نمایی است که صفت استغنائی دارد و ذات حق است  
 که القلب بیت الله و عرش الله است - قوله "پس می ندانی این قدر این  
 بشکنم آن بشکنم" یعنی اے نادان این قدر ندانی که من روزی از مستی دست  
 و پای در بان بشکنم و رقیب را بجان بکشم و ترا از سر پرده ظهورگاه بیرون  
 درگاه بگذارم غرض ظاهر را بر باطن زخم و باطن را بر ظاهر و صورت را به صفت معنی  
 گردانم و معنی را به صورت باز گردانم و حقیقت را به رنگ مجاز نمایم و مجاز را به حقیقت  
 باز نمایم از آنکه از عالم نسبت و اضافات است نه از عالم و الله من و من و من  
 محیط -

بیت

عشق مشاطه است رنگ آمیز که حقیقت کند بر رنگ مجاز

قوله "مر ترضی علیه السلام هم ازین جهان نشانی داده است لو کشف  
 العطاء ما از ددت یقیناً یعنی سرور ادبیا علی مرتضی میفرماند که اگر سرده مجاز از روی  
 حقیقت کار بردارند مرا هیچ زیادت و نقصانی در معرفت نباشد مجاز که بر رنگ حقیقت دید بودم



ہمان بنیمہ ازین عالم عشق و محبت است اما تو نیکو فہم کنی غیر او نیست در حقیقت  
 قولہ "کو مرتبات الارض غیر الارض زمین زمین نہا نہ زمین زمین  
 غیر انی شود" آنرا کہ حکم نورانی و روحانی گرفت قولہ "والتسموات مطوَّراتٌ  
 بنمینہ" چون چیدہ بہ یمن او شدند در ان یمن بہ یقین یکے گشتند" این یمن  
 صفت جمال است و جمال را با ذات جنیت بہ کمال در صفاء لطافت و نورانیت  
 است پس یکے را در یکے ہمان یکے نمودند الجنیت علت الضم یعنی جنسیت و ہم  
 جنس بودن سبب ضم و جمع است۔ قولہ "مرضی حکوۃ لغیر ما اذہ دست  
 یقیناً" کہ زیادت و نقصان از امور نسبی است واللہ من ورا لہم حکیم است۔  
 قولہ "ہمہ ایکے دیدہ و یکے دانستہ یکے شاخستہ" الواحد لا یصلح مرعہ  
 الا الواحد یعنی از یکے جز یکے صادر نشود چنانچہ در علم صاحب یکے را در یکے ضرب میکنی یکے  
 شود غرض بہ ہر کہ مرتبہ ظهور مطلع گشتہ ابتدا و انتہا را بہ یک صفت دیدہ شریعت یک  
 ذات دانستہ طاقیت و یک حکم شاخستہ حقیقت قولہ "صور اشکال زہبان پرورد  
 یعنی صفات و انحال از نظر عارفان پرورد وہمان ذات واحد را بہ بیندازد و یکند  
 ہماچہ حق است ظهور نماید و یعنی نسبت و اضافات ہیج نبود در نظرش حق را بحق حق  
 بہ بیند۔ قولہ "سخن با فہم میکنی اگر میکنی زبے مردے کہ توئی" یعنی حضرت بندگی  
 مخلص و مخلص مرد و بیفہم میکند کہ سخن ما از عالم و راہ الہی است و از جہان کشف و عطا  
 است ازان تنبیہ میکند کہ سخن خود سخن کشف است اما کشفی بغیر ریاضت و مجاہدہ  
 کردہ فہم میکند بہ اہم شد کردہ باشد مرد متقاضی مجذوب ساکب باشد چنانکہ حضرت  
 رسالت است او فہم میکند کہ عالم و رے و راہ خاص اوست ازان مبالغت  
 حضرت تعلیمی میکند و میگوید کہ زبے مرد توئی کہ سخن ما را فہم میکنی بجز نظر ایشان کشف نمیشود  
 اللہ علیم حکیم۔ قولہ "و آنکہ گویند میان این دو متدارکن سجدہ



یا متدارک بسلوک تفرقه نهند گویند آنرا که جذبه مقدم است او اعلی و  
اولی است لاحول و لا قوۃ الا باللہ هر دو را اخوان توامان دان که از  
یک شکم یک پاری شیرن آمده اند - این شروع است در بیان فرق میان دو قسم اول  
آنست یعنی میان مجذوب سالک و سالک مجذوب که کدام فاضل و مفضول و حوال قوت  
خداے را است این سخن درست نیست یکے را فاضل و یکے را مفضول گویند بلکه هر دو  
قسم در مال یک حکم دارند چون واصلان را اندازے الی الی از سر او قیاس غیب در آید  
هر دو فریق سر بر آرند و باید دانست که مجذوب سالک را سلوک آسان است چندان  
محنت و مشقت نمی بیند آسانی بمقصود میرسد و سالک مجذوب را مشقت و محنت  
در راه بسیار پیش می آید و بعد بمقصود میرسد و در مال هر دو برابر اند این هم بمقصود رسید  
او هم رسید و از من وجه که شقت و محنت و مجاهده را اعتبار است سالک مجذوب فاضل  
و ادلی بود - قول سالک واقف دوسه معنی دارد یکے آنکه واقف است  
که چیزیے او را کشف شده پیش پیشتر نمیرود یعنی بیشتر او را راه ندانند تا بخا  
یا فتنه بنده کند و طلب او در کسش نباشد اما یافت ابتداءے عشق و یافت انتهای عشق -  
قول و یا سالکے است مرشد بر سر ندارد یعنی آن سالک است صلاح من  
عند نفسه اختیار کرده است مرشد ندارد این صلاح اثرے ندارد بلکه خبرش پیشتر است  
آورده اند که مردے بر خدمت شیخ برهان الدین غریب آمد و گفت من هر شب بر سر  
رکعت نماز میکنم شیخ گفت بابترا که فرموده است گفت من اختیار کرده ام شیخ فرمود  
بعد ازین بگذار که آفت رسد غوام الناس چه گویند شیخ نماز را منع میکند ایشان منفعت  
دین و دنیاے دے دیدند گفتند

بیت

کلید درد و زنج است آن نماز بدیدار خلقے گذاری دراز

قول و یا سالکے است بهوائے گرفتار شد است تقبیل اقدام و دوست



بوسی ایا مردوبه و آنچه خوابیکه می بیند بیکل دست میباید شد میدان غرور است و  
انک حضور که دست میدهد بدان سرور دار و یا در اثنای سلوک لذت طاعت  
یافت است آنرا رطلاعت پاسته وقت اوش یعنی سالک واقف سالک است که به آرزو  
نشد خود بتلاش از ان قید جدا میسر نیست هر چه در بند آنی بنده آنی اینجا طاهر گردد و اقدام  
الخرید نه بود بدینی بیایست بوسی و دست بوسی مردمان خوش شده نظرش از ان پیشتر نمیرد  
آنکه گرفتار شده یا آنکه سالک واقف آنست که به واقعه درست سر فرود آورده است بدان  
و در نیت داشت به اندک حضور دل که او را دست میدهد خوشان و فرمان میرود و طلب فله  
نما دارد و یا آنکه سالک واقف آنست که او را در میان سلوک و در وقت آن لذت طاعت  
و عبادت دست دارد و مورد مطلوب و مقصود آنست پیشتر نرفت و استعلا رطلاعت  
نموده اند یعنی شیرین پذیراشتن طاعت ثمره و حاصل وحشت و نفرت از قرب حق تعالی  
است. **توبه مجذوب و این چنین کسی هم باشد بر توبه از عکس هویر و زود ما**

در تفسیر تفسیر بلا سطلات منقول غرض است اینجا عبادت کثیر از اسرار ترک شده است که اینجا  
قتل کردی آید به توبه یا ستم بلند دارد و هم به توبه و شکله که او را پیش آمده به نظاره ماند شاید بجای نما  
نموده اند شاید غیب محروم ماند واقف این چنین کسی هم باشد که مشاق و شاید بدینی تواند بر خود نهادن از  
بسیار به اندک قرار گرفت و دیگر هر جا که متعب است است بدانکه واقف است او میگوید مرا  
چون ستمی باید توبه عبادت مرا کافی است. اما مجذوب و مجروح چنین کسی هم باشد که در باب این بیت الی  
نموده اند چون کف ساقی تپه نمیکرد و کجا و ماغ لطیف زمستی آید باز پر می پیماید و فرجه شعور  
نموده اند و تفسیر است محبت بسیار از بیکو دولت است این عظیم دولت است و سعادت است این آن دوی که  
نموده اند این است که توبه میسران بجا مقام میدان اند و همه میدان مشاق احوال بران میدان میگویند زمانه ما از  
و این مرد و این توبه میسران بجا مقام میدان اند و همه میدان مشاق احوال بران میدان میگویند زمانه ما از  
مرا بخله چهار برید و بسیار و اگر مرا به غم روزگار بسیار. اشارت به حالت مردی است که ایشان را تو  
مرا بر بویست لبطالت النبوت. مرد در قلمزم و حدت غرق است فرصت آن ندارد که سر بر آورد  
در غرق قلب افتاده است البته ساحلش پایله پیاپیست پیغامبر دعوت که از کذب نبوت بر که ال  
نموده اند و توبه میسران بجا مقام میدان اند و همه میدان مشاق احوال بران میدان میگویند زمانه ما از  
چون حساسه در سر و دست گفتگو دلاله و دلاله از حالت شبه و عروس بر پان باشد میباید او خود محرم کار نیست  
و توبه میسران بجا مقام میدان اند و همه میدان مشاق احوال بران میدان میگویند زمانه ما از



سبک شد یعنی سبک نکرده است باشد که چیزی را از مقدرات یافت هم بران نسبت شده بحقیقت وصال رسیده  
 و دیگر بر تو تامل باشد از درسه جبر است که عبارت از جذب است که در افش سبک شد هر چه خوش آید میگوید با جاذبه  
 در این جا این قصد موافق محال است به نظر ایشان یا او کشیده باشی محیی میگوید زیرا بویید نوشت که اینها  
 کسیکه جبر شراب محبت نوشید میان ما مست گشت که نه ازین عالم ندارد و بریزید در جوارش نوشت این  
 کار کنان را بر او مکن اینجا کس است که هر دم خمهاست شراب می غلطاند هیچ مست نمیشوند مگر آن  
 هزار دریا پراند و تشنه رفته اند و مست از چه گشتی چون نخوردی فراق باقی دارند چرا محذوب ساک  
 نمیشوی که محذوب مجرد را که جذبه ذات دارد چنان مست است که خبر صحنه دارد پس لایق شیخوخیت  
 نیست که از قید شرع رفته است که خبر صحنه نیست چنانچه بر شیخ محی الدین اعرابی بود که مقام و را او را  
 ندانست برین تجلی ذات منحصر کرده بر این معنی حضرت تطبیقی میل محذوب ساک محذوب مجرد و حقیقه  
 باینها آورده اظهار مقامات اولیا کرده اند فانهم و انعم قوله لقمان خشمی پرنده گفت در بند گشت  
 پیر شدم رسم بند گانست که درین حالت آزاد کن از او می بطلبم شعاع از پر تو لا موت  
 بروی زو همچون صفت گشت یعنی درین حالت محذوب من باشم که جذبه پیایه دارم که ازان  
 جدا بهمه حال نمیشوم و او را پرنده ازان میگویند که چون در سماع شدی قوت طیرانی دست دادی از  
 یک طاق خانه بروم طاق می پریدی - قوله هجر و محذوب چنین هم باشد بر ترس اطلاع باید  
 قید شرع از پا گسته بنیاد این معنی گویند که لایق شیخوخیت ندارد که کسیر فایده نرساند که خبر صحنه دارد از  
 قید شرع رفته است کجاست و روز میشود خبری نیست اما و اصل است میگویند که از غایت کشش  
 حق دوام حال را دعوی کند دوام حال خود محال است ازین معنی چند صوفیان میگویند که واصل نیست  
 آری ره وصال موقوف بر اتباع حضرت رسالت است زیرا که او محبوب مراد است با او و عده است

و بقیه طالع ص ۱۳۶  
 و اشوقه الی لقمان خانی همین شبهه را فرماید مرا برادران و اقاربان اند که هم کاسه هم پیاله هم نواله او میدهند میگویم کجا افتاده  
 ام مردمانی خوردند متشاق شدند تو هم در حکایت متان شده دیوانه شدی یا ده میگوی - بعد ازین عبارت نه محذوب مجرد  
 این چنین هم باشد الخ "است که هلا مر قوم شد -"



هر که برآید تو آید او را وصال باشد و اگر نه کان من کان و فعل من فعل به حق نرسد و اسطه هم است

جز این نه نیکو است.

بیت

توان رفت جز بر پاهای مصطفی

حوال است سعدی که راه صفا

توهاریندگی شکسته یا به عثمان عبودیت از دست رفته بیند از و هر چه خوش آید کند و  
از فرید باز ماند کجا آن حالت که محمد و خداست محمد سر بر سر کجا آنکه ابو جهل جفا کند یعنی عبودیت  
و الوهیت ابدان را از لایمیه و دیکه بدون دیگر متصوره بود جمل چنان بر حضرت جفا دارد که کوچه گرفت و  
در راه حرکت پیدا کرد چنانچه شهر است بعده این آیت نازل شد **أَلَمْ يَعْلَم بِأَنَّ اللَّهَ يَوْمَ يَكُونُ**  
**أَسْرَؤُتِ الَّذِي يَخْلُقُ عَبْدًا إِذَا صَلَّى إِلَىٰ أَوْخَرِ رَسُولِ اللَّهِ خُوشَ شَدَنَدَ** که ازین تشریف کدام  
تشریف بالا تر خواهد بود که محبوب محب را گوید که هر چه تو میگذرد از اید و جفاست رفیقان می بینم میدانی  
عاشق را چه لذت و خوشی دست دهد چنانکه مروی است که چون آیت **أَلَمْ يَعْلَمَ نَزَلَ شَدَنَدَ** رسول الله  
از غایت خوشی تکرار میکرد و اهویری اهویری میگفت چون در خانه آمد اهل بیت همه پرا افتادند و  
می پرسیدند یا رسول الله اهویری رسول الله میفرمود نعم او را می بیند ما و ذی نبی قط مثل ما  
او ذیت همین غمزه زند و دندان و رخساره شکند و به سنگ طاست زند حالت داعیان  
و بادیان این است چنانچه قصه شهر است که حضرت رسالت پنا در جنگ بدر و دیگر جاه  
چهار شقت گذشت که دندان مبارک شهید شد علی نه القیاس قوله روز بدی است این مرشد  
را که علم ایشان دانند آری هر چه در آخرت بر دوزخیان خواهد گذشت از عذاب گوناگون و آلام  
بجد و ننگون هم بر دستان خودم در دنیا میگذرد و در جات مزید هم تحمل ایدای خلق و بار کشتی ایشان  
میگردد. قوله پس بچاره طبعی که علاج دیوانگان کند طبیب شد کامل مکمل است و  
دیوانگان متابعان اویند که هر چند ایشان را از طور حیل شهوت به طور عقل و قدس میبرد پیش ایشان  
و صیت معقولات و مقولات می نه ایشان ساخته گوش می نهند باز بخوبی اصل خود و دیوانه را که کرده  
گویند **أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ** و همان گرفتار اند اما چه کنند که رضا جوئی نکنند



و خود را خدا سازد چون رضائے او دران می بیند - قوله ثمینو لیسند اگر چه به رتبه دعوت رسد شاید  
 بغير اجازت پیر دعوت کند بر حکم اذع الی سبیل ربک بالجملة و الموعظة الحسنیة هر چه  
 پیغامبران را است همه متان است اما قوله لاحول و لا قوۃ الا باللہ چه گویم آن مرد نادان را  
 با خدا میتوان گفت شنیدی در میان نهادن اما پیر و پیغامبر یعنی ایشان گویند با خدا (ن بے شمار)  
 دیوانگی داریم اما با محمد بنده کی آریم قوله ثمینست ضرورت است او را برای باید کشید و چنان  
 می باید شنید و از پیر و پیغمبری نمی باید کرد و هر چه آید اینچنین میفرماید  
 اگر مراد تو اے دوست نامرادی ما است

همه که گفتیم رضا جوئی دیگر است یک ساعت رضا جوئی بهتر است از یک سال بندگی این چنین بر فرمودگی  
 پیران حکم باشد -

ن از پیش ازین  
 پنج خط پیر است و نام

شعر

”مراد خویش من از تو دیگر نخواهم خواست

ارید وصاله دیوید بگری فاترک ما ارید لما یرید“

میخواهم وصال دوست چنانکه مری است منتی طلب طلب است و او میخواهد فراق من پس خواست خود را خدا  
 خواست او کردم که رضائے دوست در دوست اول خدا پستی بود ثانی رضا جوئی است در اول حضور غیبت  
 است و در دوم حضور غیبت و غیبت حضور این پنج اول است اینجا قدم تمام تر است - و بایست دانست مراد  
 از پیر فعال الشراست و از پیغامبر صفات الشریع از ان میگویند از پیر پیغامبر نباید کرد و دید از انکه در ایشان بشر  
 است پس هر چیز را دهم الحاق است اما در ذات دهم الحاق چیر نیست از انکه ایشان از امور نسبی اند  
 واللہ من دسرا لہم تحیط است - قوله آہ پیر سوختی سوختی سوختی یعنی مرا به دعوت خلق فرستاد  
 و با خلق برستی اول سوختن از آثار نعل است دوم از اعلام صفت سیوم از انوار ذات حجابہ النور لو  
 کشفہ لا حترقت سبحات وجد ما انتہی الیہ بصیر من خلقة قوله

بیت

”حاصل عشقت سخن بیش نیست سوختم و سوختم و سوختم“

اللہم اهدنا الی سواء الصراط عشق تو بین سخن است سوختم در فراق سوختم در وصال سوختم در اتحاد ذات و الله



## فصل یازدهم

در بیان انسان که شناختن عالم صغیر و کبیر معرفت او تعالی و بیان خرقه پوشیدن و طایفه از پیر  
 و نشاندن طالب گرفتن آنرا و وجه دینستن و رسم عاشقان که فراق برآید وصال دارند - بدان اے عزیزی  
 که انسان عالم صغیر است و هر چه غیر انسان است کبیر است نمودار آن در عالم صغیر است تا هر که عالم  
 صغیر را آنگهان کند که عالم صغیر است بدانند و عالم کبیر را نیز بدانند پس این نوع شناختن کار عظیم است صراط مستقیم  
 معرفت خود است رحل الله صلی الله علیه و آله و سلم این دعا میگوید **اِنَّ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ** در پیش  
 تا خود را شناسی انسان نیست که خدا را شناسی چنانچه من عرف نفسه فقد عرف ربه را به بغایت  
 گوناگون است شکل و شمار است - بدانکه عالم کبیر جوهر اول تا هر چه در عالم کبیر پیدا آمد از آن جوهر اول  
 پیدا آمد جوهر اول عالم کبیر روح انسانی را گویند جوهر دوم عالم صغیر نطفه است و عالم صغیر و کبیر در چهار  
 دریا شناختن نماید و آدم که نطفه در پشت مرد است چون به رحم زن آمد همان دریا به دوم ظاهر  
 میشود و گنج پنهان بود آشکارا کرد که انسان را آفرید تا شناخته شود بعد تحلی نمودار کرد تحلی حقیقت و  
 معرفت ظهور شد چنانچه میگویی که **وَاَوْفِیْغَا مَبْرُکَیْهِ سَلَامٌ مَّجَابَاتٍ كَرُوْا لِهٰی لِمَا ذَا خَلَقْتَ الْخَلْقَ قَالِ**  
**کُنْتُ كُنْتُ اَمْحَفِیَا فَمَخَلْتُ لَکَ اَعْرِفْ وَبِهْ طَرِیْقٍ دِیْکَرٍ فَاَجِبْتَ اَنْ اَعْرِفَ فَمَخَلْتَ الْخَلْقَ لَاحِرًا**  
**کَلِمَیْ نِیْمَانِ بُوَ کَ مِیْقَرَا یَ کُنْتُ کُنْتُ اَمْحَفِیَا ذَاتِ خَدَا سَ اَسْتُ ذَاتِ خَدَا سَ دِرِیَا سَ اَوَّلِ اَسْتُ**  
**و دِرِیَا سَ اَوَّلِ تَحَلِی کَرُو دِرِیَا سَ دوم ظاهر شد و دِرِیَا سَ دوم روح است اصنافی در روح اصنافی**  
**اصنافی سیاه دارد عقل دل و قلم اول و روح اعظم و روح اصنافی و روح محمّدی و مانند این آمده است**  
**تا سخن دراز نشود جزو کس تمثیل گفته شد میگوید که روح اصنافی جوهر اول عالم کبیر است و رسول الله**  
**صلی الله علیه و آله و سلم ازین نظر فرمود اول ما خلق الله العقل صفات خداست تعالی و اسامی**  
**در دنیا ظاهر شدند و آن عالم ملک ملکوت است و روح اصنافی که جوهر اول عالم کبیر است ظاهر**  
**و پنهان دارد و ظاهر روح اصنافی اجسام افلاک انجم و عناصر شد تا عالم ملکوت پیدا آمد که چهار دریا**



تمام میشود و همین را که افلاک نجوم عناصر طریح است و دیگر آبا و اجداد و این آبا و اجداد است و ایم  
در کلی اند و از تجلی ایشان هوایید سه گانه پیدا آمد و در آخر همه انسان پیدا شده شرف یافت و مخفی را اظهار آورد  
چنانچه خواهد یافت فرموده است.

بیت

دوش دیدم که ملایک در میخانه زدند      گل آدم بستر شدند و به پیمانه زدند  
والله علیهم حکیم - بدان اے عزیز که کنز تحقیقا فاجبت ان اعرف فخلقت الخلق پس  
پیدا کرد آدم را اما او را شناخته شود - هر که در عالم معرفت ثابت قدم ترویج آتش محبت سوخته ترا در  
لذت از رویت محبوب بیشتر است - میگویند که معرفت بر قسم است عام و خاص و خاص الخاص -  
معرفت عقل عام است که جمیع طوایف از انسان متفق اند الله تعالی آفریننده موجودات صلح مصلحت  
است بے الت رازق است - و اما حق این آثار صفات سابقه از محسوس و مخسوس عناصر رابع  
انچه در جهان است تواند شناخت و در آخر بدانند سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْأَفَاقِ وَفِي الْغُيُوبِ  
أَفَلَا تُبْصِرُونَ برین ماکی است و اگر بعد عنایت ازلی تو بلیلم تفهیم شلیخ و ادلیبای حضرت صید  
بعضی عوام را شمه ازین معانی ارزانی فرمایند معرفت صفات افعال و نفس خود حاصل شده  
باشد و به مرتبه من عرف نفسه فقد عرف ربه رسیده باشد و کسی را که معرفت نفس حاصل  
شده نباشد پس معرفت صفات ذات حق حد عقل تو چون بود اما معرفت انبیا قاصد الخاص  
است و آن شناخت ذات مقدس است تعالی عن درک الافهام و الاوهام که مقصود حاصل  
است - اصل از فطرت آدم و آدمی و مطلوب کلی از عرفان معرفت ذات خود بوده است که  
اجبت ان اعرف - تا ما الاکمال غیرت عزت و جلالت و عظمت حقیقت معرفت ذات  
بسیج کس نداده است و ما قدس و الله حق قدس که اے ما عرفوا الله حق معرفت  
سر این معنی است.

بیت

سبحان خالق که صفاتش ز کبریا      بر خاک عجز میفکنند عقل انبیا  
میگویند که وصف معرفت عین است کقولہ اِنَّا عَمُّ صُنَا الْاَمَانَةِ عَلٰی السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ



وَالْجِبَالُ فَابْتِئَانُ مَا يُخَالِفُهَا وَاشْفَقُوا مِنْهَا وَحَمَاهَا الْإِنْسَانُ ط آیت - و در تمهید قاضی  
عین القضاات میفرماید که حق را صفات است تا معرفت آن حاصل نمی شود ذات را متوان

بیانت و او را ذات است تا آنرا در تبادله صفات متوان رسید معرفت او را حدشیمه نیست  
که او را منحصر کرده بشود هر چند که می بیند و را الورا است وَاللَّهُ مِنْ دُونِ الْهُدَى خِطَابُ خِطَابِ  
مُحَمَّدٍ الدِّينِ اعرابی بر تخیلی معرفت ذات منحصر کرده است که اله مطلق مقید کرده است ازین  
معنی حضرت بندگی مخدوم قدس الله سره گفته اند که او را تخیلی صفات و معرفت نبود که در معرفت  
تخیلی ذات کلام نیست همین را سکیویند چنانچه در معرفت تخیلی صفات کلام گفته اند همین را صحو  
میگویند چنانچه پیشتر بیان رفته است ازینجهان نوشته ام که تکرار نافتد - شیخ ابوسعید میفرماید که  
معرفت او جنسه است آنکه ندانی و بدانی که ندانی و بخوای که بدانی . بیت

گر نیایی به دوست ره بردن      شرط یاری است در طلب مردن

و شیخ سعدی میفرماید

نه حجت آخرت دارد نه سعدی را سخن پایان      به میرد تشنه مستقی و دریا همچنان باقی

فانهم و اعتنوا - و در اخبار آمده است که طایفه مونس دوست است و در بحر عشق مرکب  
است درین راه صادق کسی است که قدر طایفه بداند - رباعی

در طایفه حبله عشق و شوق است همه      اسرار جمال دوست و ذوق است همه

چون بر سر خود نهادی آن مونس دوست      می سوزد عشق او چو شوق است همه

قاضی عین القضاات میفرماید پوشیدن طایفه برد و طریق آمده است یکجمله سیاه که از  
فرق بلند باشد از آن ناشره گویند بعضی در دیشان پوشیده اند و می کلاه سفید و یا از صوف  
یا جامه که با فرق متصل باشد آنرا لاطیه گویند حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم  
و مثالی که بار لاطیه پوشیده اند و می پوشند و در خواجگان چشت کلاه با جو زگره و دوخت  
شیرازه پوشیده اند درین راه که تمثیل کرده می پوشند و در خانوادۀ دیگران ازین جنسها



پوشیده اند اما من دیده ام و پیر شایه اند یعنی بندگی حضرت مخدوم قدس الله سره میفرمایند  
 که حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم دیده ام که بر فرق متصل پوشیده اند چهار  
 ترکی - و در راحت النجین موقوف خواجیه من یعنی پیر حضرت مخدوم شیخ نصیر الدین چراغ دہلی  
 قدس سره آورده اند که کلاه چهار ترکی یعنی چهار خانه دارد اول خانه اسرار است و انوار دوم خانه  
 محبت توکل است سیوم خانه عشق و اشتیاق است چهارم خانه رضا و موافقت است و هر که این  
 کلاه می پوشد از چهار چیز نعمت محروم نباشد و بر آن کار کند و حق آن بگذارد - و در روح  
 الارواح آورده اند لیس الاعتبار بالخرقه انما الاعتبار بالحرقه ان الله  
 تعالی يحب لقلوب الخواصرق - و میفرمایند طایفه خواجگان چشت چهار ترکی دارد و هر  
 چهار ترک چهار چیز باشد و مرد آنرا فهم دارد طایفه نهادن او سلم بود و اگر نه لباس بزرگان کرد  
 منع است و اگر نه در طلب جهاد و مشغول باشد تا پیران خود میرسانند - آنرا شرط برین چهار نهاد  
 اند اهل ترک هوای نفس دوم ترک دنیا باشد سیوم ترک عصبی باشد تا خود بخود شود چهارم ترک خود  
 کند چنانچه گفته اند

بیت

اول خود ز جهان دست بشوے آنگاه ز دست شسته این درمیزن  
 و اینگونه کلاه چهار ترکی ترک گرفتن هوای طبایع الاربعه است - جزو گره به منزله هوا است  
 و چهار ترک صحابه اربع است و زده منزله حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم که هر  
 چهار را بر گرفته اند و سرور کرده اند و این هر چهار نیز خود را بر رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم بر  
 یک طایفه است و یک باقیه است و یک خرقه تا قیام از تقوی است قایما باقیه از بقا است  
 و میگویند که خرقه عبارت از پاره جامه است یعنی پوشیدن خرقه کسی را مسلم است که سبختگی  
 دلش پاره پاره و نفس شکننده باشد تا خرقه بر سرش زید و خرقه اشارت به سبختگی دارد و باطن  
 هر کس به آتش محبت الهی محترق شده باشد خرقه بر سرش خرقه گردد -

بیت

مهل عشقت که سخن بیش نیست سوختم و سوختم سوختم



نیکویت و نیکوئی عاشقان کہ فراق برآید وصال دارند بدان اسے عزیز کہ عاشق از  
 دست نیکوئی و نیکویتی از لباس خویش ناز و کرشمہ واستغنائی است  
 و در آن عالم نسب و اصناف است مجروح شود و عالم در او الورا خیال کند پس ازین عالم گذشتہ  
 و مقام فردانیت حاصل کند کہ بہ صفت یک وجود متصف شدہ باشد چنان فرحت شود کہ  
 در بیان نیکو چنانچہ عارف میفرماید۔

بیت

موجود و غیر پستہ اندر یکے خزمینہ باہم گرفتہ الفے و زدیگرے ملائے

در حدیث است دایت ربی فی احسن صورت یعنی دیدم من حق تعالی را در نیکوترین صورت  
 و آن صورت انسان است رفزے از و است قاسم شوق از لباس کبریا بی و استثنائی  
 و ادویہ این معنی عاشق را دومی می آید کہ عبارت از دلی ماومنی است بخوابد کہ فی حصول  
 مبدل کند چنانچہ عارف گوید

بیت

آن یار ہمان است اگر جاوید کرد او جامہ دگر کرد و دگر بار برآمد

یعنی شوق یکے است اگر لباس کبریا بی و استغنائی دگر کرد چہ شد سبب آن است کہ  
 این دو دنیا ماضی گذشتہ و در آخرت قدیم بہ این معنی جامہ دیگر لباس کرد و باز آمد کہ این  
 مثال آخرت است بر کسوت ظاہری دل نہ بند دہر چہ بند دل بران نہد کہ در مصنوع صالح  
 را نیکو چنانچہ بندگی حضرت مخدوم قدس اللہ سرہ میفرماید

بیت

در ہر چہ کنم کنم توئی بندارم از بسکہ دو دیدہ در خیالت دارم

یعنی از غایت شوق جمال و چشم من در خیال روئے تو مستغرق است و در ہر چیزیکہ نظر  
 کنم وجود حق تعالی می بینم و چنان در قوت خیالی جاے گرفتہ است کہ در ہر چہ بندارم او  
 حاضر و شاہد ما را بیت شیباً الاوس را بیت اللہ فیہ ہین بہ قول محقق کہ رشک و  
 غیرت قاعدہ عاشقان است و ہر کہ بہ بلاے عشق گرفتار شد خون غیرت خوردن او  
 چاہے و دیگر نباشد زیرا کہ عشق قوت عاشق است و عجب قوتی کہ او را خوابد کہ میخورد و ہم



خود قرار پیدا کند که معشوق غمخور است استغنائی دارد و هرگز نخواهد که عاشق را به مراد خود رساند که  
 دالله من دسرا لیه تحیط است ترس و بی درین راه قرار داده اند و خواهش معشوق این  
 باشد که از آن راه از من دور بوده است لیکن از خون دیده و از رشک دل در میان خون غافل  
 ماند ازین معنی که معشوق به طرف دیگر حریفان نظر دارد و با هر کس رنگ آمیزی کند به این معنی  
 عاشق را رشک غیرت می آید درین محل مناسب جدا مانع اشارت فرموده است درین  
 کیفیت مینو شتم

بیت

چون سحر حریفان نظری ممکن آن خوچ  
 از آتش غیرت دل محمود کباب است  
 باید که هر دو جانب تسلیم و رضا بود و اگر اتحاد معشوق مثال به صورتی فرض توان کرد  
 بچند طریق میگویم چنانچه گفته اند

شعر

اسری فی الوصال عبید نفسی و فی الهمدان صوفی للمروانی  
 یعنی می بینم در وصال خود را بنده سلک خود آری در وصال مراد نفس است و کمال شراب  
 دوست دمی بینم خود در فراق او که فراق خلاف نفس است و نفس به کلی مقهور است فاقم  
 اما بلای زار که دونی محقق شد هر چند به هر بیان یگانگی و بیگانگی معلوم شد که التوحید  
 ترک الایثبات است یعنی توحید صرف کس را مسلم نشد و بیگانگی تمام و غیرت تمام  
 هم گشت از آنکه غیرت آن است که در وجود خود محتاج بدان دیگر نباشد و اینجا  
 این ممکن نه که هر لحظه اگر از او تعالی فیض برین عالم نرسد در ساعتی تا چیز گردد و متعالی شود و جودا  
 بقدر قیامنا صند این است یعنی وجود ما وجود حق است و قیام و ثبوت ما هم به وجود  
 دوست چنانچه بندگی حضرت مخدوم قدس الله سره فرموده اند

بیت

تو او نشوی و لیکن از جسد کنی  
 جائی بر کسی که تو توئی بر خیزد  
 آری همه و کل نشود و جزوی کلی نگردد و غرض عاشق معشوق نگردد و لیکن اگر تو کوشش  
 بطریق نهالی و را بنجامی کسی اگر از تو وجود تو برود و ترا حکم او دهند از خودی بخود چنانچه



چوب را حکم نبات میدهند که در فیض نبات چوب است همدران شیرین آلوده است فاما  
 از تو وجود تو رفتن شرط است و میگویند که جزو کل نشود و جزئی کلی نگردد یعنی از آنکه یک مفهوم  
 عام است دوم مفهوم خاص چنانچه تعلم ما فی نفسی و لا أعلم ما فی نفسک همین است  
 یعنی میدانی تو آنچه در نفس و دل من است از عشق و محبت تو اما من نمیدانم آنچه در باطن  
 تست از ارادت و صل و فراق - و هر شئی بود وجه دارد وجه منته الی سربده خصوصاً  
 نفس انسان که چاشنی از عالم بقا دارد پس هر یک را در محل اوصاف باید کرد الحمد لله الذی  
 هدانا لهذا یعنی شکر خدا را که راه نمود ما را بدین بیان حق توحید او تعالی - شریح  
 الحمد لله الذی یعنی در مقام محمودی و هدایت خاص که مغفرت خاص در حجب حال  
 و مقام صمدیت است مقرر و مثبت مرخص علیه السلام راست و آنکه تسبیح او ست قولا  
 و فعلا و حالا لا یختدی اولاً ان هدانا الله یعنی حال این است که نمودیم ما راه  
 یافتگان بدین مقام خاص به اعمال و اقوال خود اگر خداست تعالی این راه خاص محمّدی  
 ما را نه نمودی و از امت خاص و نگر دانی پس این هدایتی است نه کسبی و الله اعلم  
 بالصواب والیه المرجع والمآب -

## فصل دوازدهم

### در بیان متفرقات

حب آل رسول علیه السلام - بدان اے عزیز و قتیکه این آیت بر رسول الله  
 علیه السلام وحی شد قل لا اسئلكم علیه اجراً الا المودة فی القربی تا آیت -  
 معنی چنین باشد که اے محمد بگو امتان خود را که سوال نکنم شمارا به هیچ چیز کار سه مگر دوستی  
 قزاقان تو پس صحابه پرسیدند یا رسول الله قزاقان تو کیانند بنما تا ایشان را دوست  
 یاریم رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم دست علی حسن و حسین علیهم السلام بگرفت و



اشارت بر قاطع علیها السلام کرد و فرمود ایشان و فرزندان ایشان قرابتان من اند  
بعده فرمودند اکبر و اولاد و اکبادی - الصالحون لله و الطالحون لی یعنی گرامی  
دارید شما فرزندان مرا که جگر گوشگان من اند پس صالحان را براسه خدا و طالحان را  
براسه من دوست دارید - و عنه علیه السلام اهل قتله و اکتاب الله و عتوقی  
گفت علیه السلام فرمان برداری خداست بکنید و حرمت فرزندان من نگاه دارید  
عنه علیه السلام مثل اهل بیتی مثل سفینه نوح من رکبها نجا و من تخلف  
عنها هک گفت علیه السلام ایا مثل اهل بیت من بچو کشتی نوح است هر که بدان کشتی  
نشسته یعنی حرمت ایشان نگاه داشت او نجات یافت و هر که مخالفت و امانت کرد و هلاک گردد  
چنانچه گویند

بیت

عشق محمد پس است و آل محمد

سعدی اگر عاشقی کنی و جوانی

و در کتابهاست تصوف و از کلام اولیاء الله می آرند که شمس الایمه علوای چون کودک بود  
از اسب پرورش کرد و بزرگ شد یکی از علما بالله شد چنانچه لطف و نظر اولیاء الله بر او شد  
هر چاکر خطا از حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و اله و سلم در خواب آورده میگویی تا زین و خیمه  
آورده است که روزی رسول الله علیه السلام گفت بار خدایا سگهای را دوست دارم تو او را  
دوست دارم وجه شغف منافع اسمعیه حارث گفت این سخنهای شامی گویند از حق رسول الله  
صلی الله علیه و اله و سلم فرمود از حق و ما یغنی عن الحق ان هو الا دعی تو معنی آن  
بمنافق باز گفت اگر توا حق گفتی بگو بر ما از آسمان سنگها بریز و تا آنکه رسول الله صلی الله علیه  
و اله و سلم لب بجنبانید که سنگها از آسمان چنان بیارند که آن کذاب هلاک شود و هر و لفظه  
تعالی قاطع علینا حارث و من السماء الایست - و در فتاوی و مضمرات کثر العباد  
سجده بغیر زکوع کردن آورده اند که روزی رسول الله صلی الله علیه و اله و سلم بایاران فرمود  
که اخی جبریل از حضرت عیسی بر من آمد و گفت که حق تعالی قاطع را دوست میدارد



خود سجد کردم و چون میریآوردیم باز گفت که حق تعالی حسین را دوست میدارد و باز  
 سجد کردم و چون میریآوردیم باز گفت حق تعالی دوست میدارد و دوست دارند و ایشان  
 را باز سجد کردم و سبحان الله این فرمودگی بر محبان ماضی و مستقبل و مضارع شامل است و هنیا  
 لا اباب معرفت المحقوق بنعید الجنة پس این سجد را بغیر رکوع گویند و  
 در خبر آمده است که این آیت بر رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم نازل شد بر حسب امام حسن  
 نازل شد و یطعمون الطعاه علی حید مسکینا و یتیمآ و اسیرا ای آخره برین محل  
 این آیت درین قصه است که روزی امام حسن علیه السلام مرض داشتند بودند که در صحت  
 می یابم سه روزه میدارم بعد صحت یافت و روزه داشت امام حسن علیه السلام گفت برادر من روزه  
 است خود هم روزه میدارم و امیرالمؤمنین علی رضی الله عنه نیز از سبب دو فرزند از خود روزه  
 می داشت حضرت فاطمه رضی الله عنها نیز روزه داشت قصه تمام جاریه ایشان بود گفت  
 صاحبان ما همه از دو فرزند از روزه داشته اند من هم روزه میدارم پنج کس صایم شدند  
 بعد از آن برای افطار چیزهای بایده چنان فقراست که در خانه هیچ نیست بعد حضرت  
 فاطمه جائے تتبع قرض ساخته چیزهای مان مستعد کرد پنج کس شش خود گرفته میخواهند  
 که افطار کنند امر حق تعالی شد که فقیر بر دروازه ایشان آمده سوال کرد که کس بنده خداست  
 که مسکین را خیر دهد امام حسن علیه السلام سوال شنید فی الحال شش خود به فقیر داد امام حسن دید که برادر  
 این کار کرد خود شش به فقیر رسانید نه من طریق حضرت علی و حضرت فاطمه نیز به فقیر شش  
 رسانیدند قصه جاریه دیگر که صاحبان من نمی خوردند از خورده من چمی شود این نیز شش خود  
 به فقیر رسانید آن شب پنج کس را فاقه شد و دوم شب آمد همان طریق که کور پنج کس شش خود گرفتند  
 میخواهند که افطار کنند باز به حکم فایده تعالی فقیر به دیگر آمده سوال کرد که کس در راه  
 یتیم و غیری رساند نتیجه اد جنت است امام حسن شنید همان طریق که کور شش خود به فقیر رسانید  
 ایشان را دیده چهار کس نیز شش خود به فقیر رسانیدند و فاقه شد سیوم روز نیز صایم شدند



باز همان طریق مذکور پنج کس بخش خود گرفته بخوانستند که انظار کنند باز امر جل و علا شد که فقیر بر  
 در ایشان آمد سوال کرد که امیر را خبر کنند نتیجه او چیست است باز همان نوع مذکور امام حسن علیه السلام  
 بخش خود به فقیر رسانید و بعد چهار کس نیز رسانیدند همه فاقه شد بعد امام حسن علیه السلام  
 فرمودند که مدت است که حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم نظر افتاده است تا به  
 منزل ایشان میرسیم برای ایشان نظریه افتد تا اگر شکی بماند میرود به مشقت امام حسن و امام حسین  
 رفتند و حضرت را نیز افتاد و شد که چند روز است که ایشان را ندیده اند و خود به خانه ایشان  
 توجه کرده بودند که در راه ایشان را دیدند که مشقت می آیند پرسیدند که چیست این نوع مشقت  
 دارید همه گفتند روشن ضمیر ایدنی الحال و حی آمد این آیت آورد و یطعمون الطعام علی حبیبهم  
 مسلکینا ویتیمنا و اسیرنا زیرا که این آیت بحق امام حسن و علی تازل شد اما هیچ کس در ثواب داخل اند  
 اما این آیت بر محبان ماضی و مستقبل و مضارع شامل است که بران عمل میکنند در ثواب  
 شریک می باشد و در ملفوظات ملک المشایخ قطب الاقطاب حضرت قطبی در تشریح این اعتقاد می نویسند  
 که سید جگر گوشه مصطفی و مرتضی اند و فضل عالم بحسب بچو کاس و چینی که نقش و نگار آماسته  
 باشد اگر کانه بشکند هیچ میرزد اما فرزندان رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم را فضل ذاتی است  
 بچو کاسه ز را اگر کانه زرشکند قیمت او هیچ وجه نقصان نمیشود که حسب و نسب اصلی است  
 عاریتی نیست پس تعظیم و تکریم ایشان بر همه متان واجب است و مردم عاقل و فاضل در هر باب  
 مستعد میشود اما بد نمیشود که بجز فرزندان حضرت رسالت پناه علیه السلام نیست چنانچه حضرت  
 رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم فرموده اند الصالحون لله والطالحون لی و دیگر فرمود  
 افتد و ابی کتاب الله و عترتی چنانچه امام شافعی گفته اند  
 لو کان الرضی حب آل محمد فلیشهد بالثقلان انی وارضی  
 برین معنی حب بر عترتی داشته گفته اند و ملفوظات خود و در کتابهای دیگر حضرت بندگی  
 مخدوم قدس الله سره فرموده افضل الصحابة البکیر و افضل الاولیاء علی بن ابی طالب







است و بیان عارفان در روح است از خودی گوید بجز کشف و دیگران در علم و کتبهاست  
 ماسلف مقابل میگویند حضرت قطب میفرماید که بیان تصوف بر کسی مسلم باشد تا که به مقتضای  
 شرع موافقت باشد چنانکه درین بیت گویند -

اینهاست

امر تصوف به فقهها سپرد  
 حکم سیادت بجماعت سپرد  
 گر چه سیادت به نسب بود باز  
 بهر جماعت پس من کار ساز  
 گر به نسب بود سیادت شریف  
 بود عقاید به جماعت ظریف

والله اعلم حکیم -

بدان اسے عزیز و کتبها سے محققان آرنند کہ امام حسن علیہ السلام بر بام مسجد گریه میکرد و می گفت  
 خداوند از من درکم و رو دکالنے و روده مرا آتش و دوزخ پر کن و نماز سے میگرد چون خواجہ حسن  
 بصری آمد شنید کہ بر بام کسے گریه میکنند گفت گناہگار است کہ فرجه یافته است کہ بر بام مسجد گریه میکنند  
 میخواست کہ بر دود و دہ بن باز گفت وقت او چه غارت کنم کہ این زمان استغفار شود حسن علی فرمود  
 آمد حسن بصری بر پادشاه افتاد و گفت چه بود کہ چنین گریه کردی این چنین علی دار می کہ بدست  
 وفاطمہ داری کہ مادر تست و رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم داری کہ بدست ترا تمام نیست  
 کہ برایشان کفایت کند امام حسن علیہ السلام فرمود آری برین کفایت است اما در آن وقت  
 کہ این آیت نازل شد **وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ** یعنی بہترین خویشتانندان خود را  
 کہ نزدیک تواند از تو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم فاطمہ را طلبید فرمود لا متکلی علی  
 شفاعتی بعد اہلاک تکمہ کن از شفاعت من زیرا کہ آیت چنین نازل شدہ است **وَ اَنْذِرْ**  
**عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ** حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم فرمود بدستی کہ شفاعت  
 من بعد ہلاکت است یعنی اول گناہ بروے ثابت کنند و اورا موجب دوزخ کنند بعدہ شفا  
 من بکار آید اسے حسن بصری چون حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم فاطمہ را چنان  
 گفتہ باشد کہ با کجا حسن بصری گفت این حسن فرزند رسول خدا است چنین میگوید بیچارہ حسن بصری



راجه حال به تذکره بر وقت امام این نوع ترس حق تعالی بود اکنون بعد از آن است  
او کمتر باشد

مناجات

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ وَآلِهِ  
فان تعزف فانت انك كل  
مقرّاً بالذمّ وحبّ قتل دعاك  
وان تعزف فمّن به حمد دعاك

و میگوید صوفی را به سخن و بیست و سه مرتبه بسیار میخواندند و درین یکی از آن طریقی گفته شود  
که صوفی را صاحب صفت است صوفی را از صفات گرفته اند و در حرکت و ادراک اشیا میگردند  
صوفی را در دل صفات است و در ظاهر قابل کند تا این صوفی گفته شود که شوق حق را به  
میگوید صوفی را از صفت گرفته اند که با این ایشان گوئیم بود همین را تیر صوفی گویند که در ایشان  
میگویند خدا را الله علیه و عظیمه

بدان است هرگز و استحقاق بعضی الهام میگویند هم رسول الله صلی الله علیه و آله  
و سلم ابوطالب ایمان نیاورد و او را از جهت بزرگی خود که فکر نمیداد چون گوئیم اما تحقیق شایسته  
بود که در خبر آخر الزمان رسول الله صلی الله علیه و آله است که بعد تولد حضرت خورشید مروی از او  
ساخت و شایسته آن حضرت در کتبهاست و آورده اند که ایمان باطناً آورده بود و حضرت علی علیه السلام  
را فرموده بود که بروایمان بیام ازین جمعی بگو بیان موافق روایت است و واضح کرده شده و  
است ایضا میگویند بقرآن انک لا تخلف علی من یحبک و لا یحبک الله یحبک من یحبک  
یعنی دوستی تو راه نه نمایی کسی را که دوست داری و لکن الله تعالی راه نماید کسی را که خواهد  
راه بیاورد که راه است مستقیم و غیر مستقیم آری هر دو راه حقیقت حق تعالی می نماید  
که فیصل من یشاء و یخلف من یشاء و انک گویند این آیت انک لا تخلف علی  
من یحبک در حق ابوطالب نازل شده است و او را نفع نکرد گوئیم مخالف قید است  
بعینه گویند در حق ابوطالب نفع نشده و لا بدست بعینه گویند عام است اما توان گفت که  
در حق ابوطالب نفع شده است و خواهد شد در صحیح مسلم میگوید رسول الله صلی الله علیه و آله است



من ادب بسیار نفع کرده و در آخرت هم خواهم کرد و عین حدیث می آریم تا ترا شکل نشود و عین ابن عباس بن عبدالمطلب آنده قال یا رسول الله صل علی نقعت اباطالب بشئ فانه کان یحورطک و یغضبک قال صلی الله علیه و آله و سلم نعم هو فی ضحضاح من نار و لولا انما کان فی النار کما انما کان فی النار فی سر وایت فانه کان یمنصرک و فی حدیث قال نعم و حدیثه فی عمرات من النار فاخرجته الی ضحضاح و عن ابی سعید الخدری ان رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم ذکر عندک عجمه ابو طالب فقال صلی الله علیه و آله و سلم لعلم ینفخه شفاعتی یوم القیمة فیحمل فی ضحضاح من النار یغلی منه و ما عند البهین باشد و دیگر سخن ترا بخویم و حق رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم ابو طالب گفت قل کلمة احاج بها علی ربی یخواست که بخوید ابو جهل و کافر و دیگر گفت تو گشت دین عبدالمطلب آذن پوشیده گفت بدین طریق که انا علی ملة عبدالمطلب عبدالمطلب ایمان پوشیده آورده بود او میداشت اذن گفت انا علی ملة عبدالمطلب پس ایمان آورده است بعد از آن وقت باشد کقوله تعالی گفت انک لکنهدی الی صراط مستقیم ایمان عبدالمطلب تو ایخ صریح است صراط الله الذی له ما فی السموات و ما فی الارض الا الی الله یتخیر الامور و در تفسیر و کتبهاست محققان می آرند که رسول الله علیه السلام بعد فتح مکه طلب مغفرت مادر و پدر و او و در یعنی عمو ابو طالب گردن نهی شده بعد اذن زیارت ایشان خواست اذن داده شد در مقبره رفت فرمان آمد مادر و پدر و او در را طلب کن رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم گفت یا اماه یا اباة یا عماه هر یک بلیک گفتند و زنده شدند برخواستند رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم گفت هل وجدتم ما وعد ربکم حقا قالوا نعم و وجدنا ما وعدنا ربنا حقا رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم فرمود دانستید من نبی حقم گفتند آری دانستم رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم فرمود قولوا لا اله الا الله محمد رسول الله هر سه طیب گفتند و در قبر رفت خفتند ایمنجا کلام است فقها گویند این ایمان باس است قبول نیست که حق تعالی گفته فلتم یأتکم ینفعهم ایمانهم یا





سَرَّ أَوَّابَنَا طَسَّتَ اللَّهُ الَّتِي قَدْ خَلَّتْ فِي عِبَادِهِ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكِفَى وَنَه

بیکر میگویند که این نوع چون باشد که رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم استغفار خواند بعد معلوم

شده بود که ایشان بغیر کلمه گفته مرده اند چنانچه حق تعالی گفته است مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ

أَقْرَبُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولَىٰ شَيْءٍ عَلَىٰ مَنْ بَعَثَ أَتْسِينَ لَهْمُ أَهْمُ

أَحَبُّ الْحَيِّمِ ه گوئیم حق تعالی گفته است لَمَّا سَرَّ أَوَّابَنَا طَسَّتَ بَاسِ اِیْمَانِ آوردن درست

نست و ایشان وقت باس ایمان نیاورده اند بلکه بعد رفع آن ایمان آورده اند یا آنکه وقت

باس ایمان نفع نمیکند از جهت اصرار به حکم شرع اذان وقت مایه و ضرورت اذان و حکم اسلام جاری

داشته از غسل و کفن و صلوة و غیر ذلک مراد باشد از کسی نمیشود و چون بخرد آنکه کسی است اند چون نفع

کند شریعتا قاضی چون کلمه بکند لا بد بین گویند حکم با ظاهر - دیگر توجیه به نظر ایشان بیان کنیم که خاصه

رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم هم باشد بسیار خصایص رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم را بود

است بیکه این هم باشد - و یحیی و لقرنیک ینفعهم ایمانهم لَمَّا رَأَوْا مَا سَرَّ أَفْتَا است

و ایمان قوم یوش قبول شد که الْأَوَّلُ یُوشِجَ لَمَّا أَهْمُوا أَكْثَرًا عَنْهُمْ عَذَابُ الْآخِرَى

فِي الْآخِرَةِ الدُّنْيَا وَتَسْتَعْمِلُهُمُ إِلَىٰ حَتَّىٰ هَذَا اذْهَانِ كَلِّ قَوْمِ یُوشِجُ شُود

پس اذان کس رسول الله که حبیب الله است اگر شود چه عجب باشد تا آنکه رسول الله صلی الله علیه

و آله و سلم را میگوید وَلَا تَلْنَنَّ كَصَاحِبِ الْحَوْبِ وَاذْ نَادَى وَهُوَ مَطْوُورٌ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ را شرف بر

یوش و فضل در مراتب نبوت است نه در اصل نبوت در آن همه برابر اند و امت محمد صلی الله علیه و آله وسلم

را برابر امت قبل است امَّةٌ وَسَطًا لَتَكُونُنَا شَهْدَاءَ عَلَى النَّاسِ هَمِنْ بَيَانِ مِکْنَدِ بَاسِ

میگوید کَتَشَفَّخْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ... و اما اگر در حق ایشان شود هیچ عجب

غریب نباشد - و آنکه گفته است مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ أَقْرَبُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولَىٰ شَيْءٍ عَلَىٰ مَنْ بَعَثَ أَتْسِينَ لَهْمُ أَهْمُ

ممنوع اذان شد باز ماند براس زیارت رفته بود شرع گفت ایشان را طلب کن ایشان را بگو رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم



بر حکم فرمان گفت درین جا چه آید هیچ چیز نیاید هیچ مناقض نباشد بیان آیت و حدیث تکیاید  
که فهم بجای غرض بیان شرح است پوشیده نیست این حیات دوم شده بود بعد حیات ایمان آورد  
اندیج باس نمائده بود مع ذلک افتخاف علماء است والله اعلم تا هر چه حکم شود و اما ظاهر هر که برین است که  
بیان کرده شده است تا چار دانگ لَقَدْ هَدَىٰ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ درست باشد و قایده تمام  
میدهد۔ والصحة توشیحات یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين  
هم از بهر این معنی امر باشد۔ در عقاید میگوید الشقی قد سعد والسعید قد شقی همین بیان میکند  
چنگ به دامن مرشدان هم از بهر این سر میزنند در خدمت ایشان هم از بهر این معنی باشد امار  
صلی را اعتبار تمام است اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ شَرِیْبٌ مِّنَ الْحَمِیْنِ همین اشارت میکند۔ در  
شرعت الاسلام میگوید مردم را باید که در حیات و موات جوار صلحا و درویشان باشد زیرا که تاثیر  
برکات ایشان میرسد و از صحبت فاسقان حیات و موات احتراز کند که شومست آن اثر  
کند لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُولًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ هم از بهر این  
معنی تهید یافته است یقین بدانی و خود را یکی از بنده گان اهل الله گردانی تا از ایشان ترا  
گیرند که من احب ما احسن معه شایسته است فافهم و اغتفر۔ بدان اے عزیز  
اصحاب طریقت و حقیقت آنست که چند اصطلاحات و رموز است محققان درین رساله مثبت  
یافته است و نوشته شده است لیکن شمه از آن طفیل مشایخان کبار و علما باشد و یدار فی محله فرموده  
اند بعد ما بر تل خویش از آنجا کشیده درین رساله همان چیز را با زیادت و نقصان و فقدان اظهار  
کردیم و چند محل هم بر قانون آن اصطلاحات گفته شده و اگر فکر کنی و عبرت یابان نظر بینی  
بدانی که این جمله معانی اسناد متنبط است و همین متدل است همه آنچنان بیابالی هیچ مخالف سلف  
فلف نیست و هیچ مشکل تا مفهوم نیست مگر چند محل سطرے باز گونه سخن مقلوب نوشته ام از جهت  
تمثیل که معنی ظاهر خوب میشود و چند کلمات حضرت قطبی که مستهجاب و متشابهاست از اسرار  
تحقیق منمیس یافته است نیکو شرح کرده ام و موجب این قول ابوهریره هم باشد که او میگوید







و بت مقصود و مطلوب را گویند و بدین اعتبار بر الله تعالی اطلاق توان کرد یعنی مرا طعنه مکن بپیر و  
 حال خدایتی کرده زیرا که اینها فرق نیست میان بتگر همان بتگر را بت میگویم و می پرستم و بتگر را اینها  
 نیست صانع و مصنوع اینها ظهور دارد در هم صانع است فحسب و هموار میسرستم عبادت میکنم  
 و هم را وجود نمی بینیم و نمیدانیم پس جاست طعنه باشد و نکند سخن بر حسب اصطلاح میگوید و الا نه تو و من  
 همه بربک راه پرستیم و اگر کسی را دین بت ظاهر بخانه میبیدارد و بگوید پس طعنه خواهیم کرد و منع خواهیم  
 فرمود زیرا که اینها اگر چه بران نسبت فرق باشد که نظر بر صفات الله کنیم اما منع از عبارت آمده  
 است الله تعالی گفته است وَمِنْ آيَاتِهِ الْيَلَّ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا  
 لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ  
 چون پس طعنه کنیم منع نفرمائیم و اگر این بت پرستی کافر شوی اولیای اصحاب النار هود  
 فیهما خلد و نه که گردی اینها فرق کن یا ممکن اما این بت پرستی بکنی یا کنی اما این بت پرستی  
 کنی عباد الله و عند الناس ملعون گردی کافر شوی ایمان بر باد و می لغوز با الله من ذلک و گفته اند  
 فرقی نیست میان بت و بتگر بتگر همه چیز تواند کرد و بت هیچ نکند و اگر عالم محو و فنا مرداری پس هم  
 بتگر میشوی که همه چیز اثبات میکنی خود را و بت را و بتگر را باز بت پرستی را زیادت بران بینی چون  
 فرق نمیکنی همان باشد کبر مقتا عند الله ان تقولوا لا افعلون هر چه که شود گوشتا بت  
 پرستی کردن خواهیم و او بتگر را پرستید اگر چه فرق کنید یا نکنید اما بت اعتراز کنید فاجتنبوا الوجوه  
 مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ لا تحفظوا الله غیور میشوین بدین امر بین شده است  
 و آنکه گفته اند -

منصرع

ندیدم جز وجودش هیچ دیگر

پس خود را برای چه می بینی و بت و نام بتگر برای چه می گیری خود را فانی گردان و بتگر را ثابت  
 کل شیء هالک الا وجهه و یا آنکه هیچ وجودی نمی بینی اما قول و جهنک شطر المسجد الحرام  
 تا آیت امر بدین شده است تا استغفر لک امرت چنانکه قصه از بت تراش و ابراهیم بت شکن



معلوم است اکنون زبان را بس کن اقطع لسانک ایها الصوفی چنانچه خواب نظام الدین  
اولیا فرماید -

نظامی این چه اسرار است که فاطمہ زینب زادی  
کسی کشتن نمی داند زبان کشتن زبان کشتن  
اگر چه مراد بدانند یا ندانند رعایت شرع واسطه فرموده زبان را در کشتن و اگر زبان چه اسرار است  
و این چه جمال نمودنی نیست که اظهار کنی زیرا که فرموده اند خیر انکلا و ما قتل و دل و گفته اند کلام  
الناس علی قدر عقولهم و من عرف الله کل لسانه شام برین شده است و لهذا  
برین حدیث رساله اصطلاح صوفیان به اتمام رسان - قال النبی صلی الله علیه  
واله وسلم مثل امتی کمثل الغیت لا یدری اوله خیر او آخره و بعضی میگویند فی حدیث  
کمثل المطر است میان مطر و غیث یعنی فرق کرده اند مطر باران بدرا میگویند و غیث  
باران نیک رومی نامند بسیار سوال و جواب درین حدیث میکنند در اول است سابق اصحاب  
انداخر مهدی از ایشان شرقاً و غرباً باز اسلام و عدل آشکارا شود و هیچ کس فقیر نشود همه غنی  
شوند که اول باران گیاه براسه مویشی را شود آب براسه همه را ذخیره گردد و لایسری اول خیر  
او آخره لا بد طرفین برابر باشد در اول غل بسیار بود و در آخر غل بسیار شود و در قریب اول باران الله  
بود کثوفات بدان بسیار باشد و در آخر قریب تا قیامت میباید حکم قیامت میگردد کثوفات  
بدان سبب میگردد - حدیثی گفته است اناسید و لا آده و لا افتخار و جائے گفته است  
فخر بسیار معنی است که پیشتر بیان او گذشت است اما یکے ہمیں میگویند که پیش از معلوم  
آن مرتبه رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم فرموده اند چون معلوم شد فضل خود بدین اعلام کرد و این  
هم باشد لایسری اول حال لکل واحد منهم و آخره بدین که اول حال عمر در  
آن سبب و شہوات می گذرد و آخر به توبه و استغفار میگذرد و اول حال مغفور مرفوع القلم آخر حال  
ترقی و عروج و تحصیل مقامات ماالغایت قال الرجوع الی البلاء بیت طرفین یکے میشود

مع این بیت از حضرت نظامی گنجوی است نه از حضرت نظام الدین اولیاء



یکمی باشد بر حکم هل جزاء الاحسان الا الاحسان در عوارف میگوید بیهیقا و تجلیات که ترا شود

در دنیا بهتر از آنکه دو رکعت نماز بگذاری زیرا که آن آمدنی است و آن موازین این است پس این باید تا آن بسیار بیاید - اول حال سیریلوک آخر حال عذب و خروج اول حال مسکرو آخر حال صحو -

و اختلاف میان این مقامات که معلوم تو شده باشد بسیار جا گفته آمده ایم و میگوئیم و باز تکرار میکنیم -

بعضی گویند که این فصل در حد و سکر را بر محو مرتبه بنهند و بعضی عکس این فرمایند لایدری اوله

خیر اعم آخره باشد اول است صحابی که مشهور اند که نقاش حسن الامداد و الله ما طلعت الشمس

والا غربت علی احد بعد النبیین افضل من اصحابی و آخر امت مهدی خاتم المادلیا که شرفا

و غربا در وقت او همه سلمان باشد آنچه تقدیر حق تعالی باشد خواهد شد بیان این میکند - اما تو حیات

را نیکو میدانی پس در استغفار بر جاده شرع و پس روی عالمان عامل جهد بلیغ بکن و بیان محققان

و ذکر فکر بمطالعه مشغول باش تا ترا همین کلمات و انس شوند که صحبت موثره گفته اند الا

ان الله یکن شیء تحیط عیان این همه کرده است و یحاط مرکب الله نفسه و الی الله المصیر

و گفته اند کل ذنب مغفور سوی الا عرض عتی پس به عجز و بیچارگی مقرب باش که حق تعالی عفو میکند

چنانچه درین بیت عارفی خوش اشارت کرده است

سبحان خالق که صفاتش ز کبریا بر خاک عجز میفکند عقل انبیا

گر صد هزار قرن همه خلق کائنات فکر ت کنند در صفت عزت خدا

آخر به عجز معرفت آیند کله آله دانسته شد که هیچ نه دانسته ایم ما

العجز عن المعرفة معرفة مصرع

هر چه خواهی بکن اے دوست مکن یار دگر

ان الله لا یخفی عن یسیر کیه و یخفی ما رءون ذلک لمن یشاء و همین بیان

میکند پس همین نوع آنجا گفتن بهتر است که دانسته که هیچ نه دانسته ایم ما - اکنون بدین بیت

شیخ سعدی اتمام کن زبان را اگر دار قطع لسانک ایها الصوفی تا به نظر محققان برادر



## بیت

است که پنجاه رقت و در خوابی مگر این پنج روز دریایی

چون که مراد از پنج روز هم هفته است که مردم روز سه تولد میشود و روز سه که وفات میکند آن هر دو روز سه نمی شمارند پس باقی هفت پنج روز ازین قلیل المدت است یعنی پنجاه سال عمر تو گذشت باقی این پنج روز عمر تو اندک مانده است بارسه این را دریا و دریا بهر دست غبار شغل بامش - مَنْ تَابَ وَصَحَّ وَعَمِلَ عَمَلًا حَقًّا قَدْ لَبَّىكَ

يَا بَنِيَّ اللَّهُ تَبَا تَعْبَهُ حَسَنَتٍ وَوَفَاتِ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

الحمد لله الذي هدانا لهذا نفق وما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

اللهم ارزقنا ذلک الکرامات بحرصت نبيک وحبیبک ورسولک خاتم النبیا

عليه السلام - الحمد لله الذي تتم بنعمته الصالحات واشهد ان لا اله الا الله

وحده لا شریک له واشهد ان محمدا عبده ورسوله - برصیت یا الله مر باد

محمد بر رسول ادب الاسلام وینا واشهد ان الجنة حق والنار حق والميزان

حق والصراط حق والساعة حق وان لقاء الله تبارک وتعالی حق وان

الساعة انسية لا ريب فيها وان الله يبعث من في القبور - واستغفرک

وانتوب الیک - واخبر دعوتک ان الحمد لله رب العالمین - وَتَتَكَلَّمْتُ

مَرَّتَ بَاتِ جَدُّ نَادِعْدُ لَا لَمْ يَلْبَسْ لَمْ يَكَلِمْتُدْجِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

مَتَمَّتْ



## بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱ الحمد للہ الواحد الاحد الغفور الغفار والصلوة والسلام علی  
رسولہ سیدنا محمد علیہ الرؤف الرحیم الکریم الخمار وعلی آلہ  
الطیبین الاطہار واصحابہ البہارۃ الاخیار صلوة وسلام  
کثیرا متواترا داما للیل والنہار۔

۲ حضرت سلطان الاول سید محمد حسینی کیسودراز خواجہ بندہ نواز قدس سرہ فرزند  
کے فرزند اکبر حضرت سید الشادات سید محمد اکبر حسینی علیہ الرحمۃ کی کثیر المنفعت کتاب تہذیب الامت  
الصوفیہ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے اجداد کی یہ دو سری تصنیف جو کتاب التوحید نام  
موسوم کی گئی ہے کتب خانہ دوستین گنگر گڑ شریف کی جانب سے طبع کرائی گئی اور شائع کیجاتی ہے۔ یہ سہار  
غزید اور نہایت محترم کرم فرما نواب حبیب محمد صاحب صوبہ دار صوبہ گنگر گڑ شریف دام محمد حم کوثر بھانہ  
و تعالیٰ اجر علیم مرحمت فرمائے کہ ادنیٰ خاص توجہ فرمائی گئے باعث رفہم فراہم لگئی اور یہ کتاب مستطاب  
طبع ہو سکی اور میرے خاص عنایت فرما سولانا احاطا قادی محمد حامد صدیقی صاحب سلمہ لشد قادی پرنسیر  
دینیات گنگر گڑ کالج و مہتمم اعزازی مدرسہ و کتب خانہ دوستین کے عہد اور علم و فضل کو خدا سے ذوالجلال و عزت  
فرا دے کہ انہوں نے اس بارہ میں نہایت گہری دلچسپی لی۔

۳ تہذیب الامت مطالعات الصوفیہ کے مقدمہ میں ہم نے حضرت سید محمد اکبر حسینی قدس سرہ تصنیف  
کتاب مذکور کے سوانح حیات کو مختصر کہ بیچ بیچ مل کے لکھ دیا ہے اور انکی تصانیف کا فکر بھی مراحت سے کر دیا  
اسلئے لب بکر لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ  
عقائد اہل سنت میں ایک رسالہ خود تصنیف کرنا چاہا تھا مگر جب انہیں معلوم ہوا کہ انکے فرزند نے اسے  
میں ایک رسالہ لکھنا شروع کر دیا ہے تو خود اپنے ارادہ کو ترک فرما دیا اور فرمایا کہ محمد اکبر حسینی کی کتاب کافی ہے  
چنانچہ جب یہ کتاب تکمیل کے بعد حضرت بندہ نواز کے نظر مبارک میں پیش لگئی شرف قبول سے مستطاب  
و کتاب سولل و جواب کے طرز پر لکھی گئی ہے اور عقائد اہل سنت میں بے مثل کتاب ہے۔ تاہم ضروری مسائل میں



یہ سب سے پہلی اور نہایت صاف صاف اور قائم مقام کتاب ہے۔ اس کے گئے ہیں۔ یہ اس کتاب سے دو تین سال  
 کے بعد لکھی گئی ہے اور علم کلام کے ذوق مباحث سے اتر کر کیا گیا ہے۔ دوسرے نام کے عقائد  
 میں بہت کم بحث کی گئی ہے البتہ اس کتاب میں جو کچھ علامہ مخدوم کی تفسیر کتاب ہندوستان اور اہل  
 میں بہت صفا اول بھی اور علماء کی جماعت میں معتزلیوں کے عقائد کے سبب سے سبب سے رہا کرتے  
 تھے اس لیے حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے اس کتاب میں جا بجا ان کے عقائد پر ملاحظہ بحث کی ہے اور  
 ان کی غلطیاں کتاب و سنت سے ثابت فرمائی ہیں۔ ایک بات اور بھی ہے جو یہاں خاص طور پر قابل  
 ذکر ہے۔ عقائد اہل سنت میں تقریباً جو سب سے زیادہ کتابیں (مثلاً عقائد نسفی) عقائد غصیدیہ  
 شرح عوائد۔ شرح مقاصد وغیرہم) جو کچھ علماء متکلمین لکھی ہوئی ہیں اس لئے ان میں سبب سے پہلی بحث  
 و ملوک سے کوئی بحث نہیں کی گئی ہے۔ کتاب العقائد کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں حضرت  
 مصنف نے یہی طریق اور طریق وصول الی اللہ کے سبب سے اصل بحث کی ہے اور نہایت پاکیزہ  
 اور مختصر طرز میں اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

۴۔ یہ کتاب مصنفین کے طریق پر حضرت مسیح موعودؑ نے اس کتاب میں از ابتدا  
 تا انتہا اپنا نام نہیں لکھا ہے اور نہ کتاب کا اور تذکرہ نویسوں نے بھی اس کا کوئی نام نہیں لکھا بلکہ جہاں  
 ان کی تصانیف کی تفصیل لکھی ہے اس کتاب کے متعلق صرف ”کتاب اور عقائد“ لکھنے پر اکتفا کیا ہے  
 کتاب کا کوئی نام تو ضرور ہونا چاہیے اور مصنف علیہ الرحمہ کا تو یہ کردار نام مجھے کسی ذریعہ سے معلوم نہیں ہو سکا  
 اس لئے اس کا نام کتاب العقائد تجویز کیا گیا اور کتاب پر بھی نام طبع کرایا گیا۔ مگر یہ تحت سبب سے  
 جواب حبیب محمد صاحب اور جناب کرم مولانا محمد ہادی محمد صاحب نے اس نام کو  
 پسند فرمایا ہے۔

۵۔ حضرت مصنف قدس سرہ نے کتاب العقائد کو تحریر کرتے وقت جن جن کتابوں کو پیش نظر رکھا  
 اور ان سے استفادہ کیا اور ان کے نام اس کتاب میں درج کئے ہیں ان کی تفصیل ناظرین کرام کی دلچسپی کا ضرور  
 باعث ہو گی۔ (۱) تفسیر الخائف تشریحی (۲) تفسیر کبیر نام رازی (۳) تفسیر کتاب علامہ زنجیزی



(۱۲) تفسیر عالم الغفریل (۵) بخارہ شریف (۶) معارج (۷) مفتاح شرح معارج (۸) نوار الاحیاء  
 (۹) عقاید لطیفہ (۱۰) اعتراضات شرح عقیدۃ امام احمد رضا الدین (۱۱) تمہید ابواللیث سمرقندی (۱۲) تمہید اشوگر  
 سالی (۱۳) شرح عقاید لسانی علامہ تفتازانی (۱۴) شرح مقاصد علامہ تفتازانی (۱۵) شرح موقوفہ علامہ  
 سید شریف جرجانی (۱۶) صیغہ ائیم در عقائد از علامہ سید شمس الدین (۱۷) ترجمہ بروندی (۱۸) معرفت  
 (۱۹) سراجی (۲۰) فقہ اکبر امام ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ (۲۱) رسالہ امام ابو الفضل کرمانی (۲۲) تاج الاسرار  
 (۲۳) شرح آثار نمبرین (۲۴) در البحر (۲۵) تجرید (۲۶) مزید (۲۷) فتاویٰ طبری (۲۸) فتاویٰ بریلانی  
 (۲۹) عمدۃ الابرار (۳۰) قوت القلوب (۳۱) تعرف (۳۲) رسالہ تشریح (۳۳) عوارف المعارف  
 (۳۴) علم الہدی (۳۵) کشف المحجوب (۳۶) احیاء العلوم (۳۷) نہایت الاہتمام فی علم الکلام (۳۸)  
 فصل رازی (۳۹) کفایہ شعبی (۴۰) شرح حاشی (۴۱) مفتاح المسائل -

۴ - یہ سب کتابیں اوس وقت شمالی اور جنوبی ہند میں موجود تھیں اور اوس زمانہ کے علماء  
 پیش نظر کرتے تھیں اور حضرت مصنف علامہ علیہ الرحمہ نے کتاب العقاید پر جو تفسیر کر کے وقت انہوں  
 پیش نظر رکھا تھا - ان میں متعدد کتابیں فی زمانہ ہمارا اور الوجود بلکہ مفقود ہیں اور اس زمانہ کے علماء اور  
 بے خبر ہیں - کتاب العقاید مجملہ شریف میں ۸۰۵ اور ۸۱۰ کے درمیان تصنیف کی گئی۔  
 شرح عقاید لسانی کو علامہ تفتازانی نے خوارزم میں شعبان ۷۸۸ھ میں اور شرح مقاصد کو سمرقندی ۸۱۰ھ  
 میں تصنیف کیا اور شرح موقوفہ قریب قریب اوس زمانہ میں شیراز میں تصنیف ہوئی۔ اوس زمانہ میں  
 علم کی فراوانی اطلب علم کے شدت شوق اور شغف کو دیکھئے کہ تصنیف کیے جانے کے محدود سے چند  
 ہی سال بعد یہ کتابیں خوارزم اور سمرقند اور شیراز سے نہ صرف شمال ہند بلکہ جنوب میں مجملہ شریف تک  
 پہنچ گئی تھیں اور ملک کے علماء اُن سے فوہ مستفید ہو رہے تھے اور طالبان علم کو مستفید کر رہے تھے  
 اور کتاب العقاید کو لکھتے وقت حضرت سید محمد دوم محمد اکبر حسینی نے انہیں پیش نظر رکھا تھا۔

۵ - کتاب العقاید کا ایک قلمی نسخہ مرقوم ۹۰۸ھ میرے پاس موجود تھا۔ ایک جدید الخط نسخہ کتب خانہ  
 روشتین سے میرے پاس آیا اور ایک جدید الخط نسخہ مجھے میرے ایک غماز شاہ حیدر علی صاحب سے



ہاتھ ان تینوں کے باہم مقابلہ سے جقدر ممکن ہو تصحیح کی گئی اور مشورہ کے لکھے ہوئے نسخے سے جہاں جہاں  
تفاوت تھا حاشیہ پر لکھ دیا گیا۔

۴۔ کتاب الفقاید کی طباعت میں جو دستیں اور دشواریاں سمجھ پیش آئیں اس سے پہلے کبھی  
نہیں آئی تھیں۔ حیدر آباد میں بے شمار اخبارات اور رسائل جاری ہو گئے ہیں اور بیرون مملکت  
حیدر آباد میں طباعت کی دفتروں کے باعث وہاں کے بہت سے رسائل اور کتابیں چھپنے کے لئے  
حیدر آباد آتی رہتی ہیں اور یہ سب چونکہ اردو زبان میں ہوتی ہیں اسلئے کاتبوں کو کاپی نویسی بہت آسان  
ہوتی ہے چنانچہ کاتب کاپی نویس اور مطابع سب کے سب نہایت تارغ البیال اور بے فکر ہو گئے ہیں  
اس کتاب کی طباعت کا کام ایسے وقت میں شروع کرنا پڑا جب حیدر آباد میں اس قسم کی کتاب  
کے طبع کرنا تقریباً محال ہو چکا تھا۔ سب سے پہلے شدید دشواری کاغذ کے ملنے میں ہوئی۔ جس قسم کے کاغذ پر  
مذہب بندہ نواز کی کتابیں طبع ہوتی آئی ہیں ویسا اور اس تطبیح کا کاغذ حیدر آباد میں کہیں نہیں مل سکا۔  
بڑی جستجو اور تلاش کے بعد وہ کاغذ ملا جس پر یہ کتاب چھاپی گئی اور اتفاقاً وہ بھی صرف بقدر ضرورت۔  
اور اس کے بعد کاتب اور مطبع کے ملنے میں دشواری پیش آئی ہر کاتب اور ہر مطبع نے اس کام سے انکار کیا۔  
آخری بڑی مشکل سے ایک کاتب ملے جنہوں نے کتابت نہ صرف خراب قسم کی کی بلکہ پینچ بڑی کتابت کر کے  
کام کو بند کر دیا۔ کاپی نویسی کی اجرت حال میں بہ نسبت سابق کے چالیس بلکہ پچاس فیصدی اور طباعت کی  
مرتبہ پچیس فیصدی بڑھ گئی ہے اور کام کا مہیا بہت گھٹ گیا ہے جبکہ اس کتاب کی کتابت  
اور طباعت سے ناظرین اندازہ کر سکیں گے۔ کامل طور پر سمجھ کر لے سے بھی پہلو تہی کی گئی اور ایک طویل غلط  
شریک کرنیکی ضرورت پیش آئی۔

۵۔ میں اپنے قدیم دوست سید جلال علیہ السلامی سلمی اللہ تعالیٰ کا ہایت مہنون اور شکر گزار  
ہوں۔ کاغذ کی فراہمی کاتب کی تلاش اور مطبع کی جستجو میں انہیں نہایت محنت اور بہت تک و دو سے  
سائرا جزاء اللہ عنا خیر الخیراء  
۲۲ جمادی الاول ۱۳۶۶ھ  
فقیر المذنب خاکسار  
سید عطاء حسین



وَهَذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا

# کتاب العتاید

از تصانیف

حضرت سید الشاهوات قدوة السالکین زبدة الاولیاء صلی بن مخدوم

سید اکبر محمد بن المصطفیٰ سید برکات

قدس الله تعالیٰ عنہ العزیز

خلف الصدق فرزند کبر

حضرت سلطان العرفاء الکاملین امام الاولیاء صلی بن مخدوم

سید محمد بن محمد بن سید خواجه بنده

رحمة الله علیه



بسم الله الرحمن الرحيم

تجدید بخیر و ثناء است بهر چه در هر خداوندی که را که موصوف است به صفات کمال  
و نزهت است از عیب و عیوب و نقصان و زوال و دور و و ظهور بر روضه معطر و دنیا  
و بهتر از صفای شهر زوال الله جل جلاله و سلم که شغوف است با حسن اخلاق و اگر  
افعال و بر باران از که بهترین یاران اند و بر آن او که بهتر است از مهملی.

اما بعد این کتاب است که بر چهار فصل فصل اول در شناختن ذات باری  
تعالی و آنچه او را از ان تمیزیه باید کرد فصل دوم در صفات باری تعالی فصل سوم  
در اسماء باری تعالی که در جواب است و چه خطا فصل چهارم در تحقیق حقیقت ایمان  
و احوال آخرت و این کتاب بر سؤالی و جواب بنا کرده شد تا بر ترتیب ب پیید آید و هم  
او بر عوام آسان باشد و الله اعلم بالصواب

فصل اول

و در بیان شناختن ایتباری تعالی و آنچه او را از ان تنزیه باید کرد

۱. سوال. اگر ترا پرسند که خدا کیست؟ جواب. بگو خداست من خدا نیستم موجودات است

و موصوف است بصفات کمال و منزله از عیب حد و شرف و ال

۲ سوال۔ اگر ترا پسند خداست تو حبیبت؟ جواب۔ بگر چیزی است که بد و چیزی نه ماند





و ادب چیز سے نماز ہو سکتی لاکھا شہداء وائیں گے مثلاً یہ شئی

سوال۔ اگر تراپرسند خدا سے تو کیا باز است؟ جواب۔ بگو سوال از زمان باشد ۳

زمان نام بود کہ خدا سے نہ بود و زمان آفریدہ خدا است و نہ زمانے میں نہیں ہے اسے یعنی

و جو و ادب را آغاز سے نیست و انتہا سے نیست ہمیشہ بود و ہمیشہ باشد و ہمیشہ نیست

سوال۔ اگر تراپرسند خدا سے تو کیا است؟ جواب۔ بگو سوال از جہا است ۴

و جہا آفریدہ خدا است جہا سے نہ بود کہ خدا سے نہ بود و جہا سے جہا سے نیست کہ خدا سے نہ

آتا نیست۔ بہ علم و قدرت نہ بہ تکل و محبت۔

سوال۔ اگر تراپرسند خدا سے چیز ہی بہت؟ جواب۔ بگو نہ خدا سے ہمیشہ بود ۵

و چیز سے با او نہ بود و خدا سے ہمیشہ بہت و چیز با او نیست و خدا سے ہمیشہ بہت و چیز بہت

باو نیست خدا ہمیشہ خواہد بود و چیز سے با او نہ خواہد بود و او تعالیٰ با ہمہ بہت نہ بہت آرا

و جہا از جہا بہت نہ بہت و جہا سے بہت است معنی قولہ تعالیٰ وَ هُوَ مَعَكُمْ اَیْمًا کُنْتُمْ

و جہا سے معنی وار و قولہ تعالیٰ قَا یٰنہَا تَوَلَّوْا ثُمَّ رُجِّعْہُ اِلَیْہِ و یہ آیات کہ برین معنی

وار و است وَ هُوَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ فِی الْاَرْضِ اَیْمًا کُنْتُمْ اَیْمًا کُنْتُمْ بِالْعِلْمِ وَ الْقُدْرَتِ لَا بِالْمَرَاۤجِعِ

و المقارنتہ اگر او با چیز سے نہ بودے آن چیز نہ بودے۔

سوال۔ اگر تراپرسند خدا سے چو نہ است؟ جواب۔ بگو جیون و جیگور بے شبہ ۶

و بے نمونہ اور اچگونگی نیست و چگونگی اور بر بیان کسے نیاید و در طاقت مرد و نہ باشد

سوال۔ اگر تراپرسند حقیقت ذات خدا سے تو جہا است؟ جواب۔ بگو حقیقت ۷

ذات او جہا او نہ اند و در طاقت بشر معرفت حقیقت ذات او نیست۔

سوال۔ اگر تراپرسند خدا سے کہ ام بہت است؟ جواب۔ بگو او منزه است

از ہر جہات او سمیت و جہت ندارد و بیچ سمت و جہت نیست کہ او در ان جہت و سمت نیست

بہ علم و قدرت نہ بہ برابری و نہ بہ مقابلہ۔



سؤال ۱۰ - اگر ترا پرستند چوں او در چپ نیست پس سجده کردن بر اوست او سوسه خانه کعبه چیست  
جواب - بگو بر اوست تعظیم است خانه کعبه بندگان را بفرمود که به پرستند از راجان کعبه نه آنکه  
او در آن جهت و سمت است و مساجد را که سمت ایشان گویند هم بمنی تعظیم مساجد است نه آنکه  
بجایگاهت مساجد خانه خداست تعالی الله عن ذلك علواً کبیراً

سؤال ۱۱ - اگر ترا پرستند خدا را چه صورت است جواب - بگو خدا می منزله است از صورت  
هم صورت با آفریده خداست قبول کردن صورت صفت مخلوقات است بعضی جاهلان از  
کتر امیه خدا را چه صورت آدم می گویند

سؤال ۱۲ - اگر ترا پرستند که در حدیث رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم آمده است که خلاق  
آدم علی صورة التوحید چه معنی دارد جواب - بگو این تشابه است یعنی بر سره میان  
دوران پیمایان و در دنیا جز او کسی نداند و در آخرت بر همه کشف خواهد شد علماء متقدم گفته اند که  
حقبیده کثیر آنچه مراد شد است حق است و خدا را چه صفتی است که عبارت از آن صورت  
نه گفته و گفته است آن تشابه آن علماء متاخرین تاویل کنند صورت را به صفت و حزن را  
به حرمت یعنی آدم و آدمیان مخلوق اند بصفت حرمت یعنی حرمت کرم بشر است در آدم و آدمیان از صفت  
فکر که انسان مظهر حرمت و کرامت باری تعالی است چنانکه دیو و طغریه و غضب خدا است

سؤال ۱۳ - اگر پرستند خدا را چه رنگ دارد جواب - بگو او منزله است و همه رنگها آفریده اوست رنگ  
قبول کردن صفت مخلوقات است و متعالی از همه صفات حدوث

سؤال ۱۴ - اگر ترا پرستند چه معنی است حدیث رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم ایاکم و الموءان فان فهم  
لونا کلون الله یعنی به پرستید از امر و ان که در ایشان رنگی است همچو لون الله جواب - بگو این  
نیز تشابه است علماء متاخرین تاویل کرده اند که ازین لون الله مراد سرعت نفوذ اراده الله است  
در عباد و چنانکه خدا را تعالی خواست خیر و بیان سر از بند و پیدار و بغیر آنکه آن بند را شریک  
شود و خلق اختیار و ضروری تابع در و می گردانید فعل آن در وجود او و در چنان امار و رنگ میری



دارند و مردان بسوی خود خویش برده و تالیع مرا و خویش گردانند اگر چه در آثار ازان شور و بویانه بود.

سوال - اگر ترا پرند خدا سے رو سے چشم دوست دیا و کف - انگشت و تپش و آیدان و ۱۴  
رفق و شستن و خوشن و بر رفتن بر چیزے و فرو آمدن از چپیندے و خند و گریه و دریا و  
جواب بگویند و این همه صفات مخلوقات است - او منزله است از این همه صفات مخلوقات

که این دلیل بر ترکیب و تنهال و تحول و ارد او توالی متعالی است و همه اینها نص و عیب

سوال - اگر ترا پرند و قرآن آمده است **يَسِّرُ اللَّهُ فَوْقَ آيَاتِ يُهْمُ بِلَيْلٍ** ۱۵

میسر و طین و حدیث آمده است **قَالَ الْوَصِيَّةُ بَيْنَ أَصْبَعَيْنِ مِنْ أَصْبَاحِ الرَّحْمَنِ**  
**يَعْلَمُ كَيْفَ يَشَاءُ** و نیز در قرآن آمده است **وَالْأَرْضُ جَمِيعًا خَاضِعَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ**

و نیز در حدیث آمده است **الْقُدْرَةُ أَوْ لَا تَقَعُ فِي كَفِّ الرَّحْمَنِ** و نیز در قرآن آمده است

**فَإِنِّي أَنُفِثُ مِنْ رِيحٍ فَاتِكُ اللَّهُ فَإِنَّكَ يَا عِيسَى وَلَتَصْنَعُ عَلَيَّ عِلْمِي** و نیز در حدیث

آمده است که **إِنَّهُ يَقْضِي قَدْرَهُ فِي جَهَنَّمَ فَيَتَرَدَّى بِعُضْوِهَا إِلَى بَعْثِي فَيَقُولُ**

**يَا رَبِّ وَنِزْوَةٍ قُرْآنِ** آمده است که **الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى** و **يَوْمَ يَأْتِي**

**وَأَمَّا لَكَ صَفًا صَفًا** و نیز در حدیث آمده است **يَجْلِسُ الرَّبُّ عَلَى كُرْسِيِّهِ**

**يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى تَكْرُبَ الْكُرْسِيُّ وَرُضِيقُهُ** و در حدیث دیگر آمده است **يُنْزِلُ الرَّبُّ**

**بَعْدَ نِصْفِ اللَّيْلِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ هَلْ مِنْ دَاعٍ فَاسْتَجِيبُ لَهُ** و **وَلَوْ**

**مَنْ مَسْتَغْفِرُ فَاغْفِرْ لَهُ** و نیز در حدیث آمده است **صَحَابَةُ الرَّبِّ حَتَّى يَكُونَ أَكْثَرُ**

**فَوَاجِدُهُ** و **إِنَّهُ لَيَقْضِي كُنْ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً** جواب بگو

ن  
لینصحنی

این و امثال این تشابهات است و علامات متاخرین تاویل کرده اند و را به قدرت و به

نعمت بر حسب مقام و فیض را به قدرت و اصبغین را بصفت قهر و رحمت و وادون صدقه و

کف حزن قبول کردن آن صدقه و وجه را به ذات و عین را به حفظ و محبت و وضع قدم

بر خالق جدید و انداختن ایشان در دوزخ و آنچه باقی مانده است پر شود و بعضی به کشتن



ایست و اگر و آمدن فراخی او را گرد آورده و هم به آنچه انداخته اند قناعت کند و این دلیل  
قریب تر است از اول و استوی و غیر و غلبه کند که جلوس او را بر کسی باقی نماند و غیر  
و حکم حق در باب آمدن هر چه است و کذا که نزد اول و محکم او به کمال خوشنود و قیاد

۱۶ **سوال** - اگر ترا پرستند خداست و او است و چپا و بالا و فروپوش بر این است یا نه جواب  
بگویند زیرا که این بر صفات حاشا است و سواست عیوب و نقایس است و تعالی منزله  
است ازین و امثال این -

۱۷ **سوال** - اگر ترا پرستند در حق آن آمده است و الله تعالی و سبحان الله تعالی  
یا اَعْصَابُ الْاَلْبَانِ وَاَعْصَابُ الشَّجَرِ **جواب** بگویند نیز متشابه است و تاویل  
یعنی در آیت اول به قدرت و در آیت دوم بر جنت و تاویل شمال بر فهم کرده اند

۱۸ **سوال** - اگر ترا پرستند خداست و اجسم است یا نه **جواب** بگویم مرکب باشد از وجود  
مزایات و آن و ترکیب لیل حدود است و است از صفات حد و ث

۱۹ **سوال** - اگر ترا پرستند خداست و اجسم است یا نه **جواب** بگو اگر برین معنی یعنی که اصل  
وجود مرکبات است نه توان گفت که او تعالی اصل وجود مرکبات نه بود و اگر برین معنی که  
که قائم بذات خود است و وجود خویش محتاج بدیگر نیست نه از روی معنی رد ابا باشد اما از  
روی لفظ خطا باشد که شریح بدان دارد نیست

۲۰ **سوال** - اگر ترا پرستند خداست و اعرض توان گفت یا نه **جواب** بگو نتوان گفت زیرا  
عرض چیزی را گویند که او باقی نباشد در روزمان و خداست همیشه باقی است بذات خویش  
لهم یزال لایزال

۲۱ **سوال** - اگر ترا پرستند باری تعالی متالم به الم می شود و متلذذ به لذت باشد یا نه **جواب**  
بگو نباشد در الم اتفاق است اما در لذت فلا سفسه می گویند لذات عقلیه باشد نه بدین معنی  
که او مخلوق کسی متلذذ می شود اما بدین معنی که کمال و نفس خویش تصور کند شادمان شود و چون  
بمثال



نقصان تصور کند متاثر شود اما اجماع ائمت معتقد بدین است که عالم و لذت به باری تعالی نسبت  
و تقدس را هیچ نیست و چون ایشان غائب را بر شاهد قیاس کرده اند و این که کسی که آثار  
خود را تصور کند لابد از آن غافل شده باشد حاضر آرزو متلذذ شوند او تعالی عالم  
همه کلیات و جزئیات لم یزال و لایزال است غفلت و ذموبی را بوسیله راه نیست  
متلذذ شدن به هیچ وجه بوسیله راه نیست و نیز متلذذ شدن به لذات و لذات بر حد و  
دارد و او منزه است از همه سمات حدوث تعالی و تقدس و کذاک لفظی طعوم در و راجح  
به اجماع ثابت است که خالق و واحد آن باری تعالی نیست و معتقد در این باب همین است  
که ذاتی محصل الرازی و بعضی گفته اند که این جمله نوعی از انفعالات است و او تعالی  
منزه است از جمله انفعالات.

**سوال ۲۲** اگر ترا پسندند خدا را نصف و ربع و بعضی و کل و جز توان گفت یا نه **جواب**  
بگو میتوان گفت که این همه دلیل بر ترکیب و تقسیم کند و این همه دلیل حوادث و زوال باشد  
تعالی الله عن جمیع ذلک علوا کبیرا

**سوال ۲۳** اگر ترا پسندد دلیل معرفت خدا را عز و جل چیست **جواب** بگو عقل است.  
**سوال ۲۴** اگر ترا پسندد عقل چیست؟ **جواب** بگو که عقل نور است که خدا  
عز و جل آفریده است در باطن انسان بدان نور تمیز کند دل مردم صواب را از خطا  
و حق را از باطل

**سوال ۲۵** اگر ترا پسندد جایگاه او کجا است؟ **جواب** بگو بعضی علما گفته اند  
در سینه است اما قول شاه حکما سر و عظام و عاقلان امیر المؤمنین علی رضی الله عنه اینست اند  
که دماغ است و صحیح همین است

**سوال ۲۶** اگر ترا پسندد عقل حادث است و باری تعالی قدیم حادث و دلیل به حادث کند  
به قدیم راه توان برو **جواب** بگو که آن قدیم این حادث را بتأیید نور قدیم خویش







عقل بر علم خویش را و صواب گم کرده بر این خطا و باطل رفت آن را حق دانست و این قهر  
است از خدا تعالی که برابر او قهر نباشد و این را اضلال و طرد و الباعث خوانند  
أَعَاذَ نَا اللّٰهُ وَآيَاكُمْ أَيُّهَا الْإِخْوَانُ عَنْ هَذِهِ الْخُضْرَانِ الْعَظِيمِ  
وَالْحَذِّ لَأَنْ الْحَبِيبِ

## فصل دوم

در معرفت صفات الله تعالی

سوال - اگر ترا پسند صفات الله تعالی بچند نوع است - جواب - بگویم دو نوع است  
ذاتی و فعلی صفات ذاتی آن را گویند که تصور انفکاک این صفات از آن ذات  
متصور و ممکن نباشد چنانکه قدم حیات و علم و قدرت که اگر قدم رود و حدوث  
پیدا آید و حیات رود و موت آید و علم رود و جهل آید و قدرت رود و عجز آید و این  
همه صفات نقالیص است و او تعالی از آن منزله است - و صفات فعلی آنکه تعلق  
به دیگر دارد و صفت ناشیری در غیر پیدا آید و تصور انفکاک او از دایره  
متصور بود چنانکه رزق و تکوین و مغفرت و نیز گفته اند این صفات و انواع بر دو  
نوع دیگر است حقیقی که عبارت از آن پیدا کردن عالم امری ثابت و تحقق باشد  
و اضافی که نسبت باشد میان شیئین چنانکه علم نسبت به عالم و المعلوم و قدرت که نسبت است  
میان قادر و مقدر و اما حیات مثلا و قدم و تقا و وجود و صفات حقیقی که عبارت از سعائی ثواب  
بذات حق و قدیم و باقی و موجود و اکثر و مکهال علم و قدرت را صفت حقیقی گویند بلکه از امهات سبعه  
شمارند و صحیح همین است و این مثال بر قول بعضی است آید و به تحقیق آن هم درین فصل فی محل  
باید انشا الله عزوجل

سوال - اگر ترا پسند صفات الله اعراض است یا ذوات - جواب - بگو عرض نتوان گفت

که عبارت از  
امر ثابت است



نیاید اگر غرض گویند زوال لازم آید و ایشان فرییم اند و قدیم زایل نباشد و ذات نیز گویند  
زیرا چه تعدد ذات قدم آید و آن مذهب نصاری است که ثالث ثلاثه گویند و آن کفر است  
و الحیاة باشد منها و دیگر که ذات باشد تا هم بخود باشد و صفات باری قائم بذات باری نه بخود  
سوال - اگر ترا پس صفات باشد با ذات باری یا در ذات باری گویند یا نه؟ جواب است  
بگو این دلیل بر جلال و تعالی است که و آن روانیت و لیک چنین گویند صفات الله قائم اند  
بذات خداوند نه با و نه در او.

سوال - اگر ترا پس صفات خدا عین ذات خداست یا غیر ذات؟ جواب است بگو  
مذهب اکثر اهل اعتدال این است که نه عین و نه غیر و بعضی گویند همه غیر اند و بعضی گویند  
از اشیا که صفات ذاتی عین صفات تعالی غیر تفسیر آن بالا گفته شده است و معتزله نفی  
نیامد کنند و گویند درین عین ذات باری تعالی را عالم گویند باعتبار تعلق او بمقدور نه از آنکه  
قدور است علم صفتی فاما بذات باری تعالی است زائد بر ذات و معتزله او را عالم بلا علم و قادر  
بلا قدرت گویند و عالم بالذات قادر بالذات هم خوانند و کرامیه نفی قدم صفات کنند تا قول به قدور  
قدم لازم نیاید و این جهالت است چرا که اگر ذات مستعد بود و قدیم گیریم قول بقدم آید و اما اگر ذات  
باری با صفات او قدیم گوئیم قدم لازم نه شود و نسبت بمذهب نصاری نه باشد.

سوال - اگر ترا پس مذهب اکثر سنت و جماعت هیچ بین التقیضین یا از تقاضای تقیضین  
حاصل می آید زیرا چه عین نقیض غیر و غیر نقیض عین جواب - بگو که عین و غیر نقیض نه اند زیرا چه عین  
آن است که مفهوم او با مفهوم شئی دیگر متقارن و واحد بود و غیر آن است که مفهوم او با مفهوم  
شئی دیگر یک نبود و تصور یک با عدم دیگر ممکن بود و این جا قسمی ثالث هم داریم که نه عین  
نه غیر و چون واحد از عشره و کل از جزو - واحد نه عین عشره است و نه غیر است  
مفهوم عشره عین مفهوم واحد نیست و نه غیر عشره است که بی او عشره عشره نباشد و همچنین  
کما ... اینجا بحث بسیار است این مختصر ازین مطول تمکل نتوان کرد و اما یک سخن اینجا



باقی است واحد از عشره جزئی از عشره است و ظاہر است کہ جز بعض از کل است پس اینجا بنا بر جزئیت و کلیت نتوان گفت کہ نہ عین او نہ غیر او فیما بین فنیہ بحث در شے است کہ او نسبت بہ کلیت و جزئیت ندارد و این سوال و جواب نہایت الاقدام فی علم الکلام مذکور است و فہم آن و شوار لا جواب گویند۔

**سوال**۔ اگر ترا پسند صفات یکدگیر عین اند یا غیر اند مثلاً علم عین قدرت است یا غیر قدرت  
**جواب**۔ بگو خیا پنچہ صفات لا عین و لا غیر اند کذا لک صفات یکدگیر نہ عین اند نہ غیر۔

**سوال**۔ اگر ترا پسند یکے از صفات باری تعالی اول و آخر است اول اسم شے است کہ آغاز بد آن باشد و آخر اسم شے است کہ نہایت بد آن باشد و آغاز شے و نہایت شے بد و تعالی نسبت نیست **جواب**۔ بگو اول در صفات باری معنی آن است کہ فردے سابق از ہر موجودات کہ او را بدایتے نباشد و آخر بدین معنی است کہ او باقی باشد بعد فنا سے ہمہ موجودات و او را نہایتے نباشد و ارث را ہمین معنی باید دانست۔

**سوال**۔ اگر ترا پسند یکے از صفات باری تعالی رحمت است و رحمت من حیث اللہیت و تو شرین و میل کردن بود و این در صفات باری و انیت **جواب**۔ بگو کہ مراد از رحمت ایصال ملایم بندگان است بدیشان و این لازم معنی عطف است زیرا چہ در ظاہر اگر ما درک یا پدرے بر فرزندے مہربانی و ایصال ملایم طبع او کند و تو شدنی و میل بجانب او بیاشد و مقصود از او ایصال آن ملایم است حق تعالی از ان میل و نہاشدن منزہ اما معنی آخرین و لازمی او کہ آن ایصال ملایم است همان معنی رحمت باری است و ہمین معنی در عطا و در وف میاید و دانست۔

**سوال**۔ اگر ترا پسند یکے از صفات باری غضب است غضب غلبان جوش و دم است وقت رسیدن کردہ و این معنی نسبت بذات باری ندارد و **جواب**۔ بگو اینجا نیز مراد معنی لازم است و این ایصال غیر ملایم بہ بندگان است وقت قہر زیرا چہ کہ را غلبان و دم



و قوت رسیدن مکر و وی شود و ایصال غیر ملایم بذات منصوب علیه میکند همچنان حق تعالی وقت تهر  
بر بندگمان ایصال غیر ملایم طبع ایشان کند این معنی غضب است و همین معنی در انتقام باری  
باید دانست زیرا چه انتقام میکند است و کینه با باری تعالی نسبت ندارد -

سؤال ۱۱ - اگر ترا پرند که یک از صفات باری حیا است و حیا حجاب النفس عما یقدح مریة  
و عاده و شریعة باشد و این معنی در باری تعالی محال است جواب - بگو حیا در صفات  
باری یعنی باز ماندن از رسول عباد و از راندن ایشان تا امید از حضرت خویش که معنی  
لازم حیا است در ظاهر زیرا چه اگر کسی شرم دارد از کسی مخالف او کار نمی کند و رسول او را  
در دگر اندازد همین معنی آخرین و لازمی حیا مراد است -

سؤال ۱۱ - اگر ترا پرند که یک از صفات باری مکر است و مکر صفت بقیع است در عباد پس  
در باری چگونه روا باشد که او منزله است از همه قبایح جواب - بگو در صفات باری تعالی  
بمعنی جزا و آن که راست یعنی جزای مکرما کران در روز قیامت خواهد داد ایشان را اول حیات  
نیک نماید که ایشان بدان خوش شوند و آخر بعد از نفرت پیش آید جزای آنکه در دنیا با  
مسلمانان مکر کرد و در بطن هر صورت موافق بود و دوست پیدا شده اند و در باطن عداوت خفی و نهان  
داشتند و بدان زیان بار رسانید و اندو جزای مکر را که خوانند چنانکه جزای سینه سیئه  
که جزاء سِیئَةٍ سِیئَةٌ مِثْلُهَا و جزای سینه عدل است و عدل سینه نباشد و این را  
صفت مشاکله خوانند و همین معنی در حدیث باری باید دانست -

سؤال ۱۲ - اگر ترا پرند که یک از صفات باری حیات است و آن صفتی است که نشود نهاد حس  
و حرکت یافتن تقاضا کند و این از صفات باری روا بخود جواب - بگو حیات در صفات  
باری بدین معنی نیست بلکه حیات الله صفتی است ثبوتی که موجب علم و قدرت باشد اگر گویند الحی  
بالمعنی موهب الحیات -

سؤال ۱۳ - اگر ترا پرند که یک از صفات باری سمع است و آن عبارت از اتصال حروف



و اصوات بود بواسطه هوای برتر که گوش که در راه بدماغ دارد و در راه بدل در او در جواب  
بگو سمع باری عبارت است از ادراک مجموعهات بلا توهم و تشبیه نه بواسطه حصول هوا.

**سؤال** - اگر ترا پرسند یک از صفات باری بصیرت است و بصیر عبارت از مقابله مبصر است ۱۴  
بمروک چشم که در راه بدماغ دارد و در راه بدل در او در جواب بگو بصیر باری عبارت  
از ادراک مبصرات است بغیر حاسبه بصیر ادراک تمام و کمال.

**سؤال** - اگر ترا پرسند علم غیر سمع و بصیرت یا عین **جواب** بگو غیر است زیرا چه ۱۵

تفرقه می یابیم میان آنکه گوئیم نه بینیم و نشنیم و یا آنکه گوئیم دیدیم و یا شنیدیم پس معلوم شد که صفت آنکه گوئیم و نشنیم  
سمع و بصیر صفت علم باشد و بعضی علم بمجموعات در اسمع و علم بمبصرات را بصیر خوانند.

**سؤال** - اگر ترا پرسند بصیر و سمع چون صفت باری بود و قدیم و ازلی بود در ازل مبصر

و مسموعات نه بود اگر گوئی بود و قدیم و ازلی باشد و الا بصیر آید بغیر مبصرات و سمع بغیر

مسموعات همچنین قدرت و علم ازلی اند و معلوم و مقدر و ازلی بود پس قدرت به مقدر

و علم به معلوم آید و آن محال است و گرنه قدم معلومات و مقدر و رات و مسموعات و مبصرات

لازم آید **جواب** بگو این صفات بالقوه بذات باری تعالی ثابت و محقق است در ازل

اما چون باراد و حکمت و اختیار خویش مسموعات و مبصرات و معلومات و مقدر و رات

را پیدا آور و تعلق آن علم بدین معلومات و قدرت بمقدر و رات و سمع بدین مسموعات

و بصیر بدین مبصرات بالفعل حاصل آید.

**سؤال** - اگر ترا پرسند پس تعلق حوادث بقدیمات آید از ان تغیر و در قدیم آید که از ۱۶

نوع فعل آید و حدوث تعلق فعل به و شد که آن بود **جواب** بگو از صفات اضافیات است این

تغیر اگر در صفات اضافی آید تغیر در ذات باری تعالی تفاضله کند و آن نسبت آن اشیا

حادثه بودند به ان صفات قدیم و این اصل و کائن در همه صفات فعلی و اضافی راجع است

بباید دانست این مخلص کبیر و اصل شریف در شرح عقیده حافظ صاحب عقیده

در کتاب عین لفظ همچنین است و در کلام خود آورده است لهذا این لفظ مشکوک نماند.



و اگر چه است و همین سوال و جواب در خلق و ارواح و مشیت می باید دانست و این دلیل  
 است و دلیل و علم و قدرت انسانی بود و آن خرافات اکثر فقها است و بیشتر متکلمان این  
 صفات را می گویند و این را از صفات حقیقی دانند و صفات باقی را جمع بدین هفت  
 گویند و بر ایشان این سوال حدوث تعلقی محکم و است و است جواب این چنین گویند که علم و قدرت  
 و صفات حقیقی و احدی است با این حقیقی در ازل که بران اشیا را کما هو بداند و بجهت قدرت و  
 جمیع صفات را جمع مبعوضت باشد بود و در این هفت هیچ تغییری و تبدیلی نیست آنکه  
 در مبداء و مبداءات و مقدرات پیدا آمد آن نسبت آن اشیا و حوادث باشد و راجع  
 به اشیا بود نه بدان هفت ازین پیش سخن نه گویند و این مقدار قاطع شعب خصمان نمی شود  
 و الله اعلم بالصواب.

سوال ۱۸ اگر چه از صفات باری تعالی ارادت است و ارادت مبدلان النفس الی  
 تشبیه بود و آن در باری تعالی محال است جواب بگو ارادت در صفات باری یعنی تخصیص  
 صفات بوقت معین و صفت معین بود و مشیت ارادت هر دو بیک معنی است و همه مرادات بیک  
 ارادت است.

سوال ۱۹ اگر چه از صفات باری تعالی علم است به جزئیات و کلیات و علم متغیر است  
 بحسب معلومات و الا جهل لازم آید زیرا چه زید مثلاً اگر شسته بود و در مقامی از آن مقام چون  
 خاصیت علم بدان جلوس او باقی است یا نیست اگر باقی است خود جهل است و الا خود غیر  
 آید هم ازین جهت فلا سفه گویند علم او به کلیات است و به جزئیات نیست جواب بگو علم  
 انسانیات است و تغییر و بحسب معلومات است و آن موجب تغییر نفس علم ذات باری تعالی  
 نه کن و عاقل این جواب نیست که تغییر و صفات انسانی را است و آن را جمع به معلومات است  
 نه بعلم و نه بذات و دریم و مطلوب همین است این جواب متاخران است و اختیار امام فخرالدین را  
 و صاحب صحایف امام فخرالدین در اعتقاد و شرح عقیده همین است.



**سؤال** اگر ترا پرسند که غیر آن صفات که ما می دانیم به تفصیل دیگر هست که ما با جمال می دانیم یا نه؟  
 که موصوف است صفات کمال **جواب** بگو آری باشد که ما نمی دانیم بخلاف معتزله که ایشان  
 میگویند جز این صفات دیگر نیست و اگر نقص در ایمان آید ایمان به صفت و آن صفت مستقیم نبود  
 و این جهالت است زیرا چه درین معنی قرار شد که از موصوف به صفات الکمال ایمان  
 برین قرار گرفت تفصیل آن یکبار است صحت ایمان محتاج الیه نیست و در قرآن میگوید وَمَا أَوْتَيْنَاهُ  
 مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا فَلِيلًا و در حدیث آمده که لا حصی ثناء علیک اَنْتَ کَمَا اَنْتَ نَسِيتَ عَلٰی نَفْسِکَ  
 و دیگر رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم فرمود در روز قیامت باری ثناعت چون بشنوم را اسما عظیم  
 کنند این زبان نمی دانم بدان اسما بخوانم پس استجاب شود و ثناعت من این همه دلیل بر بطلان اندرز  
 ایشان است.

**سؤال** اگر ترا پرسند فرق میان صفت و وصف چیست **جواب** بگو ظاهر این است که  
 مترادف اند اما در تمهید ابوالکلیب میگوید وصف قائم بوجه و صفت قائم بموصوف و لهذا باری تعالی  
 را موصوف به صفت گویند نه بوصف.

**سؤال** اگر ترا پرسند اِنْ سَأَلَ سَائِلٌ اِنَّ اللَّهَ تَعَالٰی هَلْ یَعْلَمُ عَدَدَ اَنْفَاسٍ  
 اَهْلِ الْجَنَّةِ یَقَالَ لَهُ اِنَّ اللَّهَ تَعَالٰی یَعْلَمُ اِنَّهٗ لَا عَدَدَ لَا نَفَاسَهُمْ وَفِی الصِّرَاطِ هَلْ  
 یَعْلَمُ اللَّهُ عَدَدَ اَنْفَاسٍ اِهْلِ الْجَنَّةِ وَ اَلنَّارِ خَدَّی تَعَالٰی شَمَارُ مِهَاسِ اَهْلِ بَهشت میزدان  
 یانه و کذا لک اهل النار اگر گوئی نمیدانند چهل کبری لازم آید و اگر گوئی میدانند شماره انفس اهل الجنة و النار  
 لازم آید و اهل جنت اهل نار آید و او را در نهایت نیست و الاغایه له لا یدخل فی العلم **جواب**  
 بگو این محال است و الله لا یوصف بالمحال و لا یحالی بالمحال و محال در تحت قدرت  
 حکم تعالی داخل نیست و نیز می توان گفت که علم صفت انصافیت و حدوث تعلق باضافی  
 شود و آن را جمع بدان حادث نه بدان قدیم پس چنانکه آن معلوم می شود همچنان علم باشد  
 و اگر معلوم قنای می است آن را قنای می آید و اگر قنای می است نامتناهی می آید و چنانکه



وجودی آید بچنان می داند هم چنانکه بوجود خواهد پیوست خواهد دانست این هم تغییر و تحول است  
بدان اشیا که موجودات را جمع نه بدان صفت قدیم و نه بدان ذات باری و این مذہب  
بعضی متکلمان که علم و قدرت از صفات اضافی دارند

سؤال ۲۳ - اگر ترا پسند آن صفات هفت که ایشان اتمی میگویند و دیگران را بدان بازگردانند

که اندر جواب بنحو علم و قدرت و سمیع و بصیر و حی و قادر و کلام است و بعضی  
هفت گویند و ششم بقا است و آنچه باقی است چیز را استلیمات میگویند و پس بکرا اضافی

سؤال ۲۴ - اگر ترا پسند کیفیت بازگردانیدن باقی صفات سوے این هفت چیست جواب

بگو مثلاً است را را و از آنجا میگویند و حمت را انعام میگویند و این از اضافیات است زیرا چه

انعام بر عباد نسبت است میان بنده و باری و استعلا بر حمت را راوت انعام میگویند و درضا

اگر است را راوت اگر اتمی منسوب گوئی جمع را راوت باشد و اگر بمعنی ترک اعتراض گوئی پس سلبی باشد فعلی هذا

و کیفیت هفت

سؤال ۲۵ - اگر ترا پسند یکی از صفات باری متکبر است و کبر صفت فیه است زیرا چه

رسول الله صلی الله علیه و آله فرمود ان لا یلد خلق الجنة من کان فی قلبه مثقال

حبلة من کبر - جواب بگو معنی کبر که رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم نزد آن

است که الکبر غصط الخوف و تحقیر الناس که پوشیدن غی و خوار داشتن مردمان است و اما کبر

در صفات باری معنی کبریا است و آن عظمت و جلالت باشد چنانکه رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم

فرمود کما یتعالی الکریم یأمره ای و العظمة از کس می یعنی کبریا و عظمت صفت لازمی

من اندر هر منفک نمی شوند از ذات من چنانچه از او و از ذات شخص منفک جدا نه گردد و

سؤال ۲۶ - اگر ترا پسند یکی از صفات باری تعالی جبار است و در قرآن آمده است

ان الله لا یحب کل جبار عنید پس خود را جبار چون گوید؟ جواب بگو جبار در صفت

باری معنی جبرکننده و شکسته بندگان مراد است یعنی اگر کسی را شکستگی و زیان در تن و جان مال



بمقابل آن حق تعالی ملام طبع او چیرے رساند که بدان شکسته او درست شود و هر احوال  
مندرل گردد و اما جبار که در قرآن مذکور است ظالم مراد است - و جبار که در صفت باری است  
آن بمعنی قهار بود معنی چنین باشد شکسته کاها -

سؤال - اگر ترا پرند باری تعالی را مختار در افعال خویش باید گفت یا موجب بذات خود ؟  
بگو مختار - زیرا چه موجب بذات مذموب فلاسفه است اهل سنت و جماعت از آن بیزار اند و معنی  
موجب بذات در مذموب ایشان اینست که ذات او این اقتضا کرد که از این احوال آمد  
که اگر خواهد او که نکند هم شود چنانکه در در احراق و آب در غرق ذات او این تقاضا کند  
که هر چه متصل شود به و آن سوخته شود و هر که در آب افتد غرق گردد و اگر آب خواهد که غرق نکند  
هم غرق شود و این معنی باطل است هم عقیل و نقل که اگر چنین بود بایستی جمله موجودات  
بهمه احوال و همه اوقات و همه صفات موجود می بود و نیز هیچ مخلوقی معین هیچ صفتی و هیچ  
نه بود و ذات باری تعالی منفصل از موجود و نبود چنانکه علت تامه بی معلول  
پس موجودات ازلی می بودند و این باطل صرف است اما نقل در قرآن میگوید وَ ذَٰلِكَ  
يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ و نیز فرموده يَفْعَلُ اللَّهُ  
مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ پس دلیل کند که افعال او اختیاری و ارادی باشند  
نه قصری و ایجابی -

سؤال - اگر ترا پرند یک از صفات باری کلام است و کلام در مشاهد حروف و صورت  
را گویند که از مخارج انسان بیرون می آید و آن در صفات باری تعالی است جواب  
بگو کلام در صفات باری تعالی کلام نفسی است و آن معنی است قایم بذات باری تعالی  
است و آن نیز شئی از شئی با قصد خطاب بدون بیان از و همین کلام نفسی در انسان است  
حق تعالی در انسان قوتی نهاده که بدان دل او متکلم است و بدان مجرب بدان امر و نهی  
متکلم است و آن را قوت ماطقه گویند فصل ماهیت انسان همان است یعنی ماهیت

بدون بیان

همین معنی کلام  
نفسی







بهم حادث اند بهرین سلف گفته اند المقدر قدیم والقدر حادث و این قول بسیار  
 خوب است نزد یک کسی که تعلق بفعل و فهم می کند و قیام الفاظ بذات باری تعالی هرگز  
 نیکو سخنی است و دقیق و تحقیق است این نیکو فهم کن بسیار مشکلات بحث کلام ازین تقریر حل می شود  
 صاحب صحائف میگوید بدین تقریر خاصه من است کسی بر من سابق نه شده و بیشتر متاخر  
 همین اختیار کرده اند انکار می معترضه بر کلام ایشان کرده اند که متکلم کلام واحد ازلی  
 بدان آمد و نای و مجز و مستحضر که مو الکلام و امده کلم بدین انواع مختلف چون نتوان گفت بعضی  
 ایشان جواب گفته اند لا یبعد لان مرجع الی الاخبار و این را بعضی رد کرده اند آنچه به لازم  
 می توان هر یک نوعی را از کلام تاویل اختیار کرده اند اما حقایق مختلف بدین جواب  
 مشکل باشد ازین تقریر ماسا قاطع و جل انکار نماید و هم بدین تقریر ظاهر شد که اولی  
 در ازل موصوف است بدین کلام اما اخبار کردن از محدثات چنانکه فرعون و موسی و یعقوب  
 و یوسف و سایر اینها و امر و نهی در ازل بالقوه بدین صفت بود اما حدوث تعلقات زبانی  
 بالفعل به حسب وجودات و مامورین و مبین و مخبرین عنهم زما فرما تا قریباً بچون حدوث  
 معلومات علم و مقدرات به قدرت و مرادات بارادت است و آن اراده قدیمه ازلیه است  
 و آن راجع بدین محدثات و مخلوقات باشد اما اولی منزه است از حدوث چنانکه علم و قدرت  
 کذا فی المعالم و شرح العقیده النضیه لهری و این جواب کلام بدینی است که کلام صفت  
 اضافی باشد و آن نیز مخالف اکثر فقهاء است و الله اعلم و آنست خرس و سکوت بدان کلام قدیم  
 و ازلی برگزیده نه کند پس بدین جواب ماضی و کرامیه که ایشان گویند اولی و ازل  
 اگر مخبر باشد فرعون و موسی در ازل گویا بودند و آمدن او بر و نهی کردن از کفر و ایمان پس  
 خبر باشد بغیر غیر منزه و هو جهلی و بعضی ازین جواب گفته اند که ایجاب در ازل براسه تحصیل ماموریه بود  
 بوقت وجود ماموریه بودن او صلاح براسه ایشان آن فعل چنین اخبار و ازل علی بود که اولی  
 در ازل عالم بود و کاینات مقدر بود و آنچه بود و باشد همیشه محقق بود از ان اخبار کرد و

\* و آنرا تفعل و متکلم  
 که قیام الفاظ بذات  
 باری تعالی است

نکته  
 چون نتوان گفت

انها

و این وقت  
 جواب تیر غنی  
 بدین است

ایمان  
 ن تحصیل ماموریه  
 وقت وجود مامور  
 بودن او  
 ایشان



همچنان بود که اگر گفت و او تعالی ازلی است زمان ماضی و استقبال به و تعلق ندارد و ازل و  
 ابدیش او کلامی: **بِالنَّصْرِ بَلْ هُوَ اقْرَبُ جَنَانِكُمْ** قرآن میگوید و **قَا اَمْرًا نَا اِلَّا وَاحِدَةً**  
 کلامی **النَّصْرِ** او **اقْرَبُ** زمان ماضی و حال و استقبال پیش او یکسره باشد بلکه اندک  
 تر پس آن سوال بوقت زمانی و یا تاخیر از زمان در صفت باری همه جهل است و بدین معنی سرور دلیا  
 و برهان اصفیا سمنی نبی علی و صبی زوج البنول اخ الرسول ابو البیطین الحسن بن الحسن القایم الغالب  
 و بن ابی طالب کرم الله وجهه و سر صی الله علیه و آله اشارت می کند **هُوَ خَالِقُ الزَّمَانِ**  
**وَالْمَكَانِ لَا يَكُونُ زَمَانًا وَلَا مَكَانًا** اذ اكان منزها عن الزمان فخطابه علمی  
 نیاید که مع مخاطب علمی بحسب زمانه و حاله و دیون الماضی بالنسبة الى زمان  
 المخاطب قیضا طیب کل المخاطب بحسب زمانهم و حالهم و هذا مستعمل  
 به شریکات الشکوک پس ظاهر شد ازین کلام ما بطلان مذهب معتزله که ایشان انکار کلام  
 نفسی کنند و باری تعالی را بدین معنی که خلق حروف و اصوات کرد که در لوح محفوظ متکلم خوانند  
 و او موصوف بکلام نفسی نه و بعضی ضایع کلام الله را همین حروف و اصوات گفته اند  
 برعکس و بعضی گرامیه کلام الله را حادث لافی محله و بعضی حادث در ذات باری گفته اند و بخی که تلفظ  
 کرده و قدیم و محدث این همه محالیت و ضلالت است اهل حق ازین مبرا اند تعالی الله عما  
**يَقُولُ الظَّالِمُونَ عَلَوْا كِبِيرًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ**  
**لَوْلَا اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ**

۲۹ **سوال** - اگر ترا پرسند کلام الله شنیده میشود یا نه؟ **جواب** - بگو چون گفته شد که کلام الله  
 معنی است قایم بذات باری تعالی حروف و اصوات نیست سموع نباشد و معنی آیت **حَتَّىٰ كَيْفَ يَسْمَعَ**  
 کلام الله و ال بر کلام الله مراد است و دال بر کلام الله خیال که ما گفتیم همین حروف و اصوات  
 مخلوقه باری تعالی است اگر سریانی است آنرا توریت خوانند اگر عبرانی است آنرا اخیل خوانند  
 و زبور گویند اگر عربی است قرآن خوانند و بر بعضی دیگر انبیاء صحف دیگر هم بودند باینها مختلف



و آن سعد و محصوریت

**سؤال** - اگر ترا پرسند قرآن چون اسم دال بر کلام نفسی باشد پس چه معنی است حدیث رسول الله صلی الله علیه و سلم ان کلام الله غیر مخلوق و من قال مخلوق فهو کافر نعوذ بالله العظیم **جواب** بگو قرآن اسمی است مشترک میان دال و میان کلام نفسی چنانکه گویند این حکم ثابت است بقرآن و هم بدین معنی پس قرآن جنب محرز و عاقل و روایت و فلان حافظ قرآن است و حجتی نیست بر اے احکام شرعی همین قرآن مکتوب و منزل و منقول متواتر است علمای اهل بهم بدین معنی تعریف کرده اند و ترتیب و تسلسل و وجود استدلال و طریق استنباط و احکام و اساسی هر صنف و نوع و جنس به معنی اصطلاح هر علم متعلق بهمین قرآن است و در حدیث قرآن اسم معنی است قدیم قائم بذات باری تعالی و کلام حقیقی و نفسی و غیر مخلوق و هر که آنرا مخلوق گوید بیشک کافر باشد نعوذ بالله منها.

**سؤال** - اگر ترا پرسند منزل مکتوب نیست پس مکتوب بر کافذرا که قرآن خوانند چه معنی **جواب** بگو هر شیء را وجودی است در وجودیست در ذهن و وجودیست در عبارت و وجودیست در کتابت نقوش و اشکال و تالفت و عبارت قوی و موصوع بر اے حروف که دلیل کند بر آن مکتب حروفی که آن را عبارت گویند چنانکه گویند النار هو جوهری محرقی ذکر کرده شود به لفظ و نقش کرده شود و تعلیم و لازم نیاید که نقوش محرق باشد و یا حقیقت ناپیسی صوت و حرف و بو و پس کتابت و دلیل کند بر عبارت و دلیل کند بر آنچه در ذهن است و ذهن دلیل کند بر آنچه در عین است حاصل آنجا آمد که قرآن موصوف است باوصاف حوادث و مخلوقات و مراد از دال است نه کلام نفسی و آنجا که قرآن موصوف است بصفت قدیم آنجا مراد کلام حقیقی و نفسی است.

**سؤال** - اگر ترا پرسند معنی قرآن غیر مخلوق است یا حادث **جواب** بگو اگر معنی او باریک بذات و صفات باری است قدیم است و اگر اخبار است از محرمات و متعلق با زبان و کلمات



آن لفظ یا معنی حادث این سخن در ردّ خواج صاحب تحقیق گفته است.

سوال - اگر تراپزند القرآن غیر مخلوق گویند یا نه؟ جواب - بگو بیک معنی صحیح باشد اما  
مشایخ منع کرده اند تا سبقت و هم بدیهه خیال نماید اما چنین گویند القرآن کلام الله  
غیر مخلوق تا و هم بدیهه ایشان نباشد و اتباع حدیث نبی هم بود این سخن در شرح عقیده  
نسفی مولانا سعد الدین هر دی نبشته است که قرآن حروف و صوات است کلام الله بدین معنی  
که دال است بر کلام حقیقی و آن مولفات و مخلوقات الله است نه آنکه از مولف بشر همچون طاعت  
مردم نباشد.

عنا بکلمه ادا از  
تلفازی است

سوال - اگر تراپزند تو گفتی لفظ قرآن مشترک است میان حروف و صوات عربی مندر  
بر رسول الله صلی الله علیه و سلم و میان کلام نفسی و علما گفته اند انما سُمی القرآن کلام الله  
حجاز الدلالة علیه جواب - بگو معنی سخن ایشان اینست که کلام الله تحقیق آن معنی که قایم بر  
است و سیمیه بدان وضع او بر آن نیست مگر باعتبار دلالت این حروف بر آن معنی است و سیمیه  
لفظ انما سُمی دلیل بر وضع می کند پس معلوم شد که انکار وضع ندارد اما بیان وجه سیمیه  
قرآن بر این معنی بیان کرده اند.

سوال - اگر تراپزند چه معنی است سخن بعضی مشایخ را که ایشان گفته اند المقصود قبل یسم  
والفعلات حادثه و مقصود بهین حروف و صوات است جواب - بگو ازین تقریر محفوفه  
مرادست این تقویش تخیله و قوت تخیله است از ترتیب و قوت تخیله نیست ترتیب و قرات است که خارج  
بدان مساعد نیست که غیر ترتیب قرات توان کرد و ترتیب صفت حادث پس معنی سخن ایشان که  
المقصود قبل یسم اما باشد که فیهِ صفة من صفات القلیم و هو علم الترتیب  
والقراءات حادثه لیست فیها صفة من صفات القلیم اصلا بل هو محض  
حال صریح علی صفت الحکومت کالترتیب و التناقب و نحو ذلك.

سوال - اگر تراپزند چه معنی است قول تعالی و ما کان لیشر ان یمسک الله



الادحیا اومن و زار حجاب و یسئل رسول الله صلی الله علیه و سلم است که کلام الله اذکم شفاها جوا ب بگو مراد از این جواب همین واسطه حروف و اصوات است که او تعالی چون خواهد بلی که سخن بکلام نفسی خود را بشنوا ند و معنی حدیث است که آدم بواسطه مخلوق حروف و اصوات کلام الله شنیده و آن را در ظاهر سخن مشافه گویند که مردم با حکایت کنند و شخص واسطه در میان نباشد گویند فلان با فلان شنیدم کلام و بمشافه سخن گفتند یعنی بلا واسطه رسول و ترجمان و پادشاه چون بغیر واسطه دیر و حاجت و وزیر و کسی را بکار فرماید و فرماید و بد گویند که با فلان مشافه شد و این بواسطه حروف و اصوات است که بدان آن پادشاه کلام نفسی خویش او کند یعنی آدم علیه السلام را آن مرتبه است که با او بی واسطه رسول و ملکی یا بشر سخن بود و است و این مرتبه خواص باشد و حیاء و برکت علیه رسول و مرتبه خواص و عوام است

سوال اگر ترا پسندیکه از صفات باری تعالی روایت است او تعالی و توحید و در دنیا ۳۴

جایز الرویه است علی الدوام و در آخرت واجب است رویت او مومنان را و بهشت بچشم سر و مهرش که چشم سر و پیراهن شود بهشت شرط باید و آن محاذات رانی باشد با مرئی و شهود مسافت میان ایشان و قرب قریب و بعد بعید نباشد و مرئی سخت لطیف باشد و شهود حاسه مرئی قابل رویت بود و عدم حجاب میان رانی و مرئی و بعضی این شرط بر باری محال است رویت چگونه ممکن بود و جواب بگو این شرط اثر ربط نفس و رویت نیست بلکه این شرط با جبرائیل عادت رویت مرآتیا را است نه آنکه در حقیقت شرط رویت است زیرا چه با جماع مومنان و اکثر متزله مقرر اند بدین که حق سبحانه تعالی رانی است و هرگز این شرط در رویت مقصود و توان و اگر شرط بود هر آئینه متغیر نشد و در شاید و غایب هرگاه که تبدیل شد هم بقول معتزله معام شد که شرط حقیقی نیست اما شرط ادوی باشد که در عادات با جبرائیل رویت است و اشیا محسوسات را به این شرط نیست اما اینجا یک سخن پرسند که بحث در رویت حاسه بصر است یا مطلق رویت و ایشان باری را رانی بدین حاسه نمی دارند شایسته می خواهند اثبات سخن دیگر را به



اثبات رویت گوئیم کہ اللہ تعالیٰ بیشک و بے نزاع خود را خود می بیند پس رویت ذات او  
 ممکن باشد و بر امر ممکن صاحب شرح صادق قولاً و فعلاً اخبار کرد و با اعتقاد بدان واجب بود  
 بشیر الدین صاحب صحائف رساله سوجہ و عقیدہ نوشتہ است این سخن را در ان اثبات کرده  
 رویت اللہ بدین حاشیہ بکنند بغير این شروط و مقیض علیہ منجوا ہد کہ رویت باری تعالیٰ کند و قیاس  
 مع الفارق صحیح و روان باشد اما قطع این شعب و الشرح ازین تعبیر بقول شیخ الشیوخ شہاب  
 الدین صاحب عوارف بود کہ بر علم الہدی آوردہ اند کہ او تعالیٰ بکرم عمیم و  
 لطف قدیم خویش در روز قیامت چشم موئنان را بنور خویش کہ بدان نور حق تعالیٰ  
 ہمہ جهان را بی حجب و بی کیف و سمیت می بیند مکتد و منور بدان نور خواهد کرد تا بدین چشمہا بآن  
 نور اللہ کہ جنت و ستی ندارد و حق تعالیٰ را بے حجب و ستی و کف و کیفی خواهیم دید و این امر  
 ممکن است انکار آن از روی عقل مستحسن نیست و شرح بدان وارد بر ما واجب باشد کہ  
 عقیدہ کنیم با قطع چہ خواهد بود و انکار آن جز بہالت صرف و حماقت خالص نباشد چنانکہ  
 چشم ما امروز طاقت آن ندارد کہ آفتاب را تواند دید و چون آنکہ ستہ می شود ہم نور آفتاب  
 بدست از آن میگیرد و بعضی از آن مستفیض می گرد و ہم نور آفتاب آفتاب را می بیند بچنان دنیا  
 نمونہ آخرت است ہم نور اللہ تعالیٰ را در روز قیامت خواهیم دید و ہم بدین معنی است سخن مشایخ  
 صَادَرُی اللہ غَیْرِ اللہ بہتر ازین سخن در باب رویت اللہ قطع شعب جاہلان محسوم بخنہ  
 در کتاب بے نظر نیامدہ است و باین ہمہ از سکا برہ باز نمایند کہ حرمان و انگیز او خسران  
 گردان وقت اوست نمیکند باشد کہ بدین سخن امروز تقلید کنند و فرداے قیامت ہمین را  
 معاینہ کنند و چہ دولت باو چہ لذت و در بہشت از آن گیر و رزقنا اللہ و ایاکم هذا اللہ  
 العظیم و اللذات الکبریٰ بحمہ النبی المصطفیٰ و آلہ المطہر المزکی صلی اللہ علیہ  
 و آلہ و سلم

سؤال - اگرچہ ممکن نیست کہ چشم کے راز و رستایں خویش خداوند تعالیٰ و تقدس



مستند بدین نور مستقیم بدین فیض هم در دنیا کند چنانکه او را در آخرت خواهند دید هم در دنیا  
 بیند جواب بگو آری ممکن است رسالت پناه صلی الله علیه و آله وسلم را در شب معراج  
 بر قول است رویت شد بود اما درین که بعین اس بود یا قلب اختلاف کرده اند و در مدارک  
 می نویسند قیل المشرقی هو الله بعین رأیه و بقلب و اختلاف نیز دلیل امکان است  
 اگر ممکن نه بود و رسول الله را هم با اتفاق نه بود و زیرا چه در امر تحمیل رسول الله و دیگران  
 هم برابر اند و نیز هر دلیل که علماء سذات امکان عقلی در آخرت اثبات کرده اند هم بدان دلیل امکان  
 در دنیا ثابت شده زیرا چه او تعالی لا یتغیر فی صفاته و لا فی افعاله بحدوث الالکوان  
 هر چیزه که در امکان در آن جهان است درین جهان به شهادت التبعیه و لازم آید حدوث الالکوان  
 و این محال است ولیکن در عدم بر سبیل حتم و عقیده بر سبیل وجوب سمع و در بهشت وارد شده  
 فلیقتصر علیه -

فصل

سوال - اگر ترا پسند که رویت شد تعالی در خواب باشد؟ جواب بگو در عقیده حافظیه ۳۵  
 و در کتب دیگر میگویند باشد بنابراین حکمی است از سلف بحدی که افکار آن نتوان کرد و  
 منع کرده اند و در آن یا نگذیب سلف صالح باشد و یا محلی در کلام ایشان و آن عدول  
 از ظاهر است و آنکه میگویند که خواب خیال است و او تعالی در خیال نه بخند و ایشان  
 این شکل می آید که او تعالی در حالتی به جلوه نگذیرد ممکن باشد که در حس بصر آید پس چنانکه  
 در بهشت باشد و بهشتیان را بدان نور مستند گرداند که بدان نور و می بینند کذا الک از  
 کفایت سلف معلوم شد که تخمین سلف را مستمردان نور که در خواب بدان نور خدا را می بیند  
 امری قابل از روی عقل و سمع متواتر از سلف صالح و از است انکار آن مرکب  
 صرف است و اگر در بیداری از سلف صالح بصرت و از شرع برین نیز قابل  
 می شریک چون سمع در بهشت وارد شد که ابصار بدین نور مستند خواهد شد بدین ابصار در  
 بیداری نخواهد دید عقیده همان کردیم و چون در سمع وارد شد که بصر مبارک رسول الله



صلوات علیہ آله وسلم در شب معراج بدان نور مستدر کرده بودند و بدان نور مشاهد کرده عقیده  
بر آن کردند و چون در سمع و ادب و شکر که متخیله سلف را بدین نور در دنیا در خواب مستدر کردند  
و ایشان دیدند و حکایت کرده اند بر سبیل تواتر از ایشان منقول شد و ایشان متقدم  
این اند و مقتدایان و پیروان دین اند عقیده واجب شد که بوقوع آن در خواب و در  
بیداری صحیح چیزی نیامد از آن امساک که دیکم و لیکن رواست روایت در کتب نفقه چنین داریم  
که بدین البصار در دنیا به بیداری واقع نخواهد بود و هم بدان عقیده باید کرد و تحقیق چنین  
شود که یک بار در بهشت حق سبحانه تعالی خود را در جمله مومنان چشم بر سبیل ختم و خوب خواهد نمود  
و بین صفت خامه آخرت است در دنیا هیچ وقتی نخواهد بود و در بعضی عظیم آخرت را بر دنیا  
بسیار سخن گفته اند سکوت درین باب احوط است و این سخن چند معنی دارد یکی آنکه منع است  
در باب باید کرد و تا تخالف سلف نیاید و نه قایل باید شد زیرا چه او در خیال نه گنجد و جواب  
آنرا گفته شده است و دوم احتمال آنکه بیننده در خواب چنین چیزی مشاهده کند سکوت و را  
او را باشد از گفتار یا مردم که خدا را در خواب دیدم سوّم آنکه آنچه دیده باشد سکوت در  
بیان کیفیت رانی و صفت مرئی احوط باشد بلکه واجب بود زیرا که او آن نیست که گوش توان  
شنید یا عقلی تحمل توان کرد همان بیننده و اند که چه دیده است فظن خیر او لا تسئل  
عن الخیر و آنچه چیز به بنیر قابل بیان نباشد و او را که آن کسی نتواند کرد و کیفیت و صفت در  
زبان کسی نه گنجد لابد سکوت احوط بلکه ضروری و لایذی باشد اما رویت به قلب که آن را  
مشاهده خوانند آن با جماع دین و به قرآن و به قول نبی و سلف تابعین و تبع تابعین و علماء  
متقدمین و متأخرین ثابت بشک بالقطع و یقین است به بیداری و یقظه در دنیا و آخرت  
در دوسه به یک رنگ است و آنکه بعضی مشایخ صوفیان در بعضی غلبات و جد ایشان  
سخن بر غیر حد و دوسه گفته شد صادر شده است یا ماول است یا حواله بدیشان  
است لا ننکرهم ولا نفقدهایهم فلهذا رجال اهل خلوت و اصحاب سر





بِاللَّهِ لَكُمْ مَعَ اللَّهِ مَعَامِلَةٌ لَا تَقْدِرُ عَلَيْهَا وَلَا يَحْسُنُ لَنَا أَنْكَارُكُمْ مَتَكَلِّمُهُمْ وَأَمْرُهُمْ  
إِلَى اللَّهِ لَا يَقُولُ فِيهِمْ إِلَّا خَيْرٌ فَإِنْ كُنْتُمْ أَمَّا يَحْسُنُ فِي الْخَلْقَةِ وَلَا يَحْسُنُ  
فِي الْحَبَاوَةِ وَأَيْنَ هُمُ تَرْجَمُهُمْ بِزُودِي وَكُشْفِ بَزُودِي أَسْتَ كَمَا وَرِثَ بَارِئِي نَوَاشِئَهُ شَدِيدَةً  
وَعَدَاوَتُهُ بَادٍ وَسُتَانِ خَدَاوَاهَا نَتِمْ قَرَبَانِ حَضْرَتِ أَوْ نَكْنَدُ كَرِثْمَنِ خَدَاوَمَرْدُو حَضْرَتِ  
وَكَمْ هَاسِلُ كَمَا جَائِلُ نَادَانِ بِي هَاسِلُ بَاشِدُ وَدَرِينِ بَابِ وَجِيدِ شَدِيدِ وَارُشْدِهِ وَدَرِشَاتِي  
حَدِيثِ صَحِيحِ آئِدِهِ اسْتَمَنَّ أَهَانَ لِي وَلِيَاوِيْنَ وَیْ عَادِي وَلِيَاوِيَارِزْتُهُ بِالْحَالِ بِه  
وَكِدَامِ وَعَمِيرِ سَعَةِ شَدِيدِ تَرَاوِ مَبَارِزْتِ كَبِيرِ مُتَعَالِ وَقَاهِرِ غَالِبِ دَقَادِرِ ذَوِ الْجَلَالِ بَا

حمله شدید و انواع عذاب درین محاربه داخل است  
سؤال - اگر ترا پسند بر حکم ظاهر این آیت فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ  
مُوسَى صَعِقًا رُودِيَتْ جَبَلِ رَابُودِ جَوَابِ بگو که در عقیده حافظیه می نویسد که در جمیع خلق  
حیات و فهم و بصیرت و دگره خدای را دید و در دنیا بر کوه رویت واقع شد اے حق منزله  
چه از کار مشکلی شئی را در دنیا بگویم و او نداند اگر انسان که اعظم مخلوق است پسند ترا چنانچه می آید  
سؤال - اگر ترا پسند چه معنی است حدیث رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم را که گفت انکم  
تَسْتَرُونَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرُونَ الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ جَوَابِ بگو مقصود تشبیه رویت  
به رانی است و تحقیق تشبیه مرئی به مرئی یعنی چنانکه این رویت شما مقرر تحقیق است تشبیه  
لا تضامون فیهِ ائیی لا تشکون هم بدین معنی دلیل کنند چنان رویت خواهد بود  
نه چنانکه قمر مرئی در جهت است خدای نیز در جهت خواهد بود تعالی الله عن ذلک  
و در مصابیح حدیث دراز است و ران چند جمله است که هم بدین معنی دلیل می گذارد عن  
سعید بن مسیب رضی الله عنهما انه لقی ابو هريرة فقال ابو هريرة  
اسئال الله ان يجمع بيني وبينك في سوق الجنة فقال سعيد فيها سوق  
قال نعم اخبرني رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اهل الجنة اذا  
من از مصابیح جلد دوم صفحه ۲۲۰ - ۲۲۱ مطبوعه مصر این حدیث را مقابله تصحیح کرده ام ع ح



د خاوندان و اولاد و اقربا بقضای اعمالهم ثم یؤذن لهم فی مقلایه یوم جمعة  
 من ایام الدنیا فیروز روت ربهم و یبرز لهم عرشه و یقیدى لهم فی  
 روضه من ریاض الجنة فیوضع لهم منابر من نور و منابر من لؤلؤ و منابر  
 من یاقوت و منابر من زبرجد و منابر من ذهب و منابر من فضة و یجلس  
 دناهم و ما فیهم من دنی علی کثبان المسک و الکافور و ما یرون بأن  
 اصحاب الكرسي با فضل منهم یجلسا قال ابو هريرة قلت یا رسول الله هل نرى  
 ربنا قال نعم و هل تتمازرون فی روضة الشمس و القمر لیللة البدر  
 انما لا قال کذا لا تتمازرون فی روضة ربکم و لا یقی فی ذلک المجلس رجل  
 الا حاضرة الله محاضرة حتی یقول للرجل منهم یا فلان ابن فلان اتذكر  
 یوما قلت کذا او کذا فیدکره ببعض غل راته فی الدنیا فیقول انکم تغفرون  
 فیقول بل فی سبعة مغفرتی بلغت من لک هذه فینما هم علی ذلک  
 غشیبهم تحابة من فوقهم فامطرت علیهم طیبا لم یجید و امثال دجید  
 شیئا قط و یقول ربنا قوموا الی صاعد دنت لکم من الکرامة الحمد بیت  
 الی فی له ثم ننصرف الی منازلنا فیتلقانا اذ و اجنا فیقلن مرحبا اهل القدر حبیب  
 و ان بک من الجمال افضل مما فارقتنا علیک فیقول انا بجالسنا ربنا الجبار  
 و یحقی ان ننقلب مثل ما انقلبنا یعنی حدیث انیت سعید بن مسیب با ابو هريرة  
 لما قات کرد ابو هريرة اش گفت که خداے تعالی بار در بازار بهشت جمع کرد و ابو سعید  
 پرسید که در بهشت بازار است گفت آری خبر کرد مرا رسول الله علیه و آله و سلم  
 که چون اهل بهشت در بهشت آیند بفرمود اعمال خویش به مقدار روز جمعة از ایام دنیا  
 در بازار بهشت روند زیارت خدا و ملاقات او کنند و عرش او برایشان در آن مقام  
 بارز و ظاهر گردد و خداے تعالی برایشان در روضه از ریاض جنت فرستاده شود



برای ایشان که سیما پر نور منیر از نور و از لؤلؤ و از زبرجد و یاقوت و فیروزه و فیهر و فیهر  
 مراتب ایشان و ادنی ایشان بر توده مشک و کافور شریف و این شکر و ادنی نباشد زیرا که بهشت  
 خصوص مجلس حق مقام خواران نخواهد بود و اما به مرتبه هر یک از دیگران متفاوت باشد و آن  
 بر توده مشک نشیند نموده نشود و ادنی تر از اصحاب کراسی و او متعفن نشود و بهشت و از متعفن  
 نیست ابوهریره از رسول الله علیه آله و سلم پرسیدند که خداوند تعالی برای ما چه خواهد دید  
 گفت آنرا خواهد دید و شما هم روز و آفتاب روز و ماه تاب تاب شب شب شکتارید گفتند و ایم  
 گفت میخنان در ویدار خدا نیست شکت خواهد دید داشت و در آن مجلس پنج مردی نباشد که  
 خداوند تعالی با و حاضر نباشد تا آنکه خداوند تعالی بایک از ایشان گوید ای فلان بن فلان  
 آن روز نه گفتی چنین و چنین شئی از جنس معصیت آن مرد یا و آرد و بگوید آری گفتم باز گوید  
 نیامزیدی آن را غفور الرحیم رب العالمین فرماید آرزویدم و به عت مغفرت خویش منزلت ترا  
 بدینجا رسانیدم بدین میان ابرو ایشان را در پوشاند بوی خوش و آن یا بزرگ که پنج  
 وقت بیافته بودند خداوند با ایشان بگوید بخیزید سوخته چیزه که برای شما از انواع کرامات  
 ساخته کرده ام بروید بدان انواع کرامات شغول شوید چون بنمازل خود باز آیند زمان ایشان  
 بگویند خوش آمدید این جای که شما را این زمان شده است چون رفته بودند و ایشان گویند  
 ما را با خداست مجالست بود و عز او را است که ما بدین جمال باز گردیم

جمال بهشتین درین اثر کرد و گرنه من همان خاکم که هستم

و نیز در صایح آمده است وَ مَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَ بَيْنَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا دَعَاءُ  
 الْكِبْرِيَاءِ عَلَى وَجْهِهِ فِي حَقِّهِ عَدْنٍ مَعْنَى این حدیث اینست که میان قوم و میان آنکه  
 خداوند خود را بند جز جاد و کبر یا عین عجب عظمت و شمت و جلال باری هرگز از دل مومنان  
 در بهشت هم منتفی نخواهد شد که صفت حقیقی و ذاتی اوست هرگز از ذات او منتفی شدنی نیست  
 ازین جا معلوم می شود و بهشت خوف جلال باشد اما خوف قهر نباشد و معنی آیت لَا خَوْفٌ



عَلَيْهِمْ اِی خوف الفهر مراد باشد در مرتبه می نویسد که اهل الجنة امنی عن  
 خوف العزل غیر امنی عن خوف الاستحلال نه می ورشاید بادشاه و نگاه انعام  
 خوشی و کثرت و در مجلس جشن و شادی اگر نصیب کشتاری و ملاعبه با حاضران پیش آید هرگز خوف  
 عظمت و مهابت و جلالت او از سینه ایشان زوال نه پذیرد و تحمل هر چند بیشتر کثرت و  
 انبساط کثرت و خوف عظمت او بیشتر و زوال حاضران جلای گیرد و این شاید هر احواد که  
 در حق بادشاه مجاز و بندگان صورت است بر بادشاه حقیقی چه گمان تواند برد و  
 و هم در مصباح است عن سعید بن ناسا قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله  
 وسلم هل نرى ربنا يوم القيمة قال رسول الله نعم هل تضامون في  
 رواية الشمس في الظلمة صحوا ليس معها سحاب قالوا الا يا رسول الله قل  
 تضامون في رواية الله يوم القيمة الا كما تضامون في رواية احد هما  
 اكان يوم القيمة اذن مؤذن يتبع كل امة ما كانت تعبد فلا يبقى احد  
 كان يعبد غير الله من الاصنام والانساقطون في النار حتى  
 اذا لم يبقى الا من كان يعبد الله من يروفا جراتا هم رب العالمين قال  
 نعم تنظرون قالوا يتبع كل امة ما كانت تعبد قالوا ربنا يعلم فانما الناس  
 في الدنيا اقرص ما كنا اليهم ولم يصا جهنم وفي رواية ابي هريرة فيقول  
 هذا امكاننا حتى ياتي ربنا فاذا جاء عمر فناء ابو سعيد گفت مردی از رسول الله  
 صلی الله علیه و آله و سلم پرسید روز قیامت خداوند خود را خواهم دید گفت آری و هست شک  
 شمار در دیدن آفتاب در میان روز و وقتی روشن که در او ابره نباشد و در دیدن آفتاب  
 که در شب روشن که در او ابره نباشد ایشان گفتند شک نمی کنیم فرمود شک نه کنید در  
 رویت خدا اگر خیا که شک نمی کنید در رویت آفتاب و ماهتاب چون روز قیامت شود  
 منادی نداورد و هر عابد پس عبود خود رود و هر عایدان اصنام و انصاب در روز خ



افتند عابدان حق تعالی مانند ازینکو کاران و گنہ گاران حق تعالی برایشان ایتیان  
 کند و در مفاتیح شرح مصابیح است کہ مراد از ایتیان حق تعالی الہی و تعریفیات ربانی  
 است برایشان گوید چہ چیز را انتظار میکنند گویند خدا یا مانرک مردمان کردیم و محالفت  
 ایشان کردیم و اختیار عبادت تو اگر چہ ما محتاج بدیشان بودیم با ایشان صحبت نہ  
 کردیم و در روایت ابوہریرہ آمدہ است کہ ایشان گویند اینجا جاسے ماست کہ تا  
 ایتیان کند خداے تعالی ما را چون ایتیان خداے برایشان شود بشایسم ما اورا پس  
 آوردیم و در آخر این حدیث بعد چند حمایہ آمدہ است ثم یضرب الجحش علی  
 جہنم ثم یحمل الشفاعة الی آخر الحدیث پس باشارت حدیث چنین معلوم می شود  
 رویت پیش از دخول بہشت ہم خواهد بود و نیز در مصابیح آمدہ است انکم سترون  
 ربکم عیاناً و در مصابیح آمدہ است اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُولُ اَللّٰهُ  
 تَبَارَكَ وَتَعَالٰی تَزِيدُنِيْ شَيْئًا اَزْ بَدِكُمْ فَيَقُولُوْنَ اَلَمْ تَبْيَضْ وَجُوْهُنَاْ وَاَلَمْ  
 نَدْخُلْنَا الْجَنَّةَ وَتَجْعَلْنَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ قَالَ بَلٰی فَيَرْفَعُ الْحِجَابَ فَيُبْصِرُنَ اِلٰی وَجْهِهِ اَللّٰهُ  
 ثُمَّ اَعْطٰوْا شَيْئًا اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ اِلٰی رَبِّهِمْ ثُمَّ تَلٰلُ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا اَلْحَسَنٰی  
 وَزِيَادَةٌ جَوْنِ اَهْلِ بِهشت در بہشت شود حق تعالی برایشان گوید کہ زیادتی انعامے  
 کنیم ایشان گویند روی ما سفید کردی و در بہشت در آوردی و از دوزخ خلاص  
 دادی فرماید آسے و رفع حجاب کن برایشان خداے تعالی و تقدس را بہ بیند کہ  
 هیچ چیز و درت برایشان را از دیدن خداے تعالی نہ باشد پس این آیت بہ خواند  
 کہ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا اَلْحَسَنٰی وَزِيَادَةٌ اٰی الرّٰقِیۃ پس این روایات تقویت قول کہے  
 باشد کہ ازین زیادت رویت مراد وار و نیز در مصابیح است ان اکرمہم عند اللّٰہ  
 من نیظر الی وجہہ غدا وۃ و عشی اکرم اہل بہشت عند اللّٰہ و ہست کہ رویت حق  
 تعالی و انہم بنید و نیز در حدیث مصابیح است عن ابی رزین العقیلی اِنَّہُ قَالَ قُلْتُ  
 لک۔ این لک دیدار۔ ہ مصابیح مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۲۲۰ ۲۲۱ ج ۲



یا ایها الذین آمنوا اذکنا نری ربہ علیا یوم القیمة قال بلی قال وعا یة ذالک فی خافہ فقال یا  
ایا ذین الیس کلام یرى القدر لیلۃ البدر وخلقیا به قال بلی قال فاما خلق  
من خلق الله قال الله اجل واعظم انی رزین پر سپرد کہ خداے را بے مانع و بی پرده  
بهر روز و هر چند گفت آری گفت در خلق او علامتی هست گفت ثم شب چهارم به مانع  
و بی پرده و بی پرده می شود و خداے که آفریننده اوست اصل و اعظم بخوانیده خواهد  
شد **سوال** اگر ترایند یکی از صفات باری تعالی محبت و با عباد است و محبت عباد  
با او در قرآن می گوید **یٰٰحَبِّبْ لَکُم و یُحِبُّوْکُمْ** و برائے محبت بین شخصین میل باید در  
میل محبت باید و میان بنده و خداے و حادث و قدیم جنسیت محال است پس  
محبت جنسیتی چگونه درست آید **جواب** بگو این با محبت عام است و محبت خاص است  
محبت عام آنچه در کتب نفع و نفع سیر افتاده که مراد از محبت بنده خداے را امتثال  
او امر و از هر چه او باز دارد و از ان باز ماند لازم معنی محبت مراد است و اما محبت خداے  
بنده را آن است که عمل صالح او قبول کند و او را جزائے عمل بدید و تفضل ثواب و تقرب  
و درجات بکرم خویش زائد نماید بر اعمال خیر و مخصوص گرداند این محبت است باشد بنده را  
چنانکه ظاهر یا و شایع است یکی را از خواص خود دوست دارد و او را مخصوص با انواع مراحم  
و خطایات و انعامات و تشریفات کند که دیگران از ان غبطه برند و محبت دوم  
محبت خاص است که آن خاصه بشری است میان بنده و خداے و اگر آن را در میان  
آدم شاید ازین جا یلمان کم اصل که خود را علماء ساخته اند و بعضی جهلانند از سر نادانی و  
سوئے فهم خویش چیزے در باب بزرگان گویند و انکار برند و بدان بد بخت دارند گرد  
و سبب آن من بوده با شتم هم ازین جهت گفته نه شده اما این بار میزے از ان چنین  
گویند بعضی قدرسی بعباد خواص است بلکه با همه است اما در حق خواص متعالی منکشف است  
آن فیض را نسبت به جنسیت با دوست نه بدین معنی را نسبت به جنسیت چنانچه باران بهار و

۳۳

در حدیث





و ہوا نم شود و آن نم چکیدن گیر و این چنین می چکید کہ آن بسیار خضریات را تربیت می کند  
آن فیض غیر باران است اما نسبت مای باو محبت دارد و محبت خاصہ ازین جامع شایا شد و آن  
کسے کہ انانحنی و سبحانی گفت ہم ازین قبیل است۔

**سوال**۔ اگر ترا پرندہ کہ یکے از صفات باری تعالی شکور است و شکور فعل است **۳۳**  
صیغہ مبانی لغہ معنی او بسیار شکر گویند و شکر بجا بلہ احسان محسنی باشد و باری تعالی منعم  
و محسن ہماست شکر کسے بر وجه لازم شود **جواب**۔ بگو از شکور اسم باری تعالی اجزا و بندہ  
شکر بند گمان مراد است شکرے کہ بند گمان گویند او قبول کند و جزاے آن و ہر وجه شکر را  
شکر خوانند چنانکہ جزاے سیتہ راستہ گفت و ہم بدین معنی **تَوَّابٌ** است یعنی قبول کنندہ  
تو بہ بند گمان و جزا و ہندہ تو بہ ایشان **تَابَ اللہُ عَلَیْہِ اَیُّ قَبْلِ اللہِ تَوَّابٌ**۔

**سوال**۔ اگر ترا پرند خالق افعال بندہ کہ دران بندہ را اختیارے ہست از طاعت **۳۴**  
و معصیت خداے است یا بندہ؟ **جواب**۔ بگو خداے است نہ ہب اہل حق این است  
و نہ ہب معتزلہ این است کہ بندہ است خداے را و افعال اختیاری بندہ خلق  
نہست لعنت خداے بر ایشان باد کہ این نہ ہب خبیث ایشان بدتر از نہ ہب شرکاء  
و عبودہ اہنام کہ ایشان یگانگی را منکر اند و بتان را شرک می گردانند این احمقان البہ  
ہمہ جہان را شرک باری تعالی گردانند پس من ہم خالق خداے ہم خالق کہ خود را مدح  
بخالقیت کند چہ مدح باشد بگوید **اَفَمَنْ يَخْلُقُ مَنْ لَا يَخْلُقُ** و دیگر اقل از حال خالق  
آن مقرر باشد کہ او عالم باشد بدیچہ خلق خواهد کرد و حرکتے و سکنا تے کہ مروع در حالت  
سرعت می کند مثلاً سیح علم بدان قبل وجود و عیال وجود و بعد وجود و ندار و پس خالق قبل وجود و حال  
باشد بے علم ہیچ و اماے نہ گویند کہ صیغہ معلوم و حقیق شرک کہ خالق کل افعال عباد  
خیر او شر اختیار و جبراً و اضطراراً ظاہراً و باطناً باری تعالی و تقدس است۔

**سوال**۔ اگر ترا پرند چون ثابت شد کہ خالق کفر کافر و خالق زناے زانی و کذب **۳۵**







عبد کند افعال اور چون افعال تمیز دارند و تکلیف ضائع کنند ثواب و عقاب را برابر با و ہوا شمار  
اما ای گویند چہ جور و اینست بر چہ جہ از ظلم است خود کند و بر آن عذاب کند این ظلم باشد جو است <sup>جبر چہ</sup>  
گویند فرو آئنا و صد قاف کافر بیا رند و بہ متقابل کفر اور انخواند عذاب کند از گوید کفر مرآتو آفریدی  
و این زمان عذاب میکنی این ظلم است بر من حق سبحانہ تعالی گوید از غیر مولا صورت تو آفریدم <sup>با خلق کفر و این</sup>  
با کفر و در زخم ترا با کفر و آستم و تو ای کفر کرم و ترا از یاسیرم با خلق کفر و این دم ترا با خلق آوردند <sup>ترا با خلق آورد</sup>  
و ہر گاہی کہ تو زدی زدن کام ترا من آفریدم و این دم کہ سگویی با من کہ کفر مرا تو آفریدی و این  
زمان عذاب میکنی ظلم است من آفریدم و ترا در دوزخ من فرستادم رفتن تو در دوزخ من  
آفریدم ہر گاہی کہ تو در دوزخ من آفریدم آتش من آفریدم و صفات احراق و آتش  
من آفریدم و آتش برنت من گماشتم و صفت ثقیل احراق تن را من آفریدم ام و جدان الہی کہ تو  
میکنی آن با من آفریدم ام آن نعمہ و شوری کہ تو میکنی من آفریدم ام اما تو فکر کن کہ ظلم از کلام  
در یکہ رآید و از کلام رہ دخل یافت فافہموا و اعترضوا ایہا البصیرہ والقادرین انہ ستر  
غامض و غور غائر و جبر یہ کہ نفی اختیار عبد کند افعال اور چون افعال تمیز دارند و تکلیف ضائع  
کنند و ثواب و عقاب را برابر با و ہوا سازند و این مخالف اجماع اہل دین و علماء است و این مسئلہ  
قضا و قدر گویند مشکل بحث است مخلص ازین مضیق بے عنایت و توفیق بادی ہرگز نباشد سوال  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحث درین مسئلہ کردن منع فرمود چون صحابہ را ویر اختلافی درین می کنند  
غضب کرد و بر ایشان تمام آنکہ رخسارہ مبارک من رخ شد و گفت انما ہلک من کان قبلکم  
بالاختلاف فی القدر اذا ذکوا القل ایسا سکتوا چون مسئلہ قضا و قدر را نقد عقیدہ بظاہر فہم قرآن  
کبید ہمہ تقدیر خیر و شر و طاعت و معصیت و قضا و قدر کفر و ایمان ہمہ از خداست۔ جہدہ را اور  
و خطی نیست ازین میان معلوم شد کہ او تعالی مرید خیر و شر است و جملہ سبکی و بدی از خداست است قضا  
و تقدیر و ارادت و خلق از دست و مقدرہ سبکی و بدی از خداست تعالی مرید خیر و طاعت است و مرید شر  
و معصیت نیست و ہم چنین کفر بقدر قدرت و حکمت و اختیار و خلق نیست و لیکن مخلوق بندہ و بار او است



و قضا و اختیار از دست خداست ایمان و طاعت بخوابد و بنده خلق کفر و گناه در خود می کند پس  
 باری عاجز از بنده می آید و بنده قادر بر باری می شود و این جهالت عظیم و حماقتی جسم است اما  
 به شبهه ایشان این است که کار می که خلق آن کار خود کند و تقدیر آن خود کند و خلق اختیار بنده آن  
 کار را که ضروری و معوری میگویند خود انکار کند که هرگز خلاف آن بنده اختیار نتواند کرد و قضا  
 آن کار خود کند پس بدان ما مست و عذاب کند ظالم باشد و خدا عز و جل منزله است از ظلم و بطل  
 میری و نقل صحیح جواب این شبهه از جهت سنت و جماعت همان است که بنده را قدرت کتاب  
 داده اند و اختیار نه بری که بیان آن بالا رفته است و در بنده وقت فعل مخلوق میشود و خلقنا  
 مختارین ای خلقنا و اختیارنا هم بدین مقدار ظلم منتفی می شود و موضع مدح و ذم و الزام محبت  
 باشد که ترا این مقدار اختیار ضروری داریم و قدرت کتاب بخشد یم طاعت من گذاشته گناه  
 اختیار کردی با وجود آیات واضح و دلائل قاطعه تو از نعم و توانی آلاوم بدم محدود اختیار ضروری ضروری  
 یافتی که بدان این مقدار و جانی در خود کردی که اگر این کار نه کنم بجای آن چند آن توانم کرد و بمن قدر  
 قدرت ضروری که ترا داریم صرف در گناه و نافرمانی کردی بقدر گناه بتعذیب و عقوبت مستحق گشتی  
 اگر خواهی بخشه و بگذراند اگر چه ازین بخشش توبه هم نه شود و الا از کفر که عدد برین رفته است که کافر را  
 به توبه مغفرت نیست **إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ**  
 حضرت عیسی علیه السلام تعالی و رساله استقامت الشریعت علی طریقت الحقیقت نبشته است که  
 حق تعالی چهار طبیعت را پیرا آورده و هر یک را ضد دیگر کرده و بینها بجتنی نسبتی خاصه داد و بدان  
 نسبت از وواج شد آتش گرم و خشک کرد خاک را سرد و خشک خشکی خاک را آتش نسبت شد آب  
 سرد و تر است به نسبت سردی آب را با خاک نسبت شد آب را سرد و تر کرد و هوا را گرم و تر ساخت  
 به نسبت تری آب نسبت به و نسبت گرمی آتش نسبت حاصل شد ازین اجماع موالید حاصل  
 یک از آن آوم شد کسب ازین چهار طبیعت مناسب و مخالف و آن نوع را دو صفت کرد و مومن  
 بیافرید و مشرک بیافرید و مشرک را بیافرید و اختیار مشرک شرک را بوجدان اختیار خود را



شُرک بودن او بر آن شرک او بیافرید و وجدان آن اختیار ضروری در خود از نفس خویش که من  
 قادر میان فعل این شرک و معصیت و ایمان و طاعت او آفریده و او را باین اختیار او وجدان  
 اختیار او گردانید و مناد آن تکلیف باین اختیار را او گردانید و نفس تکلیف باین اختیار بدین وجدان  
 ضروری او گردید و بجا آوردن این و باز ماندن ازین امر و نهی او گردید و در حق و ذم بر فعل شرک  
 او گردید و الی آن یتیم امر علیّه اجزای ستماری و مافی و هوایی و غاکی که در و بوده اند متفرق  
 شده میل به شکل خویش کرد چون نفس معین صفت تعین گرفت رجوع الی کلام سر نشد باین  
 غیر او گشت پس بوشت شد بآن شرک و آن خلق دیگر است کما تبعثون تموتون و کما تموتون  
 تبعثون و وزخ را او آفرید آنچه مؤلمات و مؤویات است و آتش او آفرید آتش را بر تن مشرک  
 او گذاشت و سوختن و رتن مشرک او آفرید و نعره و ناله و فریاد را و قبل آتش تن مشرک را او آفرید  
 و وجدان الم مشرک را او آفرید اکنون درین بیان بگرام در محکم روی نمود و او خود با خود باز و و  
 و با غیر خود نه پر داز و اگر خود چنانست که مثال ما با خداوند تعالی همچون سلطان و رعیت است  
 یا خوند کار و بنده او مالک آن ملک است هر آئینه اگر چیزی گوید او بکنیز پس بدان بگردد و ظلم باشد  
 که او است و این است و این مثال مادر حق باری تعالی راست نمی آید -

سؤال - اگر ترا پرسند خالق را خالق الکفر والمعاصی گویند یا نه جواب - بگو از بهر ادب گویند  
 بلکه او را خالق الکل گویند چنانکه خالق الخنازیر و الحمیات از بهر ادب نه گویند - اگر چه خالق الخنازیر و الحمیات  
 همون است و همون معنی این آیت است مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنْ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ  
 مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ قُلْ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ یعنی اگر سیئه بر سر اضافت بباری  
 مکنیز بلکه بگو بدیشو میت نفس تو است که تو رسیده است اگر چه همه از خدا است اما تو با  
 اضافت با و مکن این معنی و رفقه اکبر امام اعظم رضی الله عنه می نویسد

سؤال - اگر ترا پرسند که چون کفر قطا کباری باشد و رضا بقضا واجب و رضا بکفر کفر  
 پس چگونه مستقیم آید اگر قضا کباری بود و رضا بقضا کباری بود و این روانیت



جواب بگو که متضمن باری است نه قضا و قبح و مقتضی است نفس قضا نیست زیرا که  
 قضا فعل است و قبح دلیل او نیست که او حکیم است بغير حکمت چيزی فعل او نباشد و آنچه بینی  
 بر حکم قبح در وی است بر نفس قضا نیست لکن رضا بخلاف آن مقتضی است کفر باشد و رضا  
 بقضا که آن نفس قضای بار نیست فرض بود این جواب خوبه زیرا که قول شما که رضا واجب بود  
 نمی شود و بگو قضا را الله متضمن باری است نه مقتضی نیست زیرا که مردمان که می گویند که رضا بقضاء الله تعالی  
 و ادایشان این نیست که راضی شدند بصفات الله بلکه مردمان این است که راضی بکم  
 بمقتضای رضای قضا نه بقضا که صفت وی است جواب بهتر آن است که بگویند که رضا کفر  
 او همیشه که او از قضا است خدا است طاعت است رضا بغير این حیثیت مذکور کفر نیست  
**سؤال** اگر ترا پرسند که چون متضمن قبح بود و باری حکیم حکم قضا بمقتضی قبح چون کند  
 جواب بگو تواند بود که قضای قبح نبود و بدان متعلق باشد حکمتی و معنی حسن در عاقبت  
 فائده باشد و قبح آن است که او را فائده متعلق نه شود و عاقبت حمید و نه بود و بیان آن  
 عاقبت حمید و حکمت که بدان متعلق است در طاعت باشد نیست چه حکمت تواند بشر بیان  
 کرد که در خلق ابلیس و اقدار او بر افعالی که از وی آید در خلق و ذات مؤذیه جز خرس  
 و سکوت و اقرار بربوبیت و اولی را ممکن نیست اگر چه در هر صفتی از صفات و در هر فعلی  
 از افعال نهایت جز به غیر و اقرار بر اضطراب سکوت نیست اما بقدر طاعت بشری و انداز  
 عنایتی که باری بنده را روزی می کند که بر آن فهمی می شود سخن گفته می آید و باز عقیده بر  
 حقیقت آن و استقامت بر آنچه عذرات صواب است جز بر کرم و لطف باری نیست  
 و درین معنی چند نیت خوش گفته است خواجه فرید الدین عطار عظیم الله قدره

۳۸

انفال نام است  
 تمام مقام و مرتبه  
 و اقرار بر عظمت

سبحان خالق که صفاتش بر کبریا  
 در خاک عجز می کند عقل انبیا  
 که در هر قرن همه خلق کاشان  
 فکر کنند در صفت عزت خدا  
 آخبر بجز منصرف آید کای اله  
 و الله شریک هیچ ندانسته ایم ما



تاک رسول الله صلى الله عليه وسلم من عرف الله كل لسانه ويزيد بهدیه  
آمده است من عرف الله طلال لسانه وجه توفیق آن باشد که معرفت صفات افعال  
بقدر وسع و طاقت بشری زبان طویل دارد چون حقیقت زکمه معرفت رسیدگی لسانه شد  
هم بدین معنی بزرگ گفته است ه

هرگز دل من علم محروم نه شد کم ماند ز اسرار که مفهوم نه شد  
چون نیات که کردم از دست معلوم شد که هیچ معلوم نه شد

چون نهایت کار بر عجز از اداله است بعضی بزرگان همین عجز را ادراک نام کرده اند به گفتار العجز  
عن اداله الادراک و اله نهایت علم این است جائی که هیچ مفهوم توفیق خود را  
عاجز باقی نهایت ادراک این است زبانی و خوری و زبانی و خوری که جهل را  
علم نام کردیم و نقصان را کمال و فناء را بقا پس همان من است انشأ بالقدرة و البقا و نسیم  
تخیر بالحق و الفناء و ظاهر شد ازین بیان که طاعت و افعال خیریه خالق و تقدیر و ارادت مشیت و رضا  
بامر و رضا است و کفر و معصیت نخلق و تقدیر و ارادت و مشیت و قضا و نهی با امر و رضا

نیست ارادت و قضا ملازم امر و رضا نه اند آنکه با نهی و نخط جمع شوند و این مذہب معتزله  
نیست ازین جا معلوم می شود که چون مذہب حق بدین است که مرید و خالق و قاضی و مقدر کاره  
که بران خود را صحت و قوت خود را و بلکه کاره و ساخت باشد چنانکه در حدیث قدسی وارد است  
ما ترددت فی امری ترددی فی قبض روح عبدی المؤمن فلیله یکره مناء الموت  
الموت وانا الکره صاعقه الانه جری التقلیر علی ذلک و لا ید منه یعنی  
بے رضای من و هیچ کاره نیست بر اندازد بے رضای من که در قبض روح بند من  
دارم زیرا چه نه دشواری خود را کرده می دارد و کرده او را مرضی من است لیکن او را از آن  
قبض روح چاره نیست که بر آن تقدیر حکم گرفته است که الله کل نفس ذائقة الموت  
باشد قابل تغییر تبدیل نه او را از آن چاره نباشد علی بن ابی طالب و انسی حکمتی ناخوش خود می خویش کند باره

و فی العلم

نه اندر با نهی و نخط

علم



بمیزانش کفر بسیار است یا ایمان و معصیت بسیار است یا طاعت لابد کفر بسیار و معصیت بسیار  
و هر دو نامرضی و مسخوط چون مسخوط و نامرضی و نامطلوب خود و بنا بر حکمت بسیار کند از مرضی و مطلوب پس  
مطلوب و مرغوب مرضی خویش از وی و آنجا چه خواهی و چه طمع داری نه که طمع خام می بینی اهم  
للا انسان ما تمشی به

دست بد امان و در نیست باز و کس بوالهوسان فضول سیر گریبان برید

والتواب و رب الارباب و این الماء والطین من حلیث سبب العالمین  
خوش تنبیه و قرآن می کند که یحذرکم الله نفسه خداے شمارا از خود میترساند چون نباید  
ترسید کسی که او خود گوید که من شمارا از خود میترسانم و این تنبیه محض کرم و لطف باشد و این جا  
معاد و شبه جهالت و حماقت معتز که صلح عباد بر باری واجب گویند که اے احمقان از صلح  
در حق بوجمل ایمان بود چه خداے او را ایمان نداده و صلح در حق همه نبیا و اولیا بلکه  
بمخلوق و صلح به تنبیه هم بود چه را بمرتبه محمد صلی الله علیه و آله و سلم نرسانند و چون صلح  
برود واجب است ترک چه باشد و معنی وجوب در حق باری چه توان گفت که ترک  
موجب عقاب باشد و عقاب برودے که کند و چون وجوب ثابت شود پس او را چه مانع شد  
از ایمان بوجمل چه دانی بود و سوسے ایمان ابوبکر رضی الله عنه و برو چه مدح آمد بر سائیدان  
انبیا و بدرجه نبوت و اولیا بدرجه ولایت هر یک را این درجه رسانیدن برو واجب بود  
و چه منت باشد بر ایشان که آنچه واجب بود کرد و الاستحقاق عقاب و عتاب شدے و لایق  
الوجوب است نه بودے و اگر گویند همه حکمت متعلق است و اطلاع بدان جز باری را نیست  
پس هر سوسے بر چیزے که داشته است حکمت داشته است و صلح در حق او همان است  
پس وجوب برو چه معنی دارد و راه حکمت که او حکیم است قول به صلح معنی دیگر نباشد پس تصدیق  
چندین بیفایده باشد پس حاصل این سخن با حیراة علی الله دعوی صفتے که نه لایق جمال او باشد  
و آن تزیین است و جمل ظاهر است یا مصلی به معنی است بهر باب صاحب ادراغ غفل

و از این جا

و راس





درستی نیست پس گفته اند متکلمان المؤمنین که نمیست احکام و اما آنکه در قرآن و در روایست و اما  
 است و آیه فی القرآن علی الله رزقها علی دلیل بر وجوب کدپس رزق و واجب است باشد  
 بباری و نیز در حدیث بسیار آمده است که حقاً علی الله است واجب علی الله ان یرزق خلقه  
 البته و شمای گوید که وجوب بر خدا محال باشد مای گویم که وجوب در آیت و حدیث بدین معنی است  
 بر دست که مخلص خوش آن فعل جهان لازم کرده البته خلاف آن نه کند بدان مای که هر چه واجب باشد  
 نه آنکه بدان معنی که ایشان می گویند اگر نه کند لایق خدا فی بود ظاهر باشد لکن از درجه الوهیت باشد معاذ الله  
 این سخن بیج و اناسی نه گوید پس این چنین احمقان بنگار کرامت اولیا کنند عجب نباشد اما اگر بدین  
 معنی که در بعضی کتب کلامیه طور است که ایشان احراس نبوت بگویند یعنی بخارسته که بدست ولی  
 قیوم ظاهر باشد یا در حیات نبی یا بعد ممات او اثر صدق نبوت از نبی است و بر تو نور اتباع نبی او  
 و دلیل صدق نبوت آن نبی اوست نه آنکه این با استحقاق حق این خارق شایسته آن نبی شده بود  
 و گرنه سد باب معرفت خصوصیت نبوت آید آن زمان اختلاف جزئی نباشد زیرا که عموماً استظهار علی  
 تتبع را کفر است حقیقت همان است که بدو است اتباع نبی و باستدوار بر تو نور نبی خویش است که بدین  
 خارق رسیده است و هر شخصی که این عقیده بکند از خود کافر است پس ایشان منکر ظهور خارق  
 غیر نبی نه اند و لیکن استظهار را منکر از معنی متفق است خلاف و لفظ بیش نباشد که اگر معنی لیا  
 گویند با حرارت نبوت ایشان حرارت نامند اما کرامت گوئیم و معنی هر دو یک باشد و آنکه گویند  
 که ایشان منکر از سبب آنکه که سیر معرفت نبی خواهد شد سخن باطل است زیرا چه نبی مقارن و حق  
 نبوت خارق ظاهر خواهد کرد و ولی بدعوی اتباع پس فرق ظاهر باشد و صاحب طبعی شرح کلمات  
 بر ایشان طعن کرده است از بزرگ نقل کرده معلوم شد از انکار کرامت ایشان که پیش یکم از  
 ایشان دلی خدا نبود و بدرجه محبت و ولایت نه رسیده همه مطرودان و مخزولان بوده اند زیرا چه  
 از ایشان اگر کسی بدین درجه ولی رسیده بود از خود احساس خارق عاقله غالباً  
 کرده پس انکار نه کرده

مخط آن درجه

میکنند

سید معرفت  
مسلک



۴۹ **سوال** اگر ترا برسد تکلیف فعل الله است بر عباد و برائے آن فعل قدرت باید و اگر نه تکلیف  
 عاجز آید و آن حال است و آن قدرت مع الفعل باشد نه قبله و بعده **جواب** بگو پیش از این سنت  
 جماعت برائے هر فعلی که عباد بدان متکلف گردد و قدرت باید که وقت فعل در عباد مخلوق باری  
 حوادث شود متعارف با آن فعل تا آن فعل در وجود آید و این را استطاعت خوانند و آن مع الفعل  
 که اینست الخاتم مع حرکت الاصب قبله و بوره نباشد زیرا چه عرض است اگر قبله و بعده گوئیم در وقت  
 فعل موجود نه بود پس تکلیف وجود فعل فاعل بدون قدرت بر آن فعل لازم آید و این محال است  
 اما تحقیق این بحث در کتب مطول چنین کرده اند که چون این قدرت امر غیب است اینست تکلیف  
 برین نه شد لیکن اینست تکلیف بر صحت اسباب آلات شد که ظاهر نیست از روی عقل و عادت  
 کسی که صحت درست و پا دارد و اسباب دارد و این قدرت هم وقت فعل مخلوق باری می شود  
 سبب این فقیهان همین را اقامت کرده اند مقام این قدرت و میناست تکلیف همان گفته اند  
 یا از نفس فعل مقصود باشد چنانکه توجه خطاب ادا و آخر وقت که بدان چهار رکعت ادا تواند کرد  
 یا جماع است که قدرت حقیقی مشروط است تا آن وقت مع الفعل حادث نه شود و فعل نه شود  
 فعل حقیقی در وجود نیاید و اگر مقصود از تکلیف ظهور آن در خلق است چنانکه توجه خطاب ادا  
 و آخر وقت که هر چه تواند لذت آنجا هم قدرت کافی است به توقف شمس فعلی بند ابر محدث  
 اگر مطالب او وضو یا آب باشد قدرت حقیقی بر آب مابدی بود اگر مقصود تحویل از اصل سوسه  
 خلق است تو هم قدر بر آب گرامت کافی است که اصله مسافر اول و خطاب چنان کافی  
 پس از این سوال است سمع و و گانی بعد از سفر این سخن و تحقیق و کشف شرح حسامی و بزودی هست  
 اما چون معتزله فعل را مخلوق الله شکر شد خلق آن قدرت را نیز منکر اند ایشان تکلیف متنی هم بر صحت  
 اسباب و آلات گویند و آن مقدم است بر فعل لابد قدرت مقدم بر فعل گویند  
 ۵۰ **سوال** اگر ترا برسد چون وقت فعل حق تعالی احداث قدرت آن فعل در و س کرده بدان  
 قدرت که مخلوق برائے آن فعل است معاقا و بر بزرگ و نیت پس او مضطر شد سوسه آن فعل فیکان



تکلیف العاجز و تکلیف عاجز عیبت است زیرا چه تکلیف قادر باید پیش از آن بفعل نکند  
 بفعل و او درین وقت عاجز است بر فعل فلا یكون مکلفاً چنانچه بگویم بدان قدرت  
 قادر است بین الترتیب و الفعل عند انی حنیفه سر منی الله عند مدین معنی که حق توانا  
 وقت آن فعل در دوسه قدرتی احدث میکند بدان خود را و اجد می باید اگر من خواهم این فعل  
 کنم و اگر خواهم نه کنم پس قدرت و اجد یصلح الضدین شد فلا یكون تکلیف عاجز  
 سؤال اگر ترا پرسند پس درین تقدیر اقرار بشود و بوجود استطاعت قبل الفعل زیرا چه قدرت  
 کافر که بدان کفری آورد و آنچه صالح است بر اے ایمان و آن پیش از ایمان حاصل شره هم بدان  
 بایمان مکلف شد پس لازم شد اقرار بوجود استطاعت قبل الفعل و اگر جواب این سوال چنین باشد که  
 قدرت عند التعلیق بالکفر و طرفة البیة صالح بر اے ایمان است و کذا لک العکس پس آن قدرت که  
 بر آن ایمان متعلق شد و صرف آن سوسه اوجست قبل الایمان نبود اما آن نفس قدرت صالح بود  
 قبل التعلیق که بدان منصرف شود الی الضدین و عند التعلیق متعین بر اے یکے شد پس تکلیف  
 عاجز بنفس قدرت نیاید این جواب مشکل است زیرا چه این نفس قدرت هم مقدم بود بر احد  
 الضدین و یکے از دو ضدین در وجود مقدم بود و هم ضد و امر تکلیف بر ضد ثانی موافق بود  
 اول است هم بدان قدرت که ضد اول بدان حاصل شد ازین شبهه خروج مشکل باثبات  
 ازین شبهه جواب بگویم دیگر اوند که تکلیف معتبر بر صحت اسباب و آلات و آن بے شبهه مقدم است  
 بر فعل و تکلیف مقارن آن است فلا یكون تکلیف العاجز و اگر مقصود از نفس فعل است خود آن فعل  
 مقارن بآن قدرت است پس به هیچ نوعی تکلیف عاجز نخواهد بود.

سؤال اگر ترا پرسند یکے از افعال باری تکلیف است و آن اگر در وسع مکلف نبوده عیبت  
 باشد زیرا چه مقصود ب تکلیف ابتلا است میان آنکه کند یا نه کند عقاب و ثواب یابد و چون مقصود  
 او نبود فائده نه باشد و تکلیف بدان عیبت بود و عیبت بر باری روا نبود و نزد یک شما  
 که کفر کافر را و باری بخلق باری و با اختیار باری و ازند بے اختیار نتواند کرد و ایمان او تحصیل باشد

مقدم است بر دو







ابتداء است باینکه فی فعل فیض و بین ان لا یفعل فیما یتب و اما یفعل مقتضی و اندوختن  
نیست بلکه تغذیه و تہ صفت است و از وقت فعل و شوار از یکے قہراً و جہراً جزا و شیائے السائیۃ  
که این چنین بکن و معلوم است کہ نہ تواند کہ درین پس عذاب بر دے محقق باشد و چنانکہ مولی  
وقت غضب بر غلام گوید کہ یک سہوے پر آب شور یکی بخور و میداند کہ طاقت دے  
نیست اما قہراً و تغذیاً تمحیل آن می کند این از خداے و رحق بزرگان گنہگار و بدکردار  
وارد است چنانکہ انواع تغذیه و غیر ما رحق تعالی تعلیم و عای کند کہ بدین نوع عذاب  
بارا معذب نگردانی میگوید و لا تَحْمِلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ پس امتد لالی بکلی براس تکلیف  
کردن خطا عظیمیم باشد و امر با حیلے سوختن صورتان زور و زور قیامت و امر بپشیمان  
نمایا کہ اسما و اشیا کہ عرض بر ایشان بود امر تمجیز است نہ امر تکلیف۔

سؤال ۵۳۔ اگر ترا پسندیکے از افعال باری تعالی ارسال رسل است و مکتوب و آن چه  
باشد و اگر قبول عین موافق عقل آید و خود آن عقل کافیست و اگر مخالف عقل آید و کسی  
و شفعه و غیر آن چہ عقل جمیع است از جمیع اشیاء و مناقضه بآن روانہ باشد و بر خلاف عقل کا حکم  
مستحسن نشود و فایده ہم و آن فرستادن و نباشد و نیز خود قاطع است بر ہدایت مردمان  
بلا واسطہ کسے و در حقیقت همان است کہ ہادی حقیقی ہموست اگر کسی بعد از ارسال از یک ایمان  
خواہد ادا ہادی نبود ہرگز او ایمان آوردنی نیست و آنکہ او ہدایت خواہد و نبی را غرض احوال کہ ہم  
کہ مطلوب ایمان او نبود ہم او ایمان آورد و مومن شود پس نبی و در میان چہ شد و فائزہ ہست او یہ  
چو اب تکلف و تہذیب و از اشیا بر سہ نوع است یکے موافق عقل کہ بآن حاکم بود و آن کافی است  
چنانکہ عارفان ہم یکانی خداست تا بید العقل بپور شد براسے آن نبی حاجت نہ و لہذا فقہا  
گفتہ اند کہ ہند و توحید نفس عقل خود مانور است شائق کمال مانور است باصل ایمان و معذ  
است بزرگ آن اگر چہ بدو تبلیغ نبی رسیدہ باشد و نوع دوم عقل حاکم باستحالہ آن است چنانکہ  
وجود شریک باری و برائے او ہم عقل کافی است حاجت بہ نبی نیست بل ہم نبی شائق عقل بہ کفر



و شکر ما خود است بچون امتناع و استیاضت بین النقیضین و الفیدین بدان صفتی که عقلا گفته اند و اما  
 سوم نیز آن است که عقل نه باقتناع آن حاکم و نه بوجوب آن قائل امری است ممکن  
 و نه باقتناع عقل مستور و نه عقل را بران هدایت نه اختیار نه بوجوب نه باقتناع بران  
 اختیار آن را و تعلم آن را و ساینده آن را از خداست به بندگان نبی لایبی باشد چنانچه تکلیف نفع  
 ایمان و اخیر احوال بهشت و دوزخ و بعد از حشر بقول نجر صادق صحیح و راست نیست  
 انسان بدین حال که در دو بقاییدان دل را متعلق اند کند و بدست سعادت و ابرین تر سر عقل  
 این با کفایت و هیچ راه نیست لایبی باید که حمله است عتقاد بر قول فعل او کند و هر چه گوید ایمان  
 آن روز بدان سعادت و ابرین حال کند و از محروم باشد و دور از خدا و قربات و ثوابات و درجا  
 او باشد پس ثابت شد که نبی لایبی است باید و اما جواب از شبه دوم آنست که از روی حقیقت  
 همین است که در حقیقی دوست تعالی و تقدس و قرآن گفته است **أَنكَ لَا تَعْقِلُ نِي صِرًا**  
**أَجَبْتِ وَأَكْبَرْتِ الْمَلَكُ نَجْدِي مَنْ نَشَأَ** و در جای دیگر گفته است **لَعَلَّكَ نَاخِعٌ لِنَفْسِكَ**  
**عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا** و بزرگ دیگر هم بدین معنی گفته است  
**أَلَمْ يَكُنْ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الْغُلَامِ لِيُؤْمِنُوا بِهِ إِذْ هُوَ قَاعِي** و حقیقی باری بود نبوت جزو اسطه  
 و در میان نه باشد و فائده معتد به بذاته متعلق نه باشد و لیکن نسبت شد جاری بدین شده که هیچ بنده  
 با واسطه و وسیله نبی خلق هدایت درو نه کند و بخود و اسرار خود راه نه بخشد و در فضیله خود  
 بهر نه کشاید و در رسالت که آنرا بهشت نامند و دیدار خود که اگر م انواع مرام است  
 و در دفع نعیم جزایان به نبی وقت خویش نه کند و امر بدین کرد **وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ**  
**إِخْلَامًا رَافِعًا** و در کلام که هیچ یک را بدان درگاه با جلال و جاه راه سرانم بود و جز با تابع و دست  
 از دوستان او که او را به سعادت سوسه بندگان اختیار کرد و با هر خویش او را بهر  
 و هویت بندگان خویش فرستاده باشد ایشان را به قبول قول او انقیاد و ادا و نواهی تر  
 و ثوابت و محبت و محبت خویش تو فقیق داده باشد ایشان را بدو جبه و لایت خود و مقربان جبه و لایت خود

لا  
 نیست نه بوجوب  
 و نه باقتناع

لا  
 باید نه بوجوب  
 و نه باقتناع



گردانید و بدولت اتباع آن نبی نان ریزه از خوان آن نبی نصیب وقت ایشان کنند <sup>ل</sup> کرده اند  
 وللارفق من کما س الکرام نصیب یکے اندیشه کن در ظاهر بادشاهی که می باشد که هیچ کس اگر چه  
 اخلاص و بندگی در کنج خانه خود با بادشاه دارد اما با تقرب برود و وصول و مشاهد و باو و حضور  
 مجلس او هرگز میسر نشود و اگر بوسیلت مقرری از مقرران او و خاضعت از خواصان او پس تحقیق  
 شد عقلاً و نقلاً چاره نباشد از نبی که بدان خلق راه خدایا بند و بدرجه ولایت هم رسیده و  
 رسالت بود و اباشد یکے از متعلقان به یاری دینی او بدرجه نبوت <sup>ل</sup> صطفی کند چنانکه یارو باشد  
 را بر اے وزارت موسی نبی گردانید و یوشع بعد موسی هم بر اے دین طبی نبی شد و اباشد  
 که بعد از نبی دیگر اے برسم و شریعتی دیگر مبعوث شود و مانع شرع او آید چنانکه عیسی بود موسی  
 آمده بود بر دے کتاب و شریعتی دیگر آمده است اما بعد بحث نبی ما که خیر الانبیاء و افضل الاولین  
 و آخرین ختم نبوت شد که بعد از نبی نه باشد مهمامت او باشد متابع او باشد تا آنکه چون  
 علیه السلام نازل شود و هم متابع است رسول الله باشد و هر دین رسول الله نازل شود  
 تا آنکه امامت نه کند چون وقت نماز در آید امام شما هم از شما باید و من جز با متابع نبی شما برآ <sup>ل</sup> بگوید امام  
 یاری دینی شما فرد نیامده ام رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم میگوید لو کان موسی حیاً لمسا  
 و سعه الاتباعی و مهتر خضر که نبی بود امر و زور و حانی شده است اتباع ندارد و بر اے اتباع را و <sup>ل</sup> بر اے اتباع موسی  
 بآید و ذمه متعلق به جسم است و او از ان میسر و درین وقت مکلف نمانده و اهل بشر <sup>ل</sup> ذمه ندارد و بر اے  
 و جن نبوت او را حکما شیخ الغیب نامزد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم گفت انما مبعوث  
 الی الثقلین ای الحق و الانس پس چنانکه ملک نبی برایشان مبعوث نبوت بر دے هم نبی مبعوث  
 نیست او نیز ملکی شده است و بعضی روایات آمده که بعد بحث نبی ما همه متبع نبی ما است  
 کذا فی التمهید و اما الخضر اختلف الناس فیه قال بعضهم انه ولی و قال  
 بعضهم انه نبی و قال بعضهم انه رسول الله و اجمعوا انه لم یسبک  
 صاحب الشریعة و لا صاحب الکتاب اما طائفه اید ال و اما و ایشان ارامت



نمودند و قسری از خود و رادمندان او را خوانند و کارگزاران او را می بینند علی رضی الله عنه گویند  
 و امر خود را اولیا الهی است و امر خود را به محبیه بدست او است و حق او را بدست خود است  
 لا یدل قریب من حبیب الرحمن الا غلبوا الله ورسوله واما اذا افاضت رحمت الله بالاناس فکان الله ما هو  
 فی اولی الامر واما قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم لا بد الی ثلاثون رجلاً قالوا  
 کون قلوبهم اجمعین واما بعد الی ثلاثون رجلاً واما عن النبی صلی الله علیه و آله  
 ان یومون رجلاً اثنا عشر رجلاً بالشام وثمانیة عشراً بالعراق وکمل ما مات واهب  
 یدل الله مکانه انما فاذا کان عند الفیقه ما تروا واما عن النبی صلی الله علیه و آله  
 حقا واما هم اربعون رجلاً وثلثون منهم علی قلب ابواهم فی کشف المحجوب  
 من انما الی ایشان را خیر وچهارتن اند ایشان را ابدال گویند وچهارتن اند ایشان را  
 واما وگویند وچهارتن اند ایشان را ابدال گویند وچهارتن اند ایشان را  
 وابدال میان خود می گیرند وگویند وچهارتن اند ایشان را ابدال گویند وچهارتن اند ایشان را  
 واما الی ایشان را ابدال گویند وچهارتن اند ایشان را ابدال گویند وچهارتن اند ایشان را  
 که وقت حشر پیدا می شوند و وقت آنکه خضر می خواهند و آن غائب میگردد علی رضی الله  
 عنه ایشان را پروردگار آید که در شب حشر از خدا می خواستی که قسمی از امت من پیدا کن  
 که قیام است من بدیشان باشد حق تعالی ما را پیدا آورد و کارگزاران او را به امتان تو گردانید  
 و هر چه بود بر سر ما میرسد و هر که در شوق و مغرب یک بدست زمین نباشد که بر سار  
 در بر ما نباشد تا قیامت در صحنه ارض بر کثرت قیام جهان و خلق بر آن باشد امر در شکر هم که ترا  
 بخار به با مخالفان است بر سر باری و بی تو آمد و ایام باز رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم علی ما  
 را گفتند و در ایشان گویند که هر که در میان آن که هم زخم خورد و زخم بخورد شامی خور و نبید و  
 و هم خورد اهل قبال و جهاد نباشد شامی بیرون آید ایشان بیرون آمدند این حکایت هم میان خود  
 ابدال کنند و در کتابی روایت شده است و بعضی گویند خضر است که امر و راست غیر آن

العلیین

عنه

است

که این

بدان





خضر است کہ با موسی تعلیم آید و بود او عامل حقیقت بود نہ بنی او افعالی کہ گرد از قتل غلام و حرق  
سفینہ ہمہ خلاف شرع بود و الا صاحب شرع موسی علیہ السلام منکر نہ شد سے و شریعت و یک جز شریعت  
موسی علیہ السلام در حیات او نبود و جواب ہم حقیقت گفت و الا در شرع اگر امر و نہیکے گوید کہ مرا  
خداے تعالی گفت کہ فلان را بخش کستم اورا کشتن از روی شرع واجب باشد بالقطع و رسول  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش خود قصاص کند و این سخن اگر چه راست است لیکن مجموع ندارد کہ عالم خلق با تبعاع  
شرعیت آمد و این واجب و وجوب حقیقت عمل بر موجب حقیقت باشد شریعت راست نیاید  
ہم ازین جا گفتہ اند عارف صدیق آن است کہ عالم بہ حقیقت باشد و عامل بہ شریعت بود  
و عارف نزدیک آنست کہ عامل حقیقت بود بر مقتضای اصول حقیقت حقیقت را افعالی  
سازد و عمل ظاہر را بدان مبتنی کند۔ فی الحاصل آن خضر بنی بود و این از ارواح خلاص است  
تمسک ایشان بقول نبی کہ او فرمودہ است لو کان الخضر حیاً لزارنی پس این حدیث لیل  
کند خضر را ملاقات یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم و مردمان گویند بروئے زمین تاسد  
سال از ہجرت ششمی نماند کہ رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم در مدینہ و در مسایح  
منقول است و در قوت القلوب ہم گویند پس خضر زندہ باشد و جواب نبی توان گفت کہ علی  
وجہ الارض می گوید و او در وجہ ارض از جنس مردمان نیست ہمراہ حدیث است از صحابہ  
کہ روئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم باشد زیادت از صد سال پس زمین نماند و او درین مردم  
داخل نیست۔ اما جواب حدیث دوم لو کان الخضر حیاً لزارنی جنس لو ان گفت کہ  
قصہ میگویند کہ وقتی کہ سکنہ روضہ القربین سد کرد و خضر را براسے تعالیمت بر آن داشت پھر  
خداے اورا آنجا خواب افتاد و صد سال بخت ہم درین صد سال بعثت نبی مابود و تمام ہم  
شد۔ چون از خواب برخاست پرسید کہ محمد حسن الزمان مبعوث شد یا گفتند شد و گذشت و منی  
حدیث آن باشد لو کان الخضر حیاً لزارنی بالقطع آید و اگر در حیات و قوت القلوب  
و عوارف مبعوثات عشر اہم تیمی از خضر نقل می کند و خضر از رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم



کرد. و رسول الله خضر را قیلم بیست و شش کرد و خضر را بر اہم تیمی کرد و او بمردمان رسانید این  
نوع میان مشایخ و اولیاء اہل کشف و مشاہدات بسیار واقع است اصل شوق در اہل سلوک است  
سؤال - اگر ترا پسند کہ هیچ ولی بمرتبت نبی برسد و یا فاضل از نبی شود یا نہ؟ جواب بگو  
روان باشد کہ هیچ ولی بمرتبت نبی برسد و یا فاضل بود ہمیشہ جملہ اولیاء مفضل باشند و انبیاء فاضل و  
دیج ولی بدرجہ نبی رسد البوزید بسطامی گوید ابتداء درجہ النبوة انتہاء درجہ الولاية  
چون ولی بدرجہ ولایت نہایت رسیدہ باشد پیش آن بلا علت و سبب بلا امر مکتب عنایت من الله  
و ہمہ بغیر صنع از ان ولی یکے را درجہ نبوت شود پس چون باشد کہ ولی بدرجہ نبی رسد و یا فاضل  
از وی باشد این سخن مومنان نباشد۔

سؤال - اگر ترا پسند پس معنی است حدیث رسول الله را علماء امتی کا نبیاء بنی  
الانبياء و در احیاء افتادہ است او افضل فی جہے دیگر آمدہ است لشہداء امتی فی الجنۃ  
بمقام یغبطہم الانبیاء و الاولیاء پس چون غبطہ کنند بدان مقام رسیدہ باشند این دلیل فضل  
شہد باشد بر انبیاء ماضیہ جواب - بگو اینجا اصل کلی است اولاً تمہید آن باید کرد تا حل این  
مشکل شود و آن اینست کہ فضل بر دو نوع است یکے فضل استقلال و تصدی و دوم فضل اتباع  
و ضمنی فضل تصدی و استقلال هیچ ولی را بر انبیاء حاصل نہ شود و اما فضل ضمنی کہ آن بدولت  
اتباع نبی خویش کہ اورا فضلے بر سایر انبیاء است ریزہ از خوان نبی خویش چہند کہ آن خاصہ  
نبی اوست کہ نبی دیگر را با استقلال آن ندادہ اند بدین فضلے بر انبیاء این متابع را حاصل نہ شود  
کہ طفیلی است بہر حال و او بہر چہ دایر و با استقلال و اشتداد و دار و دہرگز آن فضل از دے رفتنی  
نیست و بدین جزئی و ضمنی و طفیلی فضل کلی بران مستقل براسہ ہرگز حاصل نہ شود و هیچ عاقل آن  
فضل را اعتبار نہ کند هیچ کس بدین سبب بر دے فضل نہ گوید۔ کس کس است و ملک ملک  
پارے بات لیش در شاہدہ یکے با و شاہے اورا چند ہوا خویشے و مقربے با استقلال ہستند  
و ہر یکے بدرجہ میان ایشان فاضل و مفضل است و ہر یکے متابع و مقربے و خاصہ



و کسی از آن خویش دارو یک ازین خواصان بادشاه را خاص باشد که هیچ یک از او سبتر  
 نیست و نبود. او مخصوص به جرعه و نواله و به صحت و به از سبتر که با مقرب به دیگر نباشد آن مقرب  
 بیرون آید آنجا از خواصان خویش گوید و برساند که از آن جرعه و از آن نواله و از آن سر بمقربان  
 دیگر که باستقلال مقربان باشند نرسیده باشد. بدین معنی این علامت و کس این خاص خواص  
 فحله بدان دیگر مقربان و ملوک نباشد لیکن ایشان غبطه کنند و بدان علم آرزو کنند و ایشان را از خود  
 بهتر دانند که مقصود رسیدن باخص انواع قرب است و آن به یک وادند و در خور آن ایشان  
 را دوستی نباشد جز با تبع و ایشان را اتباع ممکن نباشد که ایشان را مستقل می باید بود که هر یک فرمان  
 بردارند. پس معنی یغیبتهم معنی او افضل و معنی قول موسی علیه السلام اللهم اجعلنی  
 من امة محمد همین است موسی علیه السلام علم داشت بوحی که محمد بنی آخر زمان افضل انبیا  
 خواهد بود و هر چه انبیا هم رسیده اند او خواهد رسید و او بخیر مخصوص خواهد بود که هیچ بنی را نبود و ائمت  
 او بدولت اتباع او طفیل او بدرجه مخصوص خواهند رسید که نبی دیگر بدان استقلال نرسیده و لابد دعوت  
 کرد اللهم اجعلنی من امة محمد صلی الله علیه و آله وسلم. و انبیاء دیگر چون شهدا را  
 بنیند که بدولت اتباع محمد رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم و طفیل او بدرجه رسند که خود باستقلال  
 نتوانند رسید غبطه کنند و بدین جزو از ایشان را بخود فاضل بنند اگر چه این ضمنی است و الضمیت  
 لا یعتبر کم من شیء یثبت ضمناً و لا یثبت قصداً چنانکه در و دابل نبی روانیت بخلاف سائر  
 انبیا که باستقلال که بر هر یک رواست پس این در و در ایشان کلا در و و باشد و این فضل ضمنی است  
 کلا فضل بود و این فضل جزوی ضمنی طفیلی مستلزم فضل کلی بر سر آن مستقل و سر و ران مستند حال  
 نه شود و هیچ کس وزیر را بر وزیر دیگر فاضل ندانند و بران مرتبه نه رساند اگر چه با تبع آن  
 صاحب خود آن کس بجای رسیده و اطلاع بر سر آن اسرار آن بادشاه کند و وزیر دیگر را نباشد  
 ولیکن تا به حال وزیر وزیر است کس است این سخن اهل تحقیق است و ایمان هم  
 برین منعقد است.

یک از میان ایشان  
 خواصان

نخامه از خواصان

هر یک که فرمان بردار







پیش آید شخصی بقصد سلامتی پناه نهد که درست بگذرد و بغير قصد ناگاه پاسبان بخشد آن مرد و در  
 خلاش افتد این زلت باشد گناه نبی هم بدین مثال بود. مثلاً آدم علیه السلام قصد اکل شجره کرد بین  
 گمان که منی جنس شجره نیست همان درخت معینه است پس اکل برعم مشروط عیت زلت شد که جنس  
 حرام نبود و همچنین در جمیع زلات انبیا قصد شریع شده است اما بغير قصد ایشان را لغزشی سوء  
 معصیت افتاده. چون انبیا بودند اندک بدین مقدار ما خود نشدند تا توبه کرده اند و توبه ایشان  
 بر سر خویش قبول کرد و جز ایشان مثل این فعل ما خود نباشد ان الله البلاء علی الانبیاء فالامثال  
 الاکامثال یعنی نبی که ایشان ما خود اند عجب گناه که از ایشان گناه گیرند از دیگران این نباشد  
 تا در آن قصه آمده و درین اظهار فضل ایشان می شود و توبه میب است می شود که ایشان مقربان و  
 سران محبوبان و محبان و انبیاء می اند ایشان را بدین مقدار گرفتند شما گمانید و در چه حسابید  
 بپوشید و از اینها سینه نکنید و گستره چهار نباشد اگر شمار امن بدین بگیرم حال شما چه باشد بشنود  
 پس زلت که خطاب آمد تا روز قیامت وَ عَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى اگر چه جاء و دیگر می گوید  
 تَسْبِيحِي وَ لَمْ يَجِدْ لَهُ مَعَهُ مَاءً اما در عالم و او تا روز قیامت فَغَوَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى  
 فاعتبروا یا اولی الابصار و اولیای خدا محفوظ باشند و فرق میان معصوم و محفوظ آن است  
 که معصوم واجب العصمة را گویند یعنی واجب است که معصوم باشد از گناه و محفوظ جازر العصمة  
 خوانند یعنی روا باشد ولی را قصد گناه افتد یا توبه از آن باز آید از منصفیت لایت ساقط نشود  
 اما غالب احوال ایشان این است که ایشان هم از قصد گناه محفوظ و مصون باشند

سوال - اگر ترا پسندید چون تحقیق شد که جز با اتباع محمد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم هیچ کس را  
 راه نیست - این جوگیان و برهمنان و سواسیان و کابریان و رهبانان و قیس که مجاهده های کند  
 بدان خوار تری بر ایشان ظاهر می گردد و در هر چه میگویند از غیوبات همان می شود و بر آب می روند بر هوا  
 می پیزند و در محال مختلف در زمان واحد دیده می شوند این بر چهل افتد و چینی دارد و جواب  
 بپرسش تحقیق و حق این است که راه نجد اسلام و درست و بخوف و با امن جز با اتباع محمد رسول الله



صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نسبت به پیچ کسی مرتبه ولایت و درجه قربت نزد جز با تبع رسول اللہ در دنیا و آخرت اما این طوائف که ذکر ایشان رفت همه ملعونان و مطرودان و مکرهان اند با خداے تعالی دوستی و قربات و نسبت ندارند محروم از خدا و از صفای خدا اند و در آخرت و دنیا مینقص و منقصوب اللہ اند و همیشه در دوزخ بانواع عذاب گرفتار باشند و هرگز در عی خلاص نیابند اما ظهور و خوارق که در حق ایشان می شود آن استدراج و کراست در حق ایشان که ایشان را بدان غلوے و انهماکے مجرم حال شود و خدا لت بدان بیشتر باشد و بدان استحقاق ر و لعن و تعذیب بود و خوارق بر چهار نوع است یکے جوہ الکرخارقه با دعوت نبوت بود و در ایام جواز نبوت و دوم کراست خارقه که بدست متابعی که بدولت اتباع نبی خویش حاصل آید و سوم مومنیت آن خارقه که بدست عموم عالم آید که سبب عون و تقویت می شود و برائے تحمل اعیای عبادت و مشاق طاعت و چهارم اندر آن که بدست غیر متبع ظاهر می شود و چنانکه جوگی و طوایف که ذکر آن بالا رفت.

سوال اگر ترا پسندیدگیونی یعنی بعضی مردم که ایشان ایمان به خدا پر میگیرند ولیکن اقامت شرایع نکنند آن را عرفان نامند و شریعت را در حق عوام گویند و خود را از خواص شمارند و گویند که تکلیف بر ما نازل نیست یقین ما را حاصل شده است و خداے گفته که **وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ لَا تَلْشَاقَ الْيَقِينَ** چون یقین آمد و عبادت مقیاس پس بکاف نماندیم به پنج تکلیف **۱** جو **۱** **بَلَّغُوا نِعْمَ نِعْمًا بِاللَّهِ مِنْهُمْ وَمِنْ مَقَالِهِمْ وَمِنْ سَوَاءِ ظَنِّهِمْ وَمِنْ شَرِّ أَعْمَالِهِمْ وَسَوْءِ أَعْمَالِهِمْ** ایشان طائفه محده اند از خدا و مصطفی و در اند و خدا و مصطفی از ایشان بیزار اندن ایشان بهتر از کشتن صد کافر باشند بهی اهل حق اینست تکلیف بقای و ماست تا جان عقل با تو باقیست تکلیف بجمع شرایع قلیله و کثیر باقی است و منکر این سخن کافر باللہ العظیم است و معنی اینست که و اعبد رباب بالکفۃ و المشقة حتی یا تلبس الیقین یعنی چون یقین آید و در مشاهد و چنان فرو گیرد که عبادت را مشقت نداند تا تکالیف نرود و لیکن کلفت تکالیف بر دو وجهی بمقابلت لذت مشاهد و حق در حق آن اندر هم مشاق سهل و آسان بلکه لذت نماید



چنان باشد که خورنده را در خوردن و خواب کننده را در خواب آن لذت نبود که بیدار را در بیداری و صائم را در صوم ازین کارکنان تحقیق کند که با جمیع بدین قایل اند یکے از ایشان گفته است ه

اگر لذت ترک لذت بدانی و اگر لذت نفس لذت نخوانی

در ویشے را در وقت مرگ گریه کنان دیدند پرسیدند ترا چه می گویا ند گفت آن لذت است که در بیداری وقت سحر قریب صبح می یافتم نخواستیم یافت بعد مرگ سبب آن می گیریم اما اگر فراغت و واجبات و محرمات و سنن و رواتب برپا می دارد و در بعضی نوافل تقصیر می افتد و در او چندان زیانی ندارد که نوافل اند یعنی زواید اگر بجا آرد مزید باشد و الا نقصان حاصل در مرتبه و نباشد اما نقصان مزید در نقد وقت که متعلق بدان نوافل است قطعاً بود و اما اگر چه نقصان آن بخله دیگر هم می توان و یا بهتر از آن کند که از کثرت نوافل به مراقبه و ذکر مشغول شود این جنون و انهم نقصان نه پذیرد و بهتر این است که نوافل با خود گرفته باشد و در وقت خود ساخته باشد آن را برپا می گرفته باشد به آئی حال ترک نکند آن بجا آرد و اگر چه او را در آن وقت دشواری باشد که از مراقبه و حضور باز خواهد داشت بدان التفات نکند البته بر گیرد و او را دو اوعیه و نوافل که با خود گرفته است البته بجا آرد بعد به ذکر و مراقبه مشغول شود هر چه باید در آن استقامت جلا و صفا و لذت بیشتر باید و شهود اکثر بود و این به تجربه تعلق دارد قال رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم احب الاعمال الى الله ادومها و ان قل و ابغض الاعمال عند الله اقطعها و ان کثر و نیر ما آنکه بفرمایش پیر کامل الحال مستقیم الافعال این افعال و احوال گرفتار بود استقامت نیاید و بهر جور و ای کم گیرد و باتباع سلک و اصل این راه را پی سپر کند و اصل نه شود و به مقلد از حقیقت و طریقت نه رسد.

سؤال - اگر چه این فتنه که مرید پیر شدن و دوست بدامن شخصی زدن چه حاجت بسیار



نیست

اتباع نبی و سلف صالح و گفته که قهراً و شلخ نبشته اند کافی نیست براسه اصلاح و تقوی و در این  
 جمله بندگان است این زیادتی که در دین محمد صلی الله علیه و آله حکم پیدا کرده است برت  
 و فائده بدو متعلق است یا نه؟ جواب بگو آری خداوند عظیم و سرک بزرگ و ابرو پرگزیده است  
 قربات حق و منزلت معرفت رب و کشف مشاهده حقانی و تجلیات ربانی هرگز به آن نشود  
 و هیچ کس بدان مراتب عالی و درجات سینه نمید و ذائق آن معانی نه گردد و تا دست بدامن بر  
 کامل و شیخ مقتدری اتباع نبی محبتی ظاهر و باطن کلاً و جمله و شاید شهود و جمال ساعه فاعله و مازو  
 بدعوت خواص من الله و رسول الله و من العلی و من شیخ نباشد هرگز و صول درین مقامات  
 و درجات متعالیه حاصل نه شود و این جز به بیله شانی و شرعی کافی صل نه شود بداند رسول الله  
 صلی الله علیه و آله و سلم مبعوث بود بسوی عوام و خواص و شریعت براسه عوام و خواص آید و  
 و طریقت براسه خواص آید و در حقیقت میراث طریقت است هر که کمال به طریقت کرد و او حقیقت  
 رسید پس در تبه اولی شریعت که عوام بدان مانند اند و هم بران قرائت که در و انداز گذشتند و از ایشان  
 خود مطلوب همان بود که بدان نجات ازیران و دخول جنان حاصل است قطعاً و یقیناً و غیر عوام  
 همین بود و ازین ماده ایشان در گذرند که اگر از عهد و شریعت بیرون آیند از ایشان همان بسیار  
 باشد و اما خواص ایشان او لایع و خوش شریعت اند پس از ان بدو بطریقت شریعت اعمال و اقوال است  
 که آن را فرض و واجب و سنت و مستحب خوانند اما طریقت اعمالی است هم از جنس این اعمال بلکه بالاتر  
 این اعمال با این اعمال بسته که آن را مستحب خوانند و در از از عوام نبود و حد ایشان نباشد  
 و در بعضی افعال که اهل طریقت بدان فاعل اند و بدان داعی شده اند عوام آن را کرده بلکه منع  
 و حرام گمان بریزد از سبب آنکه و آن خوف تلف نفس باشد و تلف نفس و شریعت حرام است چنانچه  
 ترک طعام در ایام متعدده و ترک آب و چنانکه اختیار و اختیار و یهودی و مسلمانان را در احوال و رفیق  
 و غیر آن و ترک نکاح و مباشرت با مردمان که آن را ازین جهت رسول الله صلی الله علیه و آله کرده و حرام است  
 هرگز آن نوع از شیای مرشد معصوم نموده بود و در هر فعلی که در غیر خود و بحسب شخصه منع او نموده

الحکم  
 انما افعال  
 الحکم

تفویض



شاید باور بر او نهاد و او را از خاصیت زمین و آنچه نفس او را تلف نکند بمیدان مقدار خواهر فرمود و هرگز در  
 مهالک و بواهی و بیابان مایه و در بیابان نخواند و او را اگر مرد از کمال شوق خود اختیار خواهد  
 آن را مانع باشد تا بقله نفس او بود و اطلاق نفس هرگز اهل ارشاد قبول نکند و راضی بدان نشود و آنکه  
 از بعضی مشایخ حکایت منقول شده است بحسب نصرت دل و خرق عادت و کرامت ایشان است  
 آن در قاعده ارشاد و امر کلی این قوم داخل نیست و در کلام سخن در نمی آید و تقریر آن در بیان  
 بالستوفی شده است و اینجا بر آن دفع توهم متوهمان مست عقیده ظاهر بنیان و ظاهر پرستان  
 چند لفظی باز بصورت تکرار نبشته آید و در طریقت صفات و شریایط و ارکان است همچنین فرائض  
 و واجبات سنن و مستحبات که آن تعالی بقوانین و آداب و اصول و ارکان علم بدان جز خواص را نباشد  
 و فایز بدان جز خواص نه بوند که ایشان از خود کلام و جملة خاصه باشد و بخدا بر آن پرداخته چنانکه در  
 وضو که یک لحظه بر ایشان از بے وضو از خود گذرد و بلکه بر آن هر وقت غسل کند اول تجدید و خوبرا بر آن  
 هر وقت نماز بر آن باشد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم در فتح مکة یک وضو چند نماز فریضه و  
 کرده صحاب گفتند یا رسول الله امر و از آن فریضه دیدیم که هر وقت نه کرده بودی گفت تعلیم جوهر مسلم  
 پس دلیل کند آنکه همیشه تجدید وضو می کرد و تعلیم طریقت بود و بدان خواص دعوت بر ایشان کافرض است  
 و این جمله تعلیم جز از آنکه در عوام بر این استقامت خوانند فعلی بنام و ام صوم بر آن طراز و نه یعنی که قیام لیل  
 کردن بر رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم فرض بود و چنانکه صلوٰة ضعیفی چنانکه اشراق و صلوٰة او این و  
 و ادعیه و صلوٰة الخضر و فی الزوال و بآن همه خنوری در ادائی صلوٰة که آن صلوٰة است و دل نماز است  
 رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم گفته که صلوٰة لا یجوز فی القلب و نیز گفته الصلوة معراج  
 انما یتین و گفته الصلوة بالقلب و در صوم مساک که از جمیع مشروعات نه حفظ آن ثلاثه یعنی  
 مساک از سه چیز آن طعم و شرب و جماع است علی الخصوص که آن روزه عوام باشد و همچنین در همه عبادت  
 خلاصه سر است که مراعات آن جزو طیفه خواص نیست و این جمله اعمال موارث مشایخ است حق  
 و معائنہ صورت قدسیات است و اینجا عمل است که آن را عمل قلب خوانند و بدان تصفیه دل باشد از

اضطراب

المؤمن

المؤمن



را  
 از آنکه در این زمان که از محبت نفس ظلمانی و در اضمحنی حاصل شده است و بر آن قوانین و اصول  
 کلیات و شرایط است که آن جز خواص ندانند آن را مرقبه و محاربه ذکر است و در هر یک شرط  
 و سبب و در هر شئی اثری و در هر اثری وجود مقصود و آن رسول الله  
 صلی الله علیه و آله و سلم سر اسیر با خواص صحابه گفتند و یکدیگر میان خویش تعلیم و تعلیم و تلقین و  
 معاملات مجامعت و مشامت کردند و از عوام خلق مصون داشتند که ضایع نشود که بالکار و تنکار  
 بیست و پنج نفر چون فهم کنند و هر یک از خواص صحابه بقدر استعداد خویش اطلاق تاسی داشتند  
 بر حسب آن راز و برتری که طاقت فهم او باشد بر روی کشاد و آنجا که دید طاقت فهم او نخواهد بود  
 در پوشیده نه مبنی که شب معراج ابو بکر رضی الله عنه پرسید هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ اِذَا هُوَ اَدْبَلَ كَامِلَ  
 الْعَقْلِ يَارْ غَارِبُ و با او گفت نعم چون عاقله پرسید گفت لا که او را در خور این ندید عورت بود ناقص  
 عقل بود فهم رویت اعظم است جز اهل فهم نتوانند کرد و نه آنکه صاحب بر روی رویت را از قبیل  
 تشابه می آرد و بر آن دعوت شریعت و اجتهاد و تعلیم و تعلم بر آن صحابه بعد رسول الله علیه و آله و سلم  
 اقدامی نمودند جهدی و جدی کردند از ایشان عن ابن عباسی حنیفه و شافعی و اصحاب ایشان  
 و همچنین احادیث که همه محدثان و علما شنیدند بر آن علم و دانش و اصول و فروع و فروع و فروع  
 و تعلیم و تعلیم پیدا آمد و تصنیفات و تدوینات شد که عالم بدان مملو است و حق پیدا آمد و ضلال کفر  
 و جهل بجهل و ذبول بوسست اما بر آن ارشاد و سوس باطن و تصفیة ال و اعمال قلب و ارشاد سوس  
 اعمال طریقت و اسرار حقیقت و تحقیق گشت تعلیم این قوانین و تلقین این اصول چنانکه از رسول الله گرفته  
 و آنچه از دولت اتباع بدو و اندوختی او کشادند و قوانین و اصول و فروع او پیدا آمدند و از  
 بفرزندان او رسید و بیاران دیگر رسید چنانکه از حسن بصری که شجره مشایخ حجت بدوی رسد و چنانکه کمال  
 زیاده که طول صحبت با حضرت علی داشت و شجره مشایخ کبرویان بدو رسید و ابو زید و معروف و کرمی  
 از جعفر صادق که او از آبا و اجداد خویش گرفت بدو رسید و شیخ شجره شیخ دور ویش از اصحاب  
 طریقت و حقیقت جز به علی منتهی نمی شود و این را خلافت کبری گویند و خلافت صغری  
 را

سر آن  
 من و عن

آورد



که خلافت ظاهری بود از آن هم شرکت با صحابه دیگر داشت چهارم خلیفه برحق او بود و آنچه از اقبای  
 و حل مشکلات و نظام شرع از وی شد از کسی نه بود تا عمر بسیار با گفت که لا اعلی لهک عمس  
 آن خبر سائل ظاهر شرع نبود که او حکم کرد و علی او را تنبیه کرد و طالب حق فاروق بود و حق را جج بود  
 علی دید از آن رجوع کرد و تقبیل بین عینیہ کرد و گفت لا اعلی لهک عمس و رسول الله گفت  
 انا صلیتہ العلم و علی بابها و نیز گفته خلقت انا و علی من نود و احد قبل ان یخلف  
 الله آدم باربعة آلاف سنة فما زلنا فی موضع واحد حتی افترقنا من صلب عبد المطلب  
 ففی النبوة و فیہ الخلافت این حدیث را مولینا فخر الدین رازی از صحیح بخاری نقل می کند و ما  
 آن را در وی ندیدیم خلافت باطنی مسلم بدست با جماع امت و خلافت ظاهری و شرعی هم با جماع  
 امت بدست و مقرر است که آخرین خلیفه برحق او بود و آخر او امام حسن ششماه بود اما سی سال تمام علی  
 شد و قبل حسن شده که رسول الله گفته الخلافه بعدی ثلاثون سنة ثم تصیر ملکاً عضواً  
 بعد ازین چهار خلفه راشدین دین بر استقامت می بود نماز چیز بر دین ماند چیز بر میوارفت الی  
 ان انتهی الامر الی شئی لا یملک المقال منه جز سکوت و دیگر چاره نیست و آن فضلی که علی را حاصل است  
 باختصاص بخلاف باطنی فضل جزئی است و گفته اند که این فضل جزئی منزله از فضل کلی است و  
 ترتیب فضل ایشان نیز عند الله بر ترتیب خلافت ایشان است اول امیر المومنین ابو بکر رضی الله عنه  
 و پس امیر المومنین عمر رضی الله عنه پس امیر المومنین عثمان رضی الله عنه پس از او امیر المومنین علی رضی الله عنه  
 عنه و عنهم اجمعین پس ایشان عشرة المبشرین ایشان بدریان پس ایشان اعدیان و پس ایشان  
 سائر صحابه و در تمهید می گوید افضل الناس من بعد الاربعة اهل بیت رسول الله  
 ثم الستة الباقية من العشرة ثم اهل البدن ثم سائر صحابه از تصنیف صاحب  
 شرح آثار نیرین می نویسد اختلافوا فی تقدیم عثمان علی علی مذهب الجمهور من السلف  
 الی تقدیم عثمان علیه و ذهب بعضهم الی تقدیم علی عثمان والاقل  
 اصح و المتأخرون فی هذا مذهب و ذهب بعضهم علی تقدیم ابی بکر

را

متن  
کلی نیایدپس امیر المومنین  
حدیث بیان



عندهم من جهة الصحابة و تقدمهم على من جهة الترابية وقال قوم لا تقدم شيئا  
على بعض وكان بعض مننا يخافه قول ابو بكر خير و على اقصاه قال يا ايها النجاشي  
غير باب النجاشية و هذا لما نقل ان الحمر العاشية في مثل وقت يكون السيد العباسي  
خير من العاشية و العبد العباسي خير من العاشية العاشية في معنى الطائفة الله  
و المنفعة للناس و باب النجاشية من باب الفضيلة لازم و قد ثبت  
عن علي ان قال خير الناس من بعد رسول الله ابو بكر ثم عمر ثم رجل آخر فقال له محمد بن  
حنيفة ثم انت يا ابيت و كان يقول ما ابواك الا رجل من المسلمين و بها جرحا فاضل  
ان انما ليس ايشان تابعين و ليس ايشان تبع تابعين و بعد ايشان انما تقوى و علم باشدايت  
انكم صلكم عند الله انتمكم و فضل اولاد صوابه بعضه گفته بر حسب علم و تقوى بود و جزو فرزندان  
فاطمه رضي الله عنها انما فضل انما اولاد صوابه بنا بر نسبت ايشان بر رسول الله صلى الله عليه وسلم  
و در ميان فرزندان ايشان بعد طاعته و افضل فرزندان رسول الله فاطمه و امام حسن و امام حسين  
عليهما السلام و بعد ايشان فرزندان و اهل بيت طهارت و ديگران بترتيب در رساله  
عاشيه و در علم كلام منوييد شيخ الشيوخ شهاب الدين هر روزي مي گويد در علم الهدى و افسك  
عن التذليل و ان تعبد في نفسك صوالا مع احد فاستره فانه سر بينك و  
يكون الله تعالى و نعمه انما هم ابو حنيفة رضي الله عنه و لا توالي احدا دون احدا  
فانه من هيب الخوارج المقصود چون از امير المؤمنين علي رضي الله عنه آن قواعد و قوانين اسرار  
تقوى و قوانين خواصان رسيد را ايشان سر ايسر بعضه خواصان و بگو که بد ايشان صحبت داشتند  
و الايق و يزند و اهل آن شدند رسانيدند از ايشان بد ايشان رسيد ايشان نيز مردم خواص را که  
لايق و يزند و اهل آن بافتند و اهل بيت و استقلال آن در ايشان رسيدند رسانيدند بگذر اما شجرة  
شجيت تا ابو قتادة رسيد و از اين پويند چه صحبت تعليم و تلقين غيت و اين تعليم و تلقين هرگز  
ميشود و خود را بگويي از ايشان رسيد و بگويد خود رسيد و بگويد و هر چه رسيد

تذليل  
بگويد  
خود رسيد  
و هر چه رسيد

ان  
بگويد  
خود رسيد  
و هر چه رسيد

فانسان



و در بیان مقدار و اقسام آن که در این کتاب مذکور است و در بیان  
ساختار و طرز و اقسام آن که در این کتاب مذکور است و در بیان  
نیز در بیان مقدار و اقسام آن که در این کتاب مذکور است و در بیان  
او صلاح او است و در این کتاب مذکور است و در بیان  
نقیضت که آن را مراتب است علم الیقین علم الیقین حق الیقین حقیقه برسد و به واسطه  
این راقع است و در این کتاب مذکور است و در بیان  
علی رضی الله عنه این قواعد و قوانین و این اسرار و وقایع آن از شیخ مشرف کامل الحوالی و صاحب  
و اصل بگیرد و بیشتر و در این کتاب مذکور است و در بیان  
مرض نبشته کند و با کمال و در این کتاب مذکور است و در بیان  
و بر حسب قوت و ضعف و بر حسب قوت و ضعف و بر حسب قوت و ضعف  
حافظ که سالها دار و کرده باشد و در این کتاب مذکور است و در بیان  
بود قوت و زور و در این کتاب مذکور است و در بیان  
متر این کار از اتقاد و حافظه و در این کتاب مذکور است و در بیان  
از آن مرض خلاص نیاید و مطلوب صحت نرسد کذا الله عن یسید هم مرض قلب دل بکدر و در این کتاب  
و بر عین ذلت طبیب است بر حسب قوت و ضعف و در این کتاب مذکور است و در بیان  
نقله نبیه است و الا سلوک عیسر نیاید مجاهد و بقدره فرایند که تحمل نبیه مرید باشد تسلیم مرید و در این کتاب  
به شیخ و اصل سالک کامل الحوالی مرشد حافظ که از نیز از پیروان گرفته و صحبت مطول و در این کتاب  
بجمله از بلا که در وقت باطن و ظلمت دل خلاص یابد و مطلوب شاید حق و اسرار حقیقت نبیه  
و در آب اندازد و فرماید و در طعام اندازد فرماید و جوان را بنیاد قوی و ضعیف را بنیاد و نام مستعد و مستعد  
بنیاد و مجروح و متاهل را بنیاد بر حسب آن دام و در این کتاب مذکور است و در بیان  
فرماید و او کلام و حقه با طاعت و انقیاد و کلی هر چه او فرماید بدان رود و در این کتاب مذکور است و در بیان  
که عبارت چون امیر المؤمنین علی رضی الله عنه که در هر سه نسخه با یکدیگر است و در این کتاب مذکور است و در بیان





یا ملکی و معنوی گویند این جان نیز مخلوق است و فطری و موهومی و بنوعی است و آن را جز پیرزندان چون طفل را  
بره بریان دهند هلاکت حقیقی باشد و چون شیرزاده و هنر بیم هلاکت باشد هر سست و راتر بسته  
خاصه باید که هر طفل محتاج تربیتیه خلصه است بر حسب قوت و ضعف خویش اگر درین حال از مربی که  
بمنزلت اتم است جدا شود هلاکت ضروری باشد چون بحد بلوغ رسد اگر آن زمان جدا شود  
امید بقا بود و این چیز پیرزندان پس بجز ام او از جدا شدن رو انباشد و پس ازین بیان شافی و ازین  
شرح کافی تحقیق شد که در تحت تصرف پیر میسر شد آمدن امر لایب دی براسه وصول خلاصه دین  
محمّد و امر حقیقت که خاصه فضل انبیا است باین هرگز میسر شدنی نیست حاصل اینکه چنانکه  
براسه اعتبار ظاهر ایمان ابتغای وسیلت شرط است باین معتبره بود بلکه ممکن نباشد که کذب  
برای اعتبار حصول درجات قربات ابتغای وسیلت لایب دی باشد و اگر نه بواسطه راه بدوند  
اهل حق سادات و شایخ مرشدان کامل الحال ره روان علوی چنین خبر داده اند اگر کسی نخواهد  
بقوت عبادت و مشاق خود و خودی خود راه باسما و آسمانیان بردن تو اند بر و چون با قول  
در آسمان برسد و نسبتیابد و در باطن که بر در است بگوید که فلان بوسیلست که آمدی براه کدام  
و اصل سالک مامور بدعوت خلق این راه پے سپردی اگر نام کسی گیر و تحقیق من الله مامور و مافوق  
بدعوت است مرحبا گوید و در بر و کشاید و الا اگر نام کسی نگیرد یا کسی را گوید که درین مرتبه نیست بگویند  
باز گرد که این در بر و آیان و بر غایبان نه کشاید.

سوال اگر ترا پیرزندان چون مقصود ازین چون تعلیم و تهتین بود این طایفه را طایفه بر سر و شوق  
و عهد بدست کنانیدن و تصرف خلق کردن چه معنی دارد؟ جواب بگو در بیعت ضو ان هر یک  
از صحابه که حاضر بودند دست بردست مبارک رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم میداشتند و  
معیت و متابعت و انقیاد و قبول قول از او و تصرف او در خود کلام و جمله حق الموت میکردند و در  
مکره و مشط این آن صفت است که در میان مشایخ باقی مانده است و این سنت حضرت رسالت  
مشایخ باری داشته اند تا امتدافعل رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم مع اصحاب که ایشان



برای دعوت طالبان حق سوئے حق دارشاد ایشان با سر الهی که بیان آن بالا رفت و اما نه  
کلاه و قصویا خلق دلیل بدین است که چون در تصرف مآدمی و تفریب بدو وجه باشد یک بنقصان  
زیادتی کردی که در تو هست و زیادتش که تر نیست و بدان زمین و کمال تو است زیادتجا  
برای سر اختیار کردن که پس اعضا است و آن طاقیه شد و برای اشارت نقصان تصرف  
اختیار کردن و در خلق اشارت بدان سر است که در راه خدا سر را با ختم و سر با ختم کفایت نامشروع  
چنانچه در حج بجای سر سودا و این جانیز بجای سر سودا و او همان باشد که سر با ختم یعنی از سر خود  
خاسته ام سر را در راه خدا و او هم سر کار خود ندارد

سعدی سر سودا می تو دار و نه پیش هر جامه که عیار بپوشد کفن است

و مقصود اشارت بدخول است در تصرف پیر کلا و جمله و دوام خلق امر غمناک است و در شوق تفرقه  
می نویسد که خیر الرجال بین الخلق من غیر تغیر و بین الفرق و یک از سنت ابراهیم خلق را  
است که اتباع آن حسن است ذکره فی التمهید و الخلاصة فی الفقه و اگر این معنی نیست خود  
به ترکی باشد که جامه در پیشی و سر دارند و خود را بدیل خرقه پیر بندند که در روز قیامت که وقت شهادت  
باشد و ادب دولت اتباع محمد رسول الله علیه آله و سلم مقام شفاعت یا بدتر اخلاصی دهد  
و از آتش دوزخ خلاص کند و این جا مقالات و گفتار بسیار است این مختصر ازین بیشتر تحمل نه تواند  
کرد و نیز شرح عوارف است که رسول الله را در شب معراج فرمان شد در قیامه النور بر و راه بدان  
نمودند رفت و در شب بستر دیدند در زوایا و درون آواز آمد گیتی گفت منم محمد گفت برو این جا  
منی و مائی نمی گنجد باز گشت فرمان شد که چه کردی قضیه باز نمودند فرمان شد که درین راه منی و  
مائی چیست چمنین بگو پیر بویه که قدید خوردی روزگار گذرانیدی یثیمه یثیمه یثیمه رفت اطا  
فرمان کرد گفتند درون در آئے که مقصود مائی چون درون آمد همه بوده اند با و از منی دلین  
نداخته است که ای ای رسول الله را تو اصبه حاصل شد بر خاست رفقه کرد تا آنکه ردایه  
مبارک از منکب مبارک افتاد چون قرار گرفت اصحاب جمع گفتند که ردایه مبارک که چنانچه گفت



ان تمام است هر یک تبر که پاره گرفت گفت این پاره چه کار آید و چه کند گفتند با و قیاس کنیم هم به صورت  
الان قیاس بدو داریم و بر منبر هم این طایفه را قیاس دهند بر منبر و اشتباه میسر ازین تبر است که شلیخ صوفیه که  
حرم است طایفه دارند و طایفه را پوشانند و خود طایفه را بپوشید و باشند و هرگز به خود طایفه بدست  
نگیرند و در متوضاً با طایفه نزنند

۱۳۴  
مسئله اول - اگر ترا بر سر عورت را بیعت بخیزد آب می کنایند این بیعت ؟ جواب بگو ارشاد  
عورت را شایع نمی کرده اند که ایشان ناقصات عقل و دین اند کمتر از ایشان بکمالیت رسیده اند  
بنی بر رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم فرموده است که من ابوالحسن و ابوالحسن ابوالحسن  
الاعرابی است اسمیه احسانت و عورت و عورت بیعت می کند با این امام عیسی علیه السلام و  
خدیجه بنت خویله و فاطمه بنت رسول الله صلی الله علیه و آله می گویند که این حدیث در  
قوت القلوب آورده است و در میان مشایخ هم که عورت با شهادت محذوف است و در سه چهار  
بخانکه بطبری و فاطمه ثمالی و بی بی فاطمه سمرقانی و دیگران هم در مشایخ نیز دست برد  
ارشاد عورت را زنند گفته ایشان بیا بیا شد که کتب تحقیقات ایشان را شرح کند و آن بیان  
عورت با شهادت قوی مرد است باید که بعد از حصول تحقیق برپا است خود اند میکنند عورت را خود طاعت  
کجا باشد هم ازین علم است بیعت می شود و پیوند اوست با ایشان کمتر باشد اما بزرگان ایشان  
درین علم از امامان بیعت ایشان که تمام دست پوشیده بجا میروند و در پشت بیرون آر و در طرف  
کوزه نهاده و طرف دیگر زن را انگشت در آب نهاده این است که رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم  
در فتح مکه عورت براس بیعت می نمودند طهارت بر آب کوزه در میان نهاد و یک طرف خود دست انداخته  
و در طرف دست آن عورت از آنکه آب لطیف است حجاب بخوابد و بعد از آن دست بردارست  
نهاد از آنکه دست بردارست عورت مستوره نهادن روایات ایشان چنانکه از ایشان بیعت کرد  
مشایخ همان سند اختیار کردند هم با تبع رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم بیعت بزرگان  
ایشان کنند و بدان طایفه خود براس بزرگان که ایشان را قریب باشد و مختل است



هم خداوند بخشد و در قیامت پناهی عظیم بود از حضرت خواجه شریع السلام علیه السلام  
 پیوستگان سه نوع اندیکه نوع آنکه عهدی و بیعتی بر ما کردند هم بدان رفتند از آن عدو و  
 و تجاوزی نه کردند و از ایشان غمی نیست که در روز قیامت با ما تعلق باشند و در بهشت در آیند  
 حاجت شفاعت شفعی نه. **دوم** نوع آن است که عهدی و بیعتی که کرده اند از آن امری که  
 و تعلق که با ما بوده اند آنرا گسسته و ظاهر و باطن از ما روئے گردانیدنی کرده اند و اعتقاد و بند  
 نه دارند ما هم از او بی غم که فردا او را بدین تعلق نه دهند و او را بجا نه بندند و ما را از حقیقت نه بپند  
 و اما نوع سوم که از بیعت کرد و بر آن نه رفته است اما اعتقاد و توجه به ما باقی است لابد شفاعت  
 و امر ضروری باشد بمقابل آتش می باید استقامت و او را آسیب هیچ آتش نه رسد و از آن مقام  
 می باید کشید بدان می باید رسانید و اگر آنها این کار میسر شود توجه به شیخ خود کند اگر از هم بر نیاید  
 او به شیخ خود پناه دهد و همسرین نه طاعت رسول الله بر نهند رسول الله و جمله مشایخ او جمع شوند و حضرت  
 باری شفاعت ادا کنند غالب این باشد که او را با کسانند به بهشت فرستند اگر ایمان به خدا  
 و رسول او راست باشد و اگر نه خود عقیده بر هر چه خواهد بود و او را به ذیل پیرایه خواهند  
 بست بحال الله و فی مرتب بیعت آن است که در قلم آمد که پیرا در مقام شفاعت باید این مردمان  
 که امر در دست به بیعت فرزند کرده اند خود گرفتار خواهند بود و اے مسکینان را چه جائی آمد و شد و با  
 گنا مان و دیگر که خواهد کشید بلا در بلا گرفتار خواهند شد نه غفلتی که بر مردمان سواد اند بحال الله  
 سبحان الله

**سوال** - گزاینده کی از افعال باری تعالی است اسرار محمد رسول الله است در تفسیر  
 معراج از بیت الحرام به بیت المقدس نص قرآن که **يُنَادِيَنَّ الَّذِي فِي الْيَمِينِ يَعْزُبُ**  
**لِيَأْخُذَ مِنَ الْمُشْرِكِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَا الَّذِي وَارِثُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ مَا أَجَابَ كَذَبًا**  
 خواست بکشد شیعه مشهور و او را تنه نگیرد و ارضی بود و او به استماعه چه نه شود و در خرق  
 اجرام سماوی چه نه **گزارش جواب** بخورق اجرام سماوی امر ممکن است زیرا چنانچه ایشان از عین **گزارش**

کرده اند  
گزارش



اجسام اند و اجسام صالح خرق اند ایشان هم صالح خرق باشد و این مخالف فلاسفه است  
که اجرام سماوی را منکر اند که قابل خرق باشد پس چون ممکن باشد و کل ممکن مقدور است تعالی و مخر  
صادق خبر کرد از انکار آن کردن روانه باشد و معتزله در نقطه به تن منکر اند می گویند به روح زنده  
صعود تن از صلی و تنی در هوا ممکن نباشد و ایشان این است اگر شما استبعاد صعود از صلی  
در سماوی می کنید اقرار به نزول هوای در از صلی چون می کنید که جسم سیل هوای بود و رسول الله  
فرمودی آمد را بلیس هوای است در زمین می آید و حرکات و وسوس می کند و بر نزول  
جبریل نزول قرآن و احکام دین و شرایع موقوف است و کون ابلیس در هر لحظه با ما کن  
مختلف ثابت و در قرآن و احادیث است انکار این خبر موجب انکار دین باشد  
و نیز ثابت است در هند سه که در حال دویدن اسپ که سخت می رود و از بدو شدن پاتاها و ن  
بر زمین فلک سه هزار فرسخ می جنبد پس حرکت بسرعت از فلک سه هزار فرسخ بدین ممکن  
است و بر هر ممکن خداست تا و پس ممکن بود که آن بی حرکت بدین سرعت پیدا آرد که بدان صعود  
و سما کنند این همه کلمات گفت اند اما اصل از من بشنو که در انسان هم علوی است که آن درج  
است در تنی که تن است چون بجای ده دریا صفت آن علوی غالب شد برین سفلی بفر  
جوارق ایشان هم علوی گرفت متصف به صفت او شد چنانکه در عوام علوی و در تبع سفلی می افتد و در  
عظم آدمی شود است و در روح ممکن نباشد اما چون قوت روح گرفت تن بصفت روح شد معراج  
او را ممکن شد بدین که سفلی بقوت علوی ملو گرفت و بر هوا شد برین سخن حل شد مشکل معتزله و  
مشکل آن کسانی که معراج را به روح می گویند و خواب می گویند بقیه نمی گویند و دیگر برائے  
عروج را خرق و شق که پس آن التسمیاء شود شرط نیست زیرا چه ظهور ملک چنانکه ملک الموت  
و شبه و غیره احسان لطیف چنانچه جن و شیاطین و جسم محمد لطیف تر است از اجرام جن و شیاطین  
تا آنکه معتزله چنین بود که سایه او بر زمین نیافتاد که او عین نور بود و نور را سایه نباشد و آنکه معتزله  
که غایت الکمار اند گویند در مقام روح بود و به تن منکر اند که این چنین هم بود و کلام بود که



او در مکان خود بر زمین بود و در جلوه یات کتب او بود و آنچه در علویات است او در زمین  
دید و نگاشته بود و بقلبت قالب و بر روح عروج کرده چنانچه قالب زمین و آگذاشته  
و معاویه را پرسید از معراج کوفت کما بیت رویا صالحه و او عالمی پرسیدند او گفت ما فقل جسد  
محمدا علیه السلام معراج یعنی معراج روح باقی بود و این قصه معراج مستبعد شد که کافران کل انکار  
کردند بسیار مومنان در حدیث و لکن اهل تحقیق می دانند که الله تعالی بعضی گفته اند به بهشت او  
و بعضی اطراف عالم و بعضی تبارش و بعضی تاسد ره و صحیح آن است که حیث شاء الله و این  
همیشه ثابت به حدیث است کفرافی شرح العقیده النسفیة لمولینا سعد الدین

در حدیث

باین بود

الهوری.

تفضل

سوال. اگر ترا پرسند بشر افضل از ملک یا بر عکس؟ جواب بگوئید باین حق اینجا تفضل است  
و آن این است که خواص بشر یعنی رسل افضل از خواص ملک چنانکه جبرئیل و میکائیل و اسرافیل  
و عزرائیل و ایشان از عوالم بشر یعنی اولیاد و عقیده حافظیه و سراجی همچنین می نویسند و اوست از  
ابوصیفه آمده است که جمیع الناس افضل من جمیع الملائكة خلافا لصاحبیه فی الاقیاء  
والاولیاء این روایت در روضه زنده ولی است.

سوال. اگر ترا پرسند ملک که ایشان حامل عرش اند و حامل لوح و مقر سماوارند و منقلبند

۶۶

مقامات قرب اند و مقام ایشان تسبیح است. شرب ایشان تقوی است غذا ایشان عباد و عقیق  
است و هم عصیان و گناه از ایشان نیست صرف آنکه اند و این بشر که محمول بر عصیان است  
نبی علیه السلام می گوید لیس فی النفس کما فی النار و المستوی و غیر کواکب است چگونه ان شاء الله از ایشان  
جواب بگوئید منقول است که برای فضل ملک بر خواص بشر تفضیلی

مجمول

بره موجب تفضیل خواص بشر بر ملک است زیرا چنانکه ایشان را محمول بر عصیان کردند و نفس اماره  
که مخلوق بر عبادت تدبیر است با او مرکب کردند و او را بر و مستطاد گردانیدند که ساعتی تسبیح او  
خدا و روزی داند ایشان بر نفس خود قهر کرده و آن عدد را کشند و ناراهو به راه سلطوت و مجاہدت  
سه در سه نویسنده این طور نوشته اند. بجای خدا تعالی «نقد» یعنی «سبوح کلمات است»



گشتند و طلب رضای خدا همه مرادات خود را فدای رضای حق کردند اینچنین هوای  
 نوالیه را مغلوب بلکه معدوم ساختند به مدد کف نفس ایشان مأمور شد و بدست ایشان  
 مسلمانان گشت ایشان را امر به خیر کردن گرفت چنانکه رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم فرمود  
 اسلام شیطان فکری یا حسنی الا بخیر نفس طمعه گشت ترار بر طاعت گرفت قصد انقلاب  
 سوی خدا از دونه بکلی گرفت و اجر بقدر تعب باشد درین شبه نیست پس عبادت ایشان  
 افضل آمد از عبادت ملک و قرب ایشان بالاتر شد از قرب ملک نه بینی که بدرجه محبت شد  
 جز بشر که مشرف نشد و نخواهد شد و درجه عالی تر از محبت و محبوبیت نیست و آن خاصه  
 بشر است و در شریک معراج رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم به تقایم رسید جبریل با بر بود  
 گفت پیشتر آسمان جبریل گذشت بود نوح علیه السلام که اگر مقدار گذشته پیشتر شوم  
 مرفعه کردم از زمین آسمان آید به واسطه جبریل رسول الله مشیت رفت قاضی  
 انزل علیه السلام ما اوتی فی کتاب قوی مبین او اذنی و هو فی الاذن الاعلی  
 نازع البصر و ما ظفی للآخر الایات آنجا بود که جبریل را دفعه نه بود و در عوارض است  
 که آنجا پس است بدین العبد و التوبلا یطلع علیه ملک فیکتبه سرے را آنجا  
 گوش و از بعد مجاهد مرکب نفس که براق روح تواند بود و خواص بشر به مجاهد بجای رسیده که  
 ملک در سینه پس همان بشر هم عین این مقدمات فصل باشد از خواص ملک هم بدین اشارت  
 است در آن آیت و شکیگان با خدا طعن بر آدم کردند و گفتند اتجمل فیها صریح  
 فیها الذی ربح خود کرده تبیح و تقدیس جواب از نسبت ایشان گناه را بر ایشان این بد  
 انی انکم لکما لا تعلمون پس که عیب می کنند هم بر ایشان است که با وجود این دو ادعای  
 که حقانیت خود را در فضا می مرقم بر مولی غایب خود خوانند کرده و جان خود را در انداخته  
 بکار من و جان خود را در شمای نیست پس سرے دارم با ایشان که شما از آن خبر ندارید و هم بدین  
 که عیب ایشان می گویند بر ایشان است اما معتزله بر عکس حق سخن می کنند و مولینا فخر الدین رازی

لا محبت



با ایشان یار است و دلائل ضعیفه می گویند و آن در معالم کتب کلامیه طور است ذکر آن درین مختصر زیادتی باشد و ما ذکرنا کفایه لمن له درایه

**سوال ۶۷** اگر ترا پرند که بنی چندند جواب اولی تر اینجاست این است که عدد تعیین نه کنیم گوئیم همه انبیاء بر حق اند تا در نیاید و ایشان کسی که از غیر ایشان باشد و بیرون شود از ایشان کسی که از ایشان باشد اگر چه در بعضی احادیث آمده است که مائة الف و اربع عشرون الف.

**سوال ۶۸** اگر ترا پرند فرق میان رسول و بنی چه باشد؟ جواب بگو رسول افضل است از بنی رسول آن است که صاحب شریعت و کتابی بود و بنی آنست که وحی او بخواب بود یا متابعت رسول دیگر کند و بعضی برعکس گفته اند.

**سوال ۶۹** اگر ترا پرند رسول افضل است از همه انبیایان؟ جواب بگو آری زیرا چه او را آنچه بانبیاء باقیست داده اند و او را همه داده بدلیل آنکه او مأمور است باقتدای همه انبیاء سابقه قال الله تعالی اُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدَّ هُمْ اَقْبَلُوا وَبِهِدَّ مُمُورٌ شده بے شبهه اهتمام آن کرد پس لابد همه بدای ایشان در جمع شد پس افضل از همه انبیاء باشد و نیز امت او افضل از همه امت است پس افضل از همه انبیاء باشد زیرا چه افضل متابعتان به متابعت متبوع ایشان است تا متبوع ایشان افضل از متبوع سائر ائمه نبی بود و افضل متابعتان جز به متابعت متبوع نیاید.

**سوال ۷۰** اگر ترا پرند رسول الله صلی الله علیه و سلم گفت من قال انا خیر من یونس ابن متى فقد کذب چه معنی دارد؟ جواب بگو این حدیث و مثل این هر چه دارد است همه محمول بر موضح نبی است اما بیان حق واضح آنست که در حدیث ذکر است انا سید ولد آدم و لا فخر و صلت شفاعتی یوم القیامة حتی ابراهیم و موسی و آدم و من دونه تحت لوائی یوم القیامة و لا فخر و اما انبیاء دیگر قطعاً میان خود







اطلاق او بر باری خواه از کلام سلف اطلاق او صریح منقول باشد یا نباشد و از مصداق <sup>نظماً</sup> و اصحاب فصاحت و بلاغت چنین محقق میشود که هر کسی که ایشان را بحسب مقتضای مقام می آید دوران عیب حدوث و نقصان و زوال به خداوند راجع نیست فی الحال اطلاق می کنند این فعل ایشان بر روایت بعضی فقها روا باشد.

**سؤال** - اگر تراپرسند اسم عین سیمی باشد یا غیر سیمی؟ **جواب** بگو اگر بدین معنی می پرسد که مفهوم ماصدق هر دو یک است خود اسم عین سیمی - و اگر بدین نظر که آن ذات سیمی و این لفظ و حروف پس اسم غیر سیمی است قطعاً بدین معنی هیچ عطفی خلاف نکند.

**سؤال** - اگر تراپرسند اسم شے بر باری پاری روا باشد؟ **جواب** بگو آری روا باشد بپاری و عربی روایت در حافظیه است همچنین موجود.

**سؤال** - اگر تراپرسند اطلاق لفظ نور بر باری روا باشد یا نه؟ **جواب** بگو آری روا باشد <sup>م</sup> و لیکن بمعنی منور النور پس معنی آیت **اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ** اے منور السموات و الارض زیرا که نور شے است مخلوق و ظاهر منظر.

**سؤال** - اگر تراپرسند اطلاق لفظی و وجه و عین و جنب و نحو آن از تشابهات روا باشد یا نه؟ **جواب** بخوبی عربی روا باشد اما به پاری روا نباشد در حافظیه چنین افتاده اما در حدیث می نویسد که اطلاق به عربی هم بجا می آید زیرا که ایشان تشابهات اند در سراجی افتاده است و یوصف بان له یبد او علینا و لکن لا کالایدی و لا کالاعین و لا تشتغل بالکیفیه و قال السید امام الشیخ متجاع وصفه باللیل بالفسوسیه یخوضو بالعبین لا و ایضا منته بگویند که خدا را با خود هیچ چیز نباشد زیرا که بهشت و دوزخ و اینها همه بپوشش اهل سنت و جماعت و خلاصه می گویند و قال دست خدا را و راز است قال حاکم الامام لیس یخبر و راجع اسامی میگوید الله دست معروف ازین روایت این آمد که دست عربی باشد.



۶ سوال - اگر ترا پسند خداست تعالی را رفیع و قاضی و مازم و قاریج و شدید گویند یا نه؟  
 جواب بگو مضاف روا باشد چنانکه رفیع الدرجات و قاضی الحاجات و مازم الاحزاب و قاریج الهم و شدید العقاب اما بغیر اضافت روا نبود.

۷ سوال - اگر ترا پسند محجب روا باشد یا نه؟ جواب بگو آری روا باشد بدین معنی محجب است بجلال عظمت نه پرده حسی و اما محجب روا نبود زیرا که محجب بر ظهوریت و مغلوبیت دلیل کند اما احتیاج دلیل بر اخبار حجاب از غایت عز جلال بود و نیز توفیق بدان و ارواست و بدین و اردنیت و بعضی محجب نیز منع کردند و در حدیث آمده است حجاب به النورس لو کشف لحرقت سموات و جهمه ما انتهی الیه بصره من خلقه اے حجاب به ایس شئی محجب من الطهور لاظهار لک حجاب او صفت و عظمت و جلالت او است چنانکه گفت العظمة اذاری و الکبرياء ردائی و بعضی اسامی اطلاق او و خدا و هم روانیت چنانکه محرک و ساکن و عاقل و محقق و الداخل فی العالم و الخارج منه و غائب روا باشد اما غیب روا باشد زیرا که توفیق بدان و ارواست <sup>توفیق</sup> یقیناً <sup>توفیق</sup> منون بالغیب قبل ای هاللله.

۸ سوال - اگر ترا پسند یک اسمی تعالی شاهد و شهیر و ظاهر و باطن است اطلاق همه اضراد یک گیر و ابا شد او را وجه توفیق صیت؟ جواب بگو غیب و باطن بدین معنی که هیچ کس او را به حقیقت او اطلاع نیاید و ظاهر بدین که دلائل وجود ذات او به صفت و حد نیست و اوصاف کمال ظاهر و پیرا است هرگز خفانه پذیرد و حاضر و شاهد بدین معنی که گویند علم باقوال و بافعال همه عباد و ارو هیچ قلیله و کثیره از علم او بیرون پس او شاهد و حاضر همه است و قدرت بهمه حال.

۹ سوال - اگر ترا پسند در حدیث آمده است لا تسبوا الله فان الله هو الله هو اطلاق لفظ و هر چه باری روا باشد یا نه؟ جواب بگو به عربی روا باشد زیرا که توفیق و ارواست



و لفظ تشابه است اما به پارسی روان باشد جز بتاویل متقلب و مصرف ابدان روایت که در تحفیده  
حافظیه نشسته است

**سوال** - اگر ترا پسندانند اسم ذات است یا اسم صفت؟ **جواب** بگو اسم ذات جز این یک  
اسم نیست و اگر همه اسم صفات است اما این را اسم ذات گردانند اجزای صفات بغير لفظ موصوف  
نباشد کذا فی الکشاف و اما در کتب فقهی نویسد که مذهب ابو حنیفه و ابن عباس اینست که این  
مشق نیست علم ذات باری که موصوف است به صفات کمال و اما مذهب صاحب کشاف و متفکران  
و بیشتر معتزلی اینست که اسم الله مشتق است به معنی مجود و قیل المتخیر فیہ عقول العقلاء -

**سوال** - اگر ترا پسند معنی او از روی پارسی که گویند خداست بدال مطلق گویند یا بدال منقطع؟  
**جواب** بگو از پارسیان شنیدیم بدال هم گویند و هم بدال گویند اگر بدال مطلق گویند روا باشد  
زیرا که معنی این بود که خود آئینده یعنی بذاته وجودی خود بخود دارد و وجود او محتاج به دیگر نیست  
و قدیم است همیشه بود و همیشه باشد و اگر بدال منقطع گویند هم روا باشد بدین معنی که خود را بیدار یعنی  
خود بخود شوند و آنکه از کسی نه زاده است وجود او به وجود دیگر متعلق نه بوده خود شده است  
و ازین آمدن و ازین زاون مراد مجرور و جدان وصول است که آن لازم آمدن و زاون حسی است  
چنانکه تاویل و اکثر اسماء عربی پارسی شنیدی هم چنین این جا بدان و هم صفت حقیقت و نه اولاد  
آمدن که انتقال حسی است این جانانی که تعالی الله عنه علواً کبیراً لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُولَدْ وَ  
لَمْ یَکُنْ لَهُ کُفُوًا أَحَدٌ صفت است

**سوال** - اگر ترا پسند فرق میان رحمن و رحیم چیست؟ **جواب** بگو از روی معنی فوق اینست  
که رحمن ابلغ است معطی نعم جلایل عظیم و تقایق دنیاوی و اخروی بنعم کافر و مومن به وجود حیات  
همو است اما رحیم معطی نعم و تقایق بنعم مومنان در آخرت و اما لفظ رحیم بر غیر باری هم اطلاق کنند  
که در قرآن آمده است در حق رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم روف و رحیم و اما رحمن جز  
به باری اطلاق نکنند و کذا آنکه رب بصفت اطلاق جز بر باری نه کنند و به صفت نفی بر غیر باری



اطلاقاً آمده است چنانکه امیر المؤمنین امام المنتقین علی رضی اللہ عنہ و کرم اللہ وجہہ گفت در البیت  
 احوی بصفات البیت و بهتر بود گفت علیہ السلام گفته اند ان ربی احسن شواہی ای  
 والله اعلم -

سوال ۱۴۶ اگر چه اینند که از اسماء باری تعالی معلوم است و علم بر دو بار را گویند و بار بر وزن در  
 باری را بنامند؟ جواب بگوئیم معنی مراد است یعنی آنکه او بار ایند است که بر دو اورا مقابل  
 به تبار است اولی اصل نه شود و ثانی مکافات او نه کند چنان و در صفت باری تعالی  
 چندین مرتبه که لا یجزل بالعقوبیت مجتهد نه کند.

سوال ۱۴۷ اگر چه از اسماء باری تعالی صمد است و الصمد فی اللغة الذی لا یجوز  
 له ان یتوکل علی احد و صمد باری تعالی بدین معنی است  
 آنکه بندگان بر او حاجت بردارند و او حاجت به کسی ندارد و معنی نفوی نیز مناسبتی معنی  
 توحیدی را دارد که آنکه او را جوفاً نه بود و محتاج به کسی نه بود یعنی غنی که محتاج او هم کسی باشد.

سوال ۱۴۸ اگر چه از صفات خداست باری تعالی واحد است و یکی آحاد فرق میان ایشان  
 چیست جواب بگوئیم واحد بصفات مراد است یعنی آن صفات از درینج ذات دیگر نباشد چون  
 نباشد که یکی از صفات اوست و وحدک لا شریک لک اوست واحد معنی یگانگی بذات یعنی

ذاتی که دارد و دیگر کسی را نباشد یعنی وحدانیت او حقیقی است و در شمار غیبت و وحدانیت جز  
 او به شمار است یعنی یکی مثل و مانند در ذات یا به صفات اما او تعالی بی مثل و مانند در ذات  
 اما آنکه کسی را او را گویند بدین معنی باشد که شمار کردن در فعل یا در قوی یا در وصف یا در دیگر  
 تنقسم کرده نشد بدین معنی دیگر کسی واحد است اما واحد حقیقی اوست تعالی نسبت دیگران  
 واحد شماراند نه بحقیقت و در خلاصه می گوید اگر مردی گفت اگر کسی خدا شود من حق خود را از او

بجای است  
 نه باشد

نقص

و اگر گفت توحیدی  
 خدائی است

بنا نم یکنفر و اگر گفت ترا حق خدائی نمی یابد فقال لا یکفر و لو قال لا هو آله فی الغضب  
 آن سیاه روز را گوئیم مراد آن قرطبان را گوئیم تر از او و آن خداست را گوئیم تر از آفریده را یکنفر



سرجل قال لا خذنا من تراشاده که آن کند که تو گوی کفر و لو قال یا رب یا رب تو نیاید من چگونه می دانم  
 کفر و لو قال خذنا من تراشاده که آن کند که تو گوی کفر و لو قال یا رب یا رب تو نیاید من چگونه می دانم  
 و لو قال که آن کار نیست که با خدا تراشاده است ایس کفر و لکنه شنیع و اگر گفتند که تراشاده است که تو گوی  
 بود و همچنین نبود و تراشاده باشد چنین باشد نصف هذا الكلام کفر و نصفه توحید و قال رو با خدا تراشاده  
 بگو یکفر روی القاضی الامام ابو بکر النسخی و لو قال رو با خدا تراشاده زبان بند و  
 آسمان بر آید و با خدا تراشاده جنگ کن یکفر و لو قال یا رب خذنا من تراشاده باید گرفت درین حادثه ان  
 اعتقد ان الله یحیی و یمیت من یشاء و ان الله لا ینفذ امره الا بقرین و لو قال ان الله لا ینفذ امره الا بقرین  
 بالاعتصام بالله الا یکفر و لو قال خذنا من تراشاده ازین عرش بدانند ایس چنین و لو قال ان الله لا ینفذ امره الا بقرین  
 عرش می داند فهو تشبیه و لو قال الا خذنا من تراشاده است و بر زمین تو یکفر و کذا الوقال یحیی  
 مکان از خدا تراشاده خالی نیست و لو قال علم او در همه مکان هست هذا خطا اما این با سخن منفسر ان  
 بالاجماع و قبل آیت و هو الله فی السموات و فی الارض و هو معکم انما لکنتم و انما  
 تلو انتم و کلمه الله ای بالعالم و لقد کتب راست می آید و الله اعلم بالصواب  
 و اگر این جامعی طرف حسیه گیریم خود کفر بود و خطا چه باشد و لو قال خذنا من تراشاده ما را یا نیست بود یکفر و لو  
 قال خذنا من تراشاده است یا نشسته است یکفر جملات اینه فقال خذنا من تراشاده ما را یا نیست  
 بود یکفر و لو قال ان خذنا من تراشاده که توستم کند یکفر و لو قال صین نظام الظالم یا رب آزار و سب و را  
 اگر تو پذیری من نه پذیریم فخذ اکفر حکانه قال لا تقضی به و ان صلیت قبله فلان را  
 قضا به بر رسید و دیگر گفت قضا به خدایه بود و هذا هب القدریه و ان خذنا  
 من الله و الشتر منا و لو قال ان عبد الله یکفر و لو قال ان خصمه یا تو به حکم خدایه سزا  
 می کنم فقال من حکم خدایه نمی دانم و قال این جا حکم خدایه نه رود و لو قال ان یجاد یو است حکم  
 که کند یکفر و لو قال ان شار الله من کار کنی فقال بیه ان الله یکفر و لو قال ان یجاد یو است حکم  
 نظام ان فعلی نه پذیر تقدیر یکفر و لو قال ای فراموش کرده خدایه یکفر



ولو قال خذ مني والله كما يمشي مويسه فواجبه رايه ميكنتم قال بعبه هم يكفر خذ مني كما هم  
 وانه كذا فعل يا لا تفعل اي ربي عز الانبياء والملائكة وهو يعاين انه كاذب يكفر ولو قال  
 بعبه انما كذا يا ابي تو يكفر ولو قال بخذ مني وبجان وستره اختلاف المشايخ فيه ولو قال  
 فخذ مني او كذا تو كذا والاكثر ليس بخطاء ولو قال اين شتم ميند دل الاصح انه  
 لا يكون خطا ولو قال فلان رافضايه بدريسيد بكون خطاء او لو قال خذ ايت  
 نيك كذا وليس بصواب وكن اخذ ايت نيك مرد كذا ولو قال اميد به خذ مني است وديگر  
 بستر يكون خطاء ولو قال جبريل لا تخش الله فقال لا يكفر وان قال في  
 عصبه است فاحذر الله فقال لا يخاف الله يكفر ولو قال الامر انه ان لم تكن في احب  
 من الله فانك طاق فهو ليس بمسلم وفي التبر احييه ولو قال قل هو الله احد  
 مست باكره قيل يكفر ولو قال طالب الدين اگر حكم خداست چنين است فقال من علم  
 خداست چنان است من فرض نسبتا نم فقد كفر ولو قال حكم خداست چنين است فقال  
 من حكم خداست چه دانم فقد كفر ولو قال روزي بر من فراح كن يا بر من جو ركن قيل تو  
 ابو القهر والد يوشى في الكفاريه والادنى انه يكفر لانه اعتقد ان الله قد رجوس  
 ولو قال ابي خذ مني ظلم ميند يكفر ان اعتقد ان الله يرضى باظلم ولو قال لا  
 الله واد ان يقول الا الله ولم يقل يكفر ولو قال اي شيكيبا خداوند قيل يكفر  
 والاول ان لا يكفر لانه يفسر العبيد وان كذا لانسى الله بضعف التوفيق ولو قيل  
 است تعلم الفيب فقال نعم يكفر اگر خداست مرا بهشت بدهد بے تو نخواهم الاصح انه  
 لا يكفر وقال في حالت الضر مرا خذ مني چرا آفديه است چون از مرده بے دنيا مانيست  
 لا يكفر ولو قال اين كذا خذ مني رافضايه است اخاف ان يكفر

ولو قال خذ مني  
 والله كما يمشي  
 مويسه فواجبه  
 رايه ميكنتم

ولو قال عند الدعاء ابي خذ مني رحمت خود را ورنه

فمن الفاظ الكفر ويكره ان يقول عند الدعاء اللهم اسئلك بمقتضى



من عرضا و بکرة ان يقول في دعائه ويخوف فلان ويخبر رسوله وانبياءك  
 ذكر امام زين الله ابو الفضل الكوفي وجاء في الآثار ما قال علي بن ابي حمزة التميمي  
 باسم يوحنا في كتاب الله تعالى كما لعلي والكبير والرشيد والبلديع جائز لانه  
 من الاسماء المشتركة ويراد في حق العباد غير ما يراد في حق الله تعالى ولو قال بحق  
 وبحق محمد ان تعطيني كذا لا يجيب عن المسئلة بان يعطيه ذاك

في الخافي قال لغيرة اعطني حقي والا اخذت لك يوم القيمة فقال احد هما الله يحكم بيني  
 وبينك فقال الاخر بالفارسية كه خدای حکم را نشاید بگوید مگر آنرا که  
 احد و منع ثيابه منه وقال سلمها الى الله فقال ارسلها من يمنع المساسر  
 اذا اسرق قال الشيخ الامام ابو الفضل لا يصير كافر ولو قال اگر من دروغ می گویم  
 خدای دروغ نمی گوید که يكون كفرا رجل فكيح بغية مشهوره فقال الرجل والمرات  
 خدای و پیغمبر گواه کروم يكفر ولو قال رجل لغيرة اے بار خدای من يكفر اصله قالت  
 از وجهها تو سر خدای می دانی فقال نعم يكفر ولو قال عبد الرحمن وعبد العزيز  
 وعبد الغناس وعبد القهار يكفران كانت عامداً والافهوجا هل لا يكفر  
 ولو قال فلان بختيم بن ختامه يكفران كفرا ولو قال فلان بختيم بن ختامه يكفران  
 او فراموش کرو خدای است يكون كفرا ولو قال فلان بختيم بن ختامه يكفران  
 نه کرو ام بگوین كفرا عند الكل قال جرجان اگر در روز بزرگ خدای مراد من داد حق خود  
 از وایتانم يكون كفرا عند الكل احوال توجه عن الامين واراد ان يحلف بالله فقال  
 المستشلف سوگند نه خدای نه خواهم داد سوگند طلاق و عتاق خواهم داد قيل يكفر وقيل  
 لا يكفر انما يكفر به سوگند نه خدای نه خواهم داد لا يكون كفرا وفي در الجوس ومن اثبت الله  
 لو انما اثبت في وصفه الاتصال والافتصال فهو كافر خاتم الفضل وزملا سري  
 چون در سوگند وجود دليل بر كفر باشد و يك وجه دليل بر اسلام بود مسند را حمل بر آن وجه می باید

ثياب

ث  
مراد

خاتمه افضل



دلیل بر اسلام بود اگر مردی کلمه کفر قصد نمی گوید و نمی داند که کلمه کفر است کافر است پیش عامه علماء و بعضی  
 یقول لا یکفر و چون بخاطر یکی کلمه کفر گذشت تا تکلم بدان کرد و او بدان کاره هست آن محض ایمان  
 است اگر کسی قصد کفر کرد که بعد صد سال کافر شود فی الحال کافر شود و هر که برگزیده کلمه کفر بخندید  
 راضی بکفر او کافر شود مگر آنکه خنده ضروری باشد چنانکه مضحک بود و انکار کفر تونه کردند و اگر شخصی  
 هندو دے را تکرر گوید کافر شود لان التهکر فی لغته اسم من اسماء الله تعالی اما روایت  
 بر تونه که توفیقی گویند مشکل باشد و نیز در روایت آمد لا تحرق القراطس ولا تلقه علی الارض علی  
 وجهه السایل لا القراطس اسم من اسماء الله تعالی اذا قال جیل اللهم انی استلک  
 بحق انبیاءک و رسالتک یکفر لاند لاخذ لاحد علی الله فی المضملة قال اهل السنة  
 و الجماعت ما یجب الایمان به ولا یصح بدونه و یکفر بالانکار و الرد و هو کل ما ثبت  
 بالنقص و بالخبر المتواتر و باجماع الامت فانه یوجب القبول و الاعتقاد به و کل  
 ما ثبت بالخبر الواحد و اتفقت الفقهاء علی صحت ذلك و اجتمعت الامم علی  
 قبوله من غیر تاویل فانه یكون من شرائط الایمان کعذاب القبر و الصراط  
 و المیزان و الشفاعة و المعراج الی السماء هذا ثبت بالخبر الواحد و لکن الفقهاء  
 و الصحابة اتفقت علی صحت ذلك فکل محل الاجتماع فینکره کافرو قیل هو مبتدع

بایضا  
 در توفیقی  
 کفر  
 توفیقی

## فصل چهارم

در تحقیق ایمان و احوال آخرت است

سوال اگر ترا پرسند حقیقت ایمان چیست؟ جواب بگو استوار داشتن بدل و حدانیت  
 خدا و به جمیع صفات کمال او و استوار داشتن محمد رسول الله را بدینچه آورده است  
 از حق و اقرار به زبان موافق تصدیق دل و اقرار به زبان بر قول صاحب نزو و می و حقها  
 و بجز کن زاید ایمان نیست بدین معنی که بآراء ساقط می شود یعنی معاطه مباح کرده می شود و در عدم



مواخذه نه آنکه حرمت او ساقط می شود تا آنکه مکره اگر صبر کند بر کلمه ایمان حتی قتل یکن شهادت  
عند الله تعالی و هر که تصدیق بدل کند و اقرار بر زبان نه کند بغير اقرار او من نباشد پیش فقها  
نه پیش خلق و نه بدین و بین الله تعالی و الایمان کلمان و صاحب عقیده و ان فطیه قرار شده و اجر  
احکام است بر دو آنکه مصدق بدل بود و به زبان اقرار نه کند بدین و بین الله تعالی مو من  
باشد و لیکن جبرای احکام اسلام بر دوسه نه گفت و این اجماع است که در مدت عمر یکبار اقرار  
فرضیه است و باقی صورت او از تزییل بکلمه کفر و اقرار با زبان فرضیه نیست اما عقیدت باشد

**سوال** - اگر ترا پسند اعمال و خلل ایمان هست یا نه؟ **جواب** بگو این جاد و قول است هست  
اینست که اعمال و خلل ایمان نیست و مذہب امام شافعی آن است که اعمال و خلل ایمان است  
و کذاک مذہب معتزله اما فرق امام شافعی و میان ایشان اینست که شافعی فاسق را مو من می گویند  
و معتزله کافر می گویند زیرا که امام شافعی ایمان را بمنزله درختی میدارند که او را زنج و شاخ و برگ و میوه  
باشد و زنج بمنزله تصدیق است و برگ و میوه بمنزله اعمال است چون زنج و شاخ باقی باشد  
اسم و رخت باقی باشد و لیکن با نقصان امام شافعی اعمال و خلل ایمان میگویند و لیکن  
فاسق را کافر می خوانند مو من می گویند چنانچه درخت بی بار و برگ و رخت می گویند و لیکن  
و نقصان با و شبیه نیست چنانکه در نقصان ایمان فاسق و اما معتزله اعمال و خلل ایمان میگویند  
و فاسق را مو من نمی گویند و ایشان را این جاد و قول است یک فاسق را بدین المنزله میگویند  
میان منزلت ایمان و کفر اگر بے توبه مرد حاکم کافر و اگر با توبه مرد حاکم مؤمن و بعضی از  
ایشان و خوارج و جبریه می گویند که فاسق از ایمان بیرون آید و در کفر در آید چون به توبه مرد  
مؤمن شد و الا کافر مرد تمسک بظاهر نصوص که دارد و به تقلید رایست و یا بتقدیر استحلال و شکبار  
و افتخار میگویند می گویند پیش ما محمول بدین تاویل است که گفته شد تفصیل آن در کتب صریح است  
جمله ای هر یک از طایفه دارد و اما اهل مذہب اینست که در علم آمد  
**سوال** - اگر ترا پسند ایمان زیادت و نقصان پذیرد یا نه؟ **جواب** بگو آنچه عمل و ایمان

۱-  
که آید و بگوید



و اصل نگوید ایمان مجرد تصدیق باشد و آنجا و درجات او ممکن نیست و آنکه عمل داخل دارد و لابد از زیادت  
و نقصان و اصل ایمان گوید و تصدیق استوار و شوق پر است زیادت و نقصان آنجا و درجات او  
ممکن نیست و آنکه عمل داخل دارد و لابد از زیادت و نقصان و اصل ایمان گوید که تفاوت در  
اعمال ممکن است و واقع هرست و آیات که دارد است و در باب زیادت و نقصان آن  
بیش ما محمول بران و یاد اشراق نور و معالی درجات و مراتب و زیادت ثمرات و آثار آن اما  
فی نفسه احتمال زیادت و نقصان ندارد.

سوال اگر چه این مرتب ایمان چند است؟ جواب یکو مراتب ایمان قابل حصص و حدیث  
نمی بینی که محمد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم در باب امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی الله عنه میفرماید  
لوزن اینان ابا بکر یا ایمان اهل الاخره لیسر حج ای لغلب اکنون چون ایمان ابا بکر  
این مقدار بود که بر ایمان اهل الارض غالب آمد مراتب آن را عدد و حدیث نباشد و لا شک ایمان اینها  
اصح از ایمان ابوبکر است پس مراتب ایمان ایشان اولی که قابل حصص و حدیث بود و بهترین معنی  
گفت یا ایها الذین آمنوا الله ابترت ایمان که رسید با لاترازان ایمان ایمان دیگر است طالب  
آن باشد که بدان برسی که اگر فرض کنیم ابدال آباد و در مراتب ایمان مرد مومن ترقی نماید ابدال آباد غنهی  
نه شود اما علمای دین با اعتبار حصص کلی و آنچه در ذکر بیان مذکور شد بر پنج مرتبه گفته اند  
علم الیقین یقین الیقین حق الیقین حقیقه حقیقه الحق علم الیقین پیش اکثر مشایخ علمای  
استدلال حاصل شود و مقدم برین یقین دین مرتبه عوام است که یقین با الغیب است  
نعمایب بین علم الله یا استدلال حق از حق الحق ثرو دوم همین یقین است که با استدلال هر چه  
معلوم کرده بود همان بایه که خوب اند و چنانکه امیر المؤمنین علی کرم الله وجهه و استر بود و کشف الغطاء  
مازده دت یقیناً این به شاید و کشف اول بود چنانکه رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم  
و علی ابوبکر رضی الله عنه و صحابه دیگر را بود و اولیای خدا و است که امیر المؤمنین علی اشارت بدین  
می کند و کشف الغطاء مازده دت یقیناً که آنچه پیر و بر روی عالم نباده اند و آن را که مردمان



پرده می خوانند چون از پیش من دور شود من این یقین که این دو علم را در هر انبیاوت نه شود و کبریه  
 بر من معانیه شده و پرده بر من نمانده اما صاحب تعرف و عوارف برین می روند که مشاهده و کما  
 عبارت از زیادت یقین حاصل شدن است که چنان یقین حاصل شده چنانست که به چشم خویش دیده  
 است و بر موعاینه و مکاشفه شده و تجلی ایشان هم بدین معنی میگویند و تمسک ایشان بلفظ و کلمات  
 و کلمات که در عبارت بعضی صحابه و مشایخ افتاده است چنانکه حارثه میگوید کافی رأیت الخ  
 ربی بارز او محمد رسول الله علیه آله و سلم می فرماید حارثه راضی الله عنه اصبت فالزم  
 شبلی گوید میگویند حارثه راضی الله عنه لفظش زعرش و رنه گذشت شیخ بر وزیر بهمان میگوید  
 اصبت الطريق فالزم حتی تصل الی المقصود پیش حضرت خواجہ باسلام الله تعالی به تحقیق لفظ  
 کما فی مقحم برکت تبرک و تادیب بود و کذا عرش مقحم بود از بهر تادیب چنانکه گویند آیات اعلی آمد پیش  
 تخت گذشت و بندگی تخت امر و چلین فرمان داد اکنون این اختلاف بینی بر اختلاف مذاق  
 میری که است بدلیل و برهان متعلق نیست هر کس از مقام خویش در پیدان و دیدن و چشیدن  
 خویش حکایت می کند

هئینا لا یزال الذی هم نعیمهم وللعاشق الممسکین ما یجمع  
 سه تم سلطان ملک حسن و ذوالک ویشا و لا دامن فراسم کن کما ما و کجا ایشان  
 مرتبه ویدار را هر دو طایفه یفهم و ذوق خویش عن الیقین خوانند اما نزد یک خواجہ ابو محمد حکیم ترمذی  
 که از مشایخ طبقات است علم السیر خوانند اما شیخ المشایخ استاد ابوالقاسم صاحب تفسیر اللطایف  
 القشیری و اختیار بندگی خواجہ باسلام الله تعالی این است علم الیقین بعد عن الیقین است و  
 بعضی متقدمان هم برین رفته اند که علم بدیدار او حاصل می شود آن علم الیقین باشد تا هنوز  
 در مقام استدلال بود و خالی از ظن و تخمین نه بود پس از آن علم الیقین مرتبه باشد بعد عن الیقین  
 و این مرتبه خواص باشد و علم الیقین اول که علم باشد لال است احتمال ابتدا و کند و نمائند  
 و خجالت باشد اما درین علم الیقین هرگز احتمال اطلیال نبود و هم تداو سے باشد گفتند



ما رجع من رجع الاعن الطریق ومن وصل لا یرجع ووصول راتب است یک وصول  
 علم الیقین و عین الیقین ہم باشند پس ازین خود قرار بخفتی و چنانچه است سلوک نہ گویند رسول اللہ  
 الناس نیام الحکایت و سوم حق الیقین کہ آنچہ با استدلال و انیت و پس از ان از  
 دین بخشد و ذائق آن شد و موصوف بدان گشتہ کہ تخلقوا باخلاق اللہ و تصفوا بصفاته  
 شد این حق الیقین باشد و این نیز مرتبہ از وصول بود و عین الیقین بہ نسبت این سلوک باشد  
 و این بہ نسبت حق الحقیقت سلوک بود چہارم مرتبہ حق الحقیقت است کہ خود را در اقصاف  
 بصفات آن موصوف قافی یا بدہمہ خود را موصوف بدان صفت بنید این عبارت و استعار  
 از میاں بر خیزد و آن حق الیقین بود این مرتبہ وصول دیگر باشد و اما حقیقت الحق کہ ظهور موصوف بصفاتہ  
 شود و شخص بصفاتہ و ذاتہ از میاں بر خیزد کہ کان اللہ و لم یکن معشی بر قرار و استقرار غیش  
 باز آید و اگر او را از وی و از فنا شدن و از باقی ماندن و سے پرسند یا هیچ یاد ندارد و شاید انکار کند  
 و برین مقام قرار کس را کمتر باشد دہر ساعتہ فنا سے دہر لحظہ بقا سے است این با استقرار کس نباشد  
 این را بقا سے بقا و فنا سے فنا خوانند پس ازین مقام بشر را مقام دیگر نیست و در اے آن حق الحق است  
 و ہر اں کس محفوف شکی نیست و آن قابل وصول کس نہ بود لا تکملی بجنی مرسل و لا دلی محقق مثالی  
 ازین مجموع در ظاہر از من بشنو مردی نام شکر شنید کہ او شے شیریں است و با استدلال علمی از رنگ  
 و بوسے او و ہمارا بت دیگر کہ شنیدہ است یعنی بہ ملاوت او کرد علم الیقین شدہ آن را دیدہ چنانکہ  
 دانستہ بود عین الیقین شدہ آن را چشیدہ حق الیقین شدہ و خود را قافی در شکر یافت حق الحقیقت شدہ  
 و این فنا شدن خود در صفات شکر و ذات او بقا سے او شکر افراموش کرد حقیقت الحق شد ترمیم  
 عبارت از گفت از ان کامل است و حقیقت عبارت از دید ان کامل است و حق الحقیقت  
 عبارت از بود ان کامل است این نہایت مقام بشر باشد اما قرار و بقا مر این کس را نہ دہند کس  
 بدین نقطہ نہ شود این بود مراتب ایمان کہ در علم آمد و این جملہ مراتب ایمان است و احتمال زیادت  
 و نقصان دارد و درین معنی کہ از اہل ایمان خلاف ندارد و حضرت خواجہ ماسلمہ اللہ تعالیٰ و در رسالہ



در این مقام  
از علم اعم است  
از علم اخص

استقامت الشریعت علی طریق الحقیقت می نویسد که علم الیقین حکایت از دیدن است این علم اعم و دید  
است جز این در گفت و شنید است مثبت و منفی همین عین الیقین عبارت از بود است و یقین  
عبارت از بود نابود است -

سوال (۵) اگر ترا پرسند بر نبی ایمان به چه واجب است ؟

جواب - بگو پیش از بعثت ایمان بتوحید است که از معصوم از کفر آما بعد بعثت ایمان بقر  
و جمیع ما نزل علیه و علی امتیه واجب باشد هم ازین جا گویند که واجب است که نبی داند که من نبی ام آدلی یا  
علم تجرد واجب نیست که من دلی ام آما این سخن در شان و لایق نیاید که به نقد وقت در مقام ولایت  
به تجلیات نه بود و محادثه و مکالمه و مکاشفه در مقامات قرب نباشد و تصرف ولایت با ملت نه بود آما  
اگر این نوع با کسی باشد لابد از علم بولایت خود بود پناحه علم بوجود خود است آما این حکایت اولیا  
باشد که فردا قیامت بعثت در مقام ولایت باشد امر دز از آن شعور و ندانند امر ممکن باشد -

سوال (۶) اگر ترا پرسند اظهار خارق عادت بر چند نوع است ؟ جواب بگو بر

نوع است یک معجزه بر نبی وقت تحدی با منکران بکند فرض است و معجزات دیگر در اوقات  
تغلبه جایز آما دوم کرامت از دلی اظهار نفس و دعوی ارادت خبر برای تقویت دل ضعیفان  
برای تحمل مجاهدات و ترغیب مردمان بسوی راه حق جائز نه و آنکه از خود رود و بدین اختیار  
بر روی خارق جاری شود و ادعا ملسوع المرعش باشد آن بعفو البتم بیرون از گفت و شنید آما سوم  
معونت آن خارق که بدست عوام حاصل آید که سبب عون و تقویت میشود برای تحمل  
عناصیر عبادت و با شاق فاعت و یا مجرد است است خود آن بعفو است و آن بیرون از گفت  
و شنید است آلا فاما الحق فیه ما قال رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم تفکر دانی ذات و یحذرکم الله تعالی  
همین اشاره کرده است -

در این مقام  
از علم اعم است  
از علم اخص

سوال (۷) اگر ترا پرسند انا مؤمن ان شاء الله تعالی گویند یا نه ؟ جواب بگو که اگر غیر آدلی

میگوید و شک می آرد کافر گردد و اگر برای تبیک گوید چنانکه رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم







و قتل نفس بغير حق و قذف المحضه و الزنا و الفراء عن الحق و السحر و اكل مال اليتيم و حقوق الموالدین و الجهاد فی الحرم  
 ذراد ابوهریره رضی اللہ عنہ اكل الربا و ذراد علی رضی اللہ عنہ السرقة و شرب الخمر و قتل ما کان مفسدة مثل محضه  
 اذکر ادا کبر منه فهو کبيرة و قیل کل ما یوعد علیہ الشارح بخصوصیته و قیل کل معصیته یوجب علیه الحد فهو کبيرة و قیل کل  
 ما استغفر عنه و اکتفی به فهو صغيرة و قیل صاحب الکفایته و الحق بانها اسمان اخافیان لا یحران بانهما کل  
 معصیته اصبحت الی ما فوقها فی صغيرة و ان اصبحت الی دونها فهو کبيرة و ان کبیر المطلقه هی الکفر و  
 لا یتب کبر منه و بالجملة ان الکبيرة هی غیر الکفر و دیگر در ذمیر است کل ما کان شنیعاً من المسلمین و غیره یک  
 در مت اللہ تعالیٰ فهو کبيرة اما معتزله میگویند که فاسق چون برحق میرد کافر مرده باشد عذاب واجب و واجب  
 باشد عفو و ان نیست و اگر تو بکند عفو واجب باشد عذاب رد و انما شد و تخلیه فاسق در عفو و  
 واجب باشد خلاص مکن نیست چون فاسق را کافر میگویند و در جواب عذاب برود میگویند تخلیه  
 واجب میدارند شفاعت انبیاء و اولیا را منکر باشند و ان فی میارند و این جزا بخلاف است  
 صریح و احادیث که در معنی کالتواتر است نیست و این خود عادت این مکاران است از ان  
 بهیچ این معنی عجیب و غریب نیست و مذاهب اهل حق و حقیقت این است که شفاعت  
 محمد رسول اللہ و اولیا ے امت اود در حق فاسق امت اود حق است درین شبه نیست و هر که  
 شبه کند کافر گردد و نعوذ باللہ العظیم زیرا که بقرآن ثبوت شفاعت شده است و منکر آن  
 کافر باشد و معتزله این شفاعت را که در قرآن مذکور است برسیه زیاده مراتب مومنان  
 و فضل در ثواب ایشان میگویند و میگوئیم این نوع هم باشد زیرا که پیغمبر گفته علت شفاعتی  
 یوم القیمه حتی ابراهیم و ابراهیم را شفاعت خیر برحق درجات او تصور نتوان کرد اما منع  
 شفاعت انکار حق است و دعوی باطل و این معانی احادیث مشهور است که در کتب  
 و احادیث وارد است پس تاویل باطل باشد و عدول کردن از ظاهیر نفوس و حمل نفوس  
 و قراین بخلاف دین که بدان تکلیف حدود و عقوبات و عذاب آخرت خیر و الحاد و خسوع  
 از دین است و کفر است اما آنکه قرآن را ظهیر و یطنه است و هر یطنه را یطنه است



تا هفت لطن پس ز این از آن الی الاقینای و در هر آیت هفت و مرمر حدی را مطلق است  
چنانکه در حدیث مظهر است آن را شریف است که حق است و بدان مخصوص انبیاء و اولیا اند و  
مشایخ متصوفه اهل باطن بدان مخطوط و فائز اند آن را مرتبه عالی است در دین و فائز بر آن حسن  
دوستان و طواف خدا نباشند -

۱۰

مژب لا تفل

سوال (۱۰) اگر ترا پسند زنده را چون مرگ میرسد حالت او وقت مرگ چیست با جواب  
گور روح انسانی از تعین که بدو دادند عزل می کنند و نسبت که بدو باز بسته اند شطط می گردانند و روح  
انسانی که ساری است در بدن همچو آبی که در اجزای ثواب متعلق است آن را از هر بن سکه  
نزع می کنند و بدین بادشاهی را از ولایت او عزل کنند و صاحب را از محبوب و عاشق را  
از معشوق در دوسه عظیم و شقیه بی قیاس بود این حکمت موت و تلخی جان کردن باشد و هیچ نوعی  
و کافری در دلی ازین خالی نبود زیرا که ایالات و اجتماع همه ریاست غلبه افراق همه است  
اگر مرده مومن بیکار کاره می باشد عاقبت بخیر بوده باشد ملک الموت به بشارت بروی بصورت  
خوب بیاورد و بتعظیم جان از قالیش می برد و در باب انبیاء و اولیا این ثابت است بغیر اذن  
نمی آید در توایخ است که ملک الموت را فرمان شد که برابر ابراهیم علیه السلام برو و جان او  
قبض کن اما اختیار بدست اوده اگر گوید قبض کن و اگر نه باز گرد او بصورتی که بخواهد امری آمد  
ابراهم علیه السلام پرسید تو کیستی گفت منم ملک الموت گفت کجا آمدی گفت برای قبض روح تو گفتم آیم  
اختیار داده اند یا نه به گفت آری بشرط اذن تو گفت باز رو که من مرگ نمی خواهم باز گشت -  
بعد از آن که گفت روح خلیل را برانیاوردی ملک الموت گفت خداوند تو بهترین دانی که خلیل ترا  
مردن خود فو شش نمی آید گفت تمثیل کدام صورت رفتی گفت بصورت ابراهیم علیه السلام رفت  
بصورتی که بدو رفتی دنیا را بیارستی و دل او را از غلبه سوی دنیا کردی بصورت پیر شیخ  
و صبیحه و بی آرایه برو بصورت نامرئی و مکر و سه شو تا دلش از دنیا سرد شود آخرت را اختیار  
کند بصورت پیر شیخ و مریض ضعیف الحال شد آید ابراهیم علیه السلام دانست جهان رسیده



است چنانچه رسم او بود که ساله بپوشان کرده پیش آورد و طعنه می‌پوش او کشاد و لقمه خورد شکم گرفت و در  
 متوضا شد باز لقمه دیگر گرفت باز به متوضا رفت باز ناله کنان آمد ابراهیم پرسید که چه حال است  
 ترا گفت پیرم و حالت پیری بهمین باشد گفت ترا چه عمر است گفت دویست و یک سال و  
 ابراهیم دویست ساله بود گفت اگر دویست و یک سال زیاده شد بهمین باشد گفت آری  
 گفت موت هم در دویست ساله بهتر ازین حیات بهمین اذن شد و همچنان در حدیث است  
 که بر هترودی آمد گفت تو کیتی گفت ملک الموت گفت کجا آمده گفت برای بعضی روح طلب  
 بر رویه او زد چشم او را بکشید و بخت شد گفت او مرگ نمی‌خواهد و مرا نیز بر نعمت مانده نزد چشم  
 کشید چشم او بدید باز دادن فرماں شد و فرماں شد بر کلیم یا به حکم رفتی برایشان باذن ایشان برآید  
 و بخرمت ایشان سخن گوید بر در بهشت یک گاو بستان و بر تو و بگو اے موسی ترا مردن خوش  
 نمی‌آید دست بر پشت این گاو بزنه آن مقدار موسی زیر دست تو آید همان عمر تو باشد موسی گفت  
 که بعد از آن چه باشد گفت موت هر چه عاقبت بر مرگ است پس همان مرگ با اختیار کرد او کار  
 خود کرد در روایتی دیگر آمده است که سیب از بهشت ببر و بدست او بده تا بوی کندی بگو خدا  
 ترا سلام رسانیده و این سیب از بهشت برای تو فرستاده بوی در آن سیب یافت و صوت  
 در آن سیب مشاهده کرد که طاقت او نه بود و خزانکه جان با تو تسلیم کند اما به رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم  
 چون ملک الموت باذن آمد و گفت ترا اختیار داده اند میان لقاء الله و میان دنیا و جبرئیل  
 آمد با جبرئیل مشورت کرد و او گفت یا محمد ان ربک مشتاق الیک گفت الرفیق الاعلی و الجبرئیل الاوتی  
 اختیار لقاء الله علی الحیة قل ملک الموت چون اذن یافت بکار خود شد.

سوال (۱۱) - اگر ترا پسند چون تقدیر ازلی است به حکم پروردگار رسید اذن چه معنی باشد؟  
 جواب بگو چون تقدیر محکم رسید از آن عدول متصور نه بود این تشریف مجرب تعظیف و تکریم است  
 که البته جان دادنی است اما این مقدار باشد که این نوع اختیاری غرضی برای تکریم و تعظیم اقرار از طرف  
 آن مؤمن مکرم و معظم عند الله هم باشد و چون سر اذن این بود که گفته اند رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم



بدین سرکه ختم الانبیاست مصلح رخا یایه امر فرست تا بی نکر در اختیار حیات فی الحال گفت  
 بشورت جبرئیل الرفیق الاعلیٰ والحبیب الادی فی اما شورت جبرئیل با اجرایه امر عادت مستمر باشد  
 دیا برایه طیب دلی او بود و نیز از نوع اعتضادی هم خالی نه بود و بنی پیغمبران دیگر اگر چه تا بی کردند اما  
 باز از آن وقت سخن قابل تحویل و تبدیل نشد و اگر مسیت معاذ الله کافر است یا فاسق بی توبه عادت  
 او حواله است بقهر و جور و موت که به پیش می آید و جان بعنف می ستاند و روح کافر را  
 با فضل الشافعیین چنانکه جسد را از کراهت باز دارند با نیت و خواری و از گندگی آن حاضران آن مقام  
 میزدن میگردند بعد از آن مقدار تعلق با فی الملکوت در فریادی شوند از گندگی روح او را چوں عزل کردند -  
 بعد از آن مقدار تعلق باقی میدارند که هر چه بر دوش می گزرد از غسل و کفن و دفن و امانت کیسه در آن  
 حال و سبب او ذکر او بخیر و گریه و آه و نوحه و فریاد برایه او از آن تمام احساس میکند اما قوت حرکت  
 و قدرت و حمید ندارد انهم افع الموت یعنی عزل از تصرف باشد اما در موت عزل کلی که باز مراجعت  
 در دنیا نه شود و در خواب تا آنکه خدا بی تعالی خواهد پس از آن بیداری پیدا آید آن تعلق بدو دارد مراجعت  
 میکنند و لیکن خواب تا غالب است احساس از امانت و سبب و گریه و سخن اصحاب و ارباب  
 نمی نماید بخلاف میت که در و تمام باقی است اما از نطق و تحرک با اختیار بکلی معزول شده است هر فعلی  
 که بر وی کنند از غسل و کفن و نهادن بر جنازه برایه اخراج سوئے مقبره علم بدین دارد هم ازین جا گفته  
 اند که در محن خانه فردی باید آورد تا آن خانه را مرده و داغ کند چوں بر میدارند و نمازی کنند میدانند که در  
 هر میت است ان المیت یجذب بکاء اولیه یک معنی این گفته اند که او به بکاء ایشان تمنازی میشود  
 و رنج بدوی رسد چنانکه بحیات بخوشی ایشان خوش شده و بنا خوشی ایشان ناخوش بچنان بعد حیات تا آنکه  
 در مقبره بنهند و گویا و نذا و از کافکن می شود میدانند که بهرین گویا و نذا چوں براسیے دهن بر میدانند که برآ  
 دفن فی برند چوں دفن کرده شد و اصحاب باز گشت قرع فعال ایشان می شود آن وقت بر وی فواید  
 و متقی و فاسق سخت ترین و قتها است در گور تنگ و تاریک تنها جدا از اقران و احباب آبره و یح  
 یار سیه و معینه و فریاد سیه نه کار با خالیه قادر سیه و بلکه بادشاهی اتحاد است که یح دست



کسی بدان ادنی رسد خودی عظیم و دشتت جسم پیدا می آید اگر از اهل ایمان و سعادت و رفاه  
 میباشد خود و فرشته می آیند و ادرا می نشانند و تعلق روح بمقدار می دهند که بر می خیزد و نشیند  
 و ایشان می بینند می گویند در شان رسول الله چه میگوئی اد میگویند اشهد ان لا اله الا الله و الله لا شریک  
 له و اشهد ان محمد عبده و رسولہ و گفته میشود می بینم سوئے مقعد خوش از تار یکی که ترا خدا بی تعالی  
 از این چنین ملائکه خلاصی بخشید و نزول در مقعد جنت داد و روزی بر دایه کشاده میشود و فیضایه  
 از بهشت می گیرد و گفته می شود که بگوئید نعمت العروس یعنی براجست باش چنانکه عروس در کنار  
 و کی صورتی لطیف و زیبا و ظریف و نازک با او ملازم میشود که بدان وقت او خوش باشد و میگوید که از من  
 جدا میشود میگوید که من از تو هرگز جدا نمی شوم من اعمال صالحه توام که در دنیا کرده که آن را خدا بی تعالی  
 صورتی ساخته بر تو ملازم کرده است تا تو درین مقامی من با تو باشم و در حال بعثت و حشر نیز با تو باشم  
 و اگر عیاذ بالله منها حالت دیگر پیش دارد و فرشته از رقی چشم بر صورت کبر و کبریه می آید بدست  
 ایشان مطرقه حدیدی باشد و ادرا می پرسند چه میگوئی در شان بایں مردی محمد رسول الله و ما رتک و من  
 بعثک او تمیز و حر و اندر دست رفته می گوید بایں بایں که لای آں مطرقه حدید بکسورش می زند اگر کوه  
 زند کوه را سر مره سازد و شاید باشد عذاب او را کُل موجودات جز من دانس که ایشان مخالف اند و در چه  
 بروی از دوزخی کشانند بعد گناه عذاب آن بدوی رسد و گوید را تنگ می کنند چنانکه بیچاره  
 چپ به پهلوی راست در می آید و همچنین بر عکس فرشتگان عذاب با انواع تعذیبات که فرما  
 میشود او را عذاب می کنند تا روز قیامت در حدیث است القبر آثار دشت من ریاض الجنه  
 او حضرت من طرات النیران و امیر المؤمنین عثمان رضی الله عنه گفته است القبر اول منزل من منازل  
 الآخرة و آخر منزل من منازل الدنیا فمن نجا فیها نجی فی الآخرة و من غلب فیها غلب فی الآخرة -  
 سوال (۱۲) اگر ترا پرسند که دو گور نهادند همه میدانند و همه می بینند و گور می کشانند و نیت و  
 بوسیده دریم شده و گدازمت و خاک شده تا همه استخوان اینچنین شد که همه خاک بهشت مغرب و ششم  
 کدام تن و روح متعلق به کدام تن اگر بپرس گوی خود انکار محسوس است و انکار گوی خود را مال



در میان بود جزا چه باشد پس ظلم باشد بعباد بر وی -

جواب گوئیم این اشکال بعضی قائل اند بعباد روح فاعله که ادباتی است نه بعباد تن  
آنانند پس اهل حق اینست که این تن با آن روح معذب و مستنعم علیه و این گداختن مانع آن نباشد  
که در سایه با آن گداخته و با آن رنجیده و بنحیه و با هر چیز از تن روح او متعلق کرده است او بدان احساس  
نمید و عذاب مستنعم و لذت میکند و بشر از آن اطلاعی نداده اند چه عجب باشد که هر ساعتی تجد و امثال در اعراض  
می شود هزار مایه عذیبه دیگر در وجود می آید و مردم یک سیاهی سالها باقی میدانند عجب چیست امر ممکن است  
که حق تعالی چیزی را بیکه تعلق دهد و انسان را از آن شعور ندهد و فی الجمله در بعضی احوال افعال  
و اقوال در وجود می آید و او را از آن شعور نمی باشد اگر میگوید انکار میکند اکنون اگر در دیگرے کند ترا از آن  
شعور نیست و در او در این بریده و بوس سیده و رنجیده و خاک شده نماید و هم بر رنجیده و بنحیه چیزی نهان از تو  
پیدا میزند و احساسی در آن بخش ترا از آن علم نباشد چه جای انکار است ممکن از روی عقل بود و خبر صادق  
خواه و انکار آن روانه باشد قبول آن واجب و ایمان بدان فرض بود و جمیع احوال اخروی هم بر این منتهی است  
که در علم آمد -

سوال (۱۳) - اگر ترا پرسند سوال کدام وقت است؟ جواب بگو بعضی گفته اند وقت دفن  
و بعضی گفته اند وقت انداختن خاک و بعضی گفته اند بعد غائب شدن مردم از میت گذرانی النسخی  
سوال (۱۴) اگر ترا پرسند مرده که در خانه باشد و چند روز دفن کرده نه شود سوال کنی کنند؟ جواب  
بگو بعضی گویند سوال بعد دفن خواهد بود و بعضی گفته اند هم در شب اول زمین را بر روی پیکر از زنده سوال  
کنند و الا اول حسن و علیه الطوبی -

سوال (۱۵) اگر ترا پرسند آنکه در تابوت باشد سوال با او کنی کنند؟ جواب بگو در تابوت  
زیرا چه قبر او تابوت است و بعضی گفته اند بے دفن در قبر سوال نیست زیرا چه سمایی است و این ملود  
نیست مگر در قبر پس در خبر آن نگویم -

سوال (۱۶) اگر ترا پرسند اگر کسی گشته میشود او را دفن نمی کنند بر روی زمین یا اندازند و یا حرق



در آب میشود و سیاه قطعه قطعه می خورند و یا پرکاله پرکاله می کنند بر روی زمین در مشرق و مغرب می اندازند  
سوال برو چگونه است؟ جواب بگو برای آنگاه بر زمین هم از زمین فرشتگان گوری بر روی سازند  
و سوال می کنند و آنکه پرکاله می کنند سیاه می خورند و یا در اطراف عالم می اندازند آن را فرشتگان  
به فرمان خدای تعالی جمع می آورند باز در ترتیب قدیم میکنند تعلق با احساس با عادت حیات در بدن  
بقدر احساس سوال جواب می دهند و برای او گوری میکنند سوال میکنند -

سوال (۱۷) اگر تر پرسند در اطفال مومن سوال هست و ایشان قادر بر سخن نبودند آن سخن  
چون میکنند؟ جواب بگو چنانکه بهتر است در عهد شکم کرده بود و پنجاه ایشان را نیز در عهد قریب از زمین  
و ایمان فرشتگان تلقین می کنند ایشان می گویند و بعضی گفته اند سوال از ایشان است که خوابی بگوید بگوید  
از آنکه بر شما گفته اند آنست بر شکم ایشان می گویند آنرا می گویند بودیم در اطفال مشرکان ابوحنیفه توقف  
کرده است و آنرا که خواب اهل بیست میگویند سوال و جواب با ایشان سوال و جواب بر طبقه اطفال مومن  
گویند و انبیاء را در اصول صفات در سوال توقف کرده که ما را خبری درین باب وارد نیست اما در سراجی گفته که  
سوال انبیاء برین عبارت باشد علی ما ذکر کنیم مستحکم بر چه گذاشتید امت خود را در عقیده عاقلی می نهید  
الانبیاء الانیسل و هو الاصح -

سوال (۱۸) اگر تر پرسند سوال مخصوص بدین امت است یا با امت ما قبل هم بود؟ جواب بگو  
علمای معتقدین بر این اند که بر امام ماضیه هم بود و امام مجتهد ترمذی میگوید که سوال مختص برین امت است و  
این مجموع در شرح او را مذکور است -

سوال (۱۹) اگر تر پرسند تلقین که بعد دفن میکنند آن را نفی است یا نه؟ جواب بگو  
ابوحنیفه رضی الله عنه اینست که نفی ندارد زیرا که اگر با ایمان رفته است خود را در فرشتگان سوال تلقین جواب  
خواهند کرد و آنچه حق است خواهند گویانید و آنکه با ایمان رفته است و بر هرگز بر حق قرارش نمیدهند  
مضطرب و متحیر می گردانند و فایده تلقین نباشد و در سراج امام شافعی بر این است که تلقین نافعاست

این عبارت در سراج معتبر است - و بگویند اینست که و نفی از او در سوال تلقین کرده اند



این وقت شهادت

زیر که آن وقت حرکت شیطان دشمنش دست آن وقتها وقت تنهایی و وحشت و وحشت است  
اگر درین وقت یاری دادنی از طرف برادران یمن باشد نفع بین و تقویت قوی حاصل آید شایع چشت  
برند مہب امام حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ روند و شایع سہروردی و ملکان برند مہب امام شافعی روند و تلقین  
اینست یا فلاں ابن فلاں اذکر الماعد الذی خرج من الدنیا شہادۃ ان لا اله الا اللہ و عدو لا شریک لہ  
و اشہد ان محمد اعبدہ و رسولہ وان الساعة آتیۃ لا ریب فیہا و ان اللہ یبعث من فی القبور قل رضیت  
باللہ رباً و احداً و بالاسلام دیناً و بالکعبۃ قبلۃ و بالقرآن اما و بالمسلمین اخوانا بلی الذی لا اله الا اللہ رب  
العرش العظیم۔

سوال (۲۰) اگر ترا پرسند طعمای یا نمازیہ و یا عذوق کہ بر روح مردہ میدہند خیر ہے یا شر است  
جواب گو آریہ ہست در حریت فی آرد استجب ان تہدق علی المیت بعدہ الی سبۃ ایام  
و در خمس میگوید کہ نو متلی و لو صام و اعتق اذ فعل شیئاً عن القربات لیصل ثوابہ الی المیت و در کبری  
می نویسد اگر عذوق میکند از میت یاد عا میکند برایہ او بعت میکند سوئے میت خدا یے تعالی  
آن را نوریہ بر طبق نبادہ فی فرستد در کفایہ شعبی می آرد کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفتہ کہ چوں  
عذوق میدہد مردیہ بنام مردہ جبرئیل را فرمان میشود کہ بردار سوئے قبر او با ہفتاد ہزار فرشتہ دیگر بدست  
ہزار فرشتہ طبقیہ از نوریہ و میگردد السلام علیک یا ای اللہ ای ہدیہ است کہ فلاں ابن فلاں بر آید  
دادہ است بمقابلہ آن ہزار شہر دست برایہ او بنا میشود و ہزار ہزار بیت میگردانند و ہزار ہزار تہمت  
و نیز در حدیث است اگر بندہ از است محمد تحفہ درود ارسال می کند بحضرت نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم طبقہ از نور چشم مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم می برند کہ فلاں ابن فلاں از امتان تو برایہ تو فرستادہ  
و آن قبول افتادہ این ثواب آن است رسول اللہ او را دعا یے غیر میکند و آن را یہ گنہگار و حجت  
مندان تقسیم میفرماید کہ بدان انسان را خلاص از دوزخ میشود و یا تخفیف عذاب می باشد۔

در بعضی بنادہ سنو  
در نوریہ

سوال (۲۱) اگر ترا پرسند خونی عریں چیست کہ مردمان میگویند امر و فرعون فلاں شیعی و فلاں یهودی  
این عبارت از "و تلقین" تا "و رب العرش العظیم" در نسخہ نمبر اربع و نیت۔



جواب بگو که عرس از روی لغت طوام عروسی است و آن زن بخت شوهر آوردن است  
یعنی امروز آن روز است که روح مطهر آن شیخ را بحضرت خدا چنان بنار و نعیم و باحسان تعلیم و تکریم  
برده اند چنانکه عروس شب اول بسوی شوهر و این لفظ در حدیث ہم مذکور است چون سوال قبر طوم  
کنند و جواب با صواب گوید و فرشتگان گویند نم کنوتمه العروس یعنی عجب بچو خواب عروس که بر  
تخت بنار و نعیم میکند ہم از لفظ حدیث اقتباس کرده اند برای مشایخ و صالحان و مقتدایان اختیار کرده  
اند و آن روز که اول مدخل است البته منتظر فاتحه و یاری از متعلقان و دستا و اقارب  
خویش میباشد و آن روز را در میان ارواح زیادت تشریف و تعظیم و تکریم است اگر آن مردم که در  
دنیا مانده اند او را یاد کرده اند به فاتحه و یا به طعنه و یا بگلے آن را پیش او می برند برین فخر میاں  
ارواح با محسن خویش میباشد و بدین شاد و خوش دیده میشود و آن ثوابی است و ترقی درجات  
است که در صورت آن صین طعنه که در دنیا داده اند بفقیران و گرسنگان و اقارب و غنائم  
رسانیده اند بران را ختمی بدل گرسنه و تشنه رسیده است و بسوی خوش بدماغ مسلمانان رفته  
بجای او را رفاقتی و توقیری حاصل شده و خوشی و شادی پیدا آمده است و آن خوشبوی آن طوام  
و آن آب و فاتحه و دعا که برای او کرده اند اگر مغرب بود تخفیف عذاب شود و یا خود بکلی خلاص  
یافته و بر بخت رسیده آن دم او را از دوزخ می کشند و تن او را تازه و تری گردانند و آبی  
و طعمه و آفتاب از نور می آرند اندام او را می شویند او را غیله به آبی که سپیدرے طاهرے  
عظم برے صافی و شیشه روشن کنند در ساعت چنان می نمایند که وقتی بدین عذاب نه بود از مرتاز  
و تری گردد بر حسب حال او جامه از بهشت می آرند او را به تعلیم و تکریم در جایی که فرمان شده است  
می برند و نشانند اگر اهل دیه شفاعت می ایستد با او این معالیه که گفتیم می رود و همچنین او را در بهشت  
می نشانند خود باز میگردند و این خبر آنانکه بمقام شفاعت رسیده اند و کشف ارواح و قبور برایشان  
شده است و این کار هم در حال حیات خویش در دنیا به مریدان و متعلقان خویش می کنند بدانند که مرید  
را برین ایمان لابدی است در احادیث رسول الله حکایت سلوک کلمی به کلمی مسطور است



جزئیات مختلف است اما کلیات مراقق است انکار این درمخی انکار حدیث رسول الله و اقوال  
سلف باشد بدعت است بلکه کفر اگر بی تکوین باشد.

۲۲

**سوال (۲۲)** اگر ترپرسند این تعلیم مقابله این انداختن گل خوب و غلاف جامه بر آن چه معنی دارد.  
**جواب** بگو چون این ثابت شد که روح زنده است دتن مرده احساس از همه چیز از انواع احوال  
و تعلیم دارد و با طاعت که ذکر آن بالا رفت پس تعلیم آن موضع داشتن که تن خانه قدیم و وطن دیرینه  
از دست نزدیک او مستحسن بود او بدان خوش باشد و بد آنچه در دنیا خوش بود هم بدان خوش باشد و بدان  
میان ارواح مرده معلوم باشد که او علوی و قدسی است همین پاکی و استعلا و ترفع و طیب روایح  
و اماکن بخوابد اصل خلقت او از آن عالم است قابل تحویل و تغییر نیست و هر چه خلاف آن کنند کاره  
و نه خوش باشد و آن گل که بر روی اندازند بدان خطی گیرد او علوی است و بوی خوش هم علوی  
نفعی از آن ظاهر و خفی کامل می گیرد و همچنان از آواز خوب هم زیر آیه آواز خوب هم علوی است و هم  
علوی خفی و نفعی دارد و لهذا خواندن قرآن پیش قبول مستحب بدان آواز خوب خط میگیرند و نفع می یابند  
از ثواب که بخواندن قرآن حاصل می آید و قرآن خواندن با آواز خوب مستحب است در کتب نقد ثواب  
مسلو است در ذخیره فی نوید و هر که نزدیک قبر سوره اخلاص هفت بار بخواند آمرزیده شود اگر مرده آفریده  
باشد قاری آمرزیده شود و اگر نه بار بخواند بهتر بود و در جمعه زیارت دارد و پدر مستحب است روایت در مختار  
السائل آمده است و آن گل که بر گود است تسبیح میگوید و لهذا گفته اند بریدن درخت و گیاه که برگور  
گذاشته است مکره است و بعضی گویند که خشک هم تسبیح میگویند بهوم قوله تعالی و ان من شیء الا لیسبح و  
بمقدم و طایفه اول تمسک می کنند به حدیث رسول الله که بگور کسی که درخت بر کاله شاخ سبز برده باشد گفت  
تا این قر باشد عذاب ازین گور مرتفع شود ستر این است که او تسبیح میگوید تا تراست پس عذاب  
برداشت می شود و این تمسک ضعیف است زیرا چه او تسبیح دائم می گوید و هر سنگی و کلوخی و خاکه  
که برگور است تسبیح میگوید قوله تعالی و ان من شیء الا لیسبح بخیر گویند اما این معجزه بود که گفت تا این شاخ  
تراست عذاب بر او علی بنی صلوات الله علیه مرتفع شود و لکن تسبیح مقید بتری و خشکی نیست و تقدیر



آیت قلمی بخبر واحد روانیت پس تحقیق این است که ربطاً و یا با تسبیح میگوید۔

۱۳

**سوال (۲۳)** اگر ترپسند روح چیست؟ **جواب** بگویند مقالات بسیار است بلکه اشکال بخندے کہ بزرگان وضع کرده اند سخن دریں کردن آئند مذهب اہل حق آن است کہ جو ہر یہ لطیف مخلوق علوی در باطن انسان است کہ ہو یہ خوش حیلے دارد در ہریت آئند است تمیثام الارواح کما تمیثام الخیل الارواح ہو یہ میکند آشنایان خود را چنانچہ اسب ہو یہ کرہ دار خود را بی شناسد پس ارواح را شامہ باشد و در واسیتہ از ابن عباسؓ اکل ہم آئند است و آن مشہور نیست و در حدیث است کہ ہر شب جمعہ در خاد متعلقان و فرزند ان خویش می آید تا آخر شب میباشند اگر کسی اورا بہ فاتحہ دہہ بگید و یا بہ طعانیہ و یا بہ شیرینی یاد میکنند دعا کنان و شاد و خوشاں باز میگردند و الا نہ منکر دنا خوش میروند و چنین ہم ہست کہ در چہل روز در موضع لحد خویش جائے کہ غسل دادہ اند می باشد اورا ہمہ مکاں یکاں است کہ روح است جیسے ندارد کہ موضع بہ موضع محتجب و متغیر و مشغول باشد و در موضع دیگر نہ باشد چنانکہ شیاطین و جنیان ہمہ صفت ارواح مومنان است کہ در ہر ساعت و در ہر زمانہ بہر مکانہ مغرب و مشرق پیش ایشان یکقدم و یک لحظہ ہمہ جا بنند و بہ ہر صفت بر مردان بفرمان خدا یے ظاہر شوند و ہم با آن حال مغرب و محبوبس باشند و این کار از ایشان آید اما ایشان را راہ بہ علویا نیست و ہم مد عرف و در موضع عذاب و سوختن خویش ہستند اما ارواح انبیاء و اولیاء صلی و مومنان در علویات عروجی دارند و در فلک خویش کہ موطن ایشان باشد می روند از آن عالی تر ہم میروند بکلم سیر و ترقی کہ در دنیا بہ مجاہدہ و اعمال صالحہ حاصل کردہ اند اما موطن ہماں فلک اصلی است کہ کل شئی یرجع الی اصلہ و مرکزہ مذہب حکما اینست کہ عروج از فلک اصلی خویش بالاتر نکنند و آئند مذهب امام شہر غزالی اینست کہ بعد موت رو بہ عروج بالاتر کنند از موطن اعلیٰ اینجا ایشان میگویند کہ محال است از روی حکمت کہ شئی بفر موطن اصلی خویش رجوع تواند کرد ہم در فلک خود مقرر دارد از تن پیش ذرود امام محمدؑ میگوید اگر بعد موت عروج بالاتر نکنند آمدن و رفتن و مجاہدہ و مشاق کہ در دنیا دیدہ بود ہمہ ضائع شود آن مقام کہ اورا پیش ازین بعد لابی از آن مقام عالی تر باشد و الا فایدہ آمد و شد هیچ نبود و آنحضرت خواجہ ماسلمہ اللہ توفیق بین المذہبین



و او که مقام و مقدر هلاک بود که قیام بود اما بحکم صفا که وسیله را حاصل شده است به سبب مجاهده و مشاق و عروج  
 و سیریه بالاتر خست را به مقدر هلاک که موطن اصلی بود که سخن اهل تحقیق این بود که خواجه ماسلمه الله تعالی فرموده اند اندام  
 مؤمنان هم به بشارت و خوشی در دنیا که آید بفرمان خدا بشارت بد و رسانند و باز در مقام خویش مرا  
 کنند و با خدای مکالمه و مجاهده و محاربه دارند و در مشیت بروند و آنجا که خواهند برگردند خوش باشند  
 لبوس نه اند معظم و مکرم عند الله عند الناس در دنیا و در مقامات حرمت و تعظیم دارند و بدین خوش باشند  
 هر چه بدین تعظیم در دنیا بود و در مقامات که بدین خوش می شدند همچنان این زبان هم خوش اند از تواضع چنانکه  
 در دنیا بودند ایشان با در بختن و جا می بین بر گور پوستانیدن چنانکه برای او لباس مهین در دنیا  
 کنند و شمشیر باشند و گل خوش انداختن و مقام جا روب دادن و عمامت خوب کردن و صف  
 مصطفی و محبت و اسباب دیگر موجب تبرک و آراستگی آنجا داشتن و جماعت نماز آنجا گذاردن  
 با حرمت و با لمهارت پیش بودن و مدح و ثنای ایشان گفتن و طعام هر چه بهتر و خوب تر بر روح  
 ایشان دادن و سرودن ایشان گفتن بدان حیطه تمام است چنانکه در دنیا بود حاجت بدیشان گزاینده  
 و رسیدن به تربت بستن و تعلق کردن لقمه دارد ایشان بدین شفیع میشوند بعد از اندازه خویش سی  
 در حاجات او می کنند چون حاجت او به سی و شفاعت بدیشان رفع میشود ندری که به روح ایشان  
 کرده بود می طلبند اگر می بیند او را دعای می کنند خوش میشوند و الا آن خوش می باشند که میل بخوایند و بواسطه هم  
 آمده و یا بدینگر که او آشنائی دارد میگویند که فلان را بگوئی نذر ما و فاکن و الا که میل که بمقابل آن  
 هم زیاده رسد این هم معاینه بعد مؤمنان و مشاهده جمله عاقلان است هیچ کس این را مکر نباشد  
 قول رسول الله صلی الله علیه و سلم اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا بالقبور اگر شمارا امری پیش آید  
 که شمارا آن معیری شود پناه جوئید بآهل قبور مسلمانان اگر چه بعضی فقها در کتب از بعضی این تکلفات  
 که در قبور را می کنند کراهتی نوشته اند که القبور موضع للبلاء لا للبقاء و این هم اسراف است  
 اما در کتب دیگران اذن است بلکه تصریح باستحباب و سیران بالا گفته شده است و این موضع  
 مجتهد فیه و مختلف ذی است منع صریح انجاء و نیست این روایت در معجزات و بسیار کتب



فقه صریح و صحیح دیده شد حاصل انیت که ماعده المسلمین حنا فهو حین عند الله در امثال این موضع معتبر عادت مسلمانان است که شرع را اینجا مقلود حکم نیست -

۳۳

سوال (۲۴) اگر ترا پسند ایمان عرض است و حدة و تلاشی و تکرار کلمه ایمان فرض نیست پس مؤمن با ایمان بدت عمر بچه معنی باشد؟ جواب بگو حکم ایمان بدو باقی است چنانکه عقد نکاح کردند حکم عقد که آن حل است باقی تا چندین کلمه تبدیل به کلمه کفر کند و اما تصدیق بقایه او بتجدد امثال هر دو باقیه و هر ساعته امر ضروری اگر معاذ الله لمحذول تردیدیه افتد در اصول دین یکفر من ساعته -

سوال (۲۵) اگر ترا پسند بعد موت ایمان باقی است یا مردوح؟ جواب بگو نه باقی نه مردوح لیکن تن در روح او مؤمن اند حکم الله تعالی باعتبار وجود آن با ایشان در حیات پس ایمان در بنده نیست و بنده در ایمان نیست و لیکن عید در حکم ایمان حکم الله تعالی کذا فی تمهید ابو شکور السالمی -

سوال (۲۶) اگر ترا پسند ایمان باس مقبول است یا نه؟ جواب بگو مقبول نیست و آن عبارت از ایمان ما سید از حیات کافر بوقت معاینه عذاب و مهول آخرت و قت انزهاق روح یا قبل وقت غرغره اگر این ایمان مقبول باشد باید که کافر مغرب نبود زیرا که قطعاً وقت نزع مشا به عذاب آخرت برایشان هست قال الله تعالی و این من اهل الکتاب الا کیوم ننبی بقیل مؤته و قال الله تعالی فلما را و باسنا قالوا استنا بالله الی ان قال قلتم یکتفونهم ایمانهم لمارا و باسنا و آن ایمان جز فرشتگان نمی شنود و آن وقت زوال عقل است و وقت تکلیف نیست و ایمان فرض که معتد به است ایمان وقت تکلیف است بعینه گفته اند چون غرغره شود و بعینه گفته اند چون روح به حلقوم رسد و بعضی گفته اند چون زوال ضابطه شود احساس از خویش و بیگانگان مانند و این همه ذال فریب الماخذ اند و اما توبه از معاصی در خلاصه میگوید المختار ان توبه الی کس مقبول و بعینه گفته اند مترود به مشیت الله تعالی ان شاء قبل الموت لا ایمان و این شاء رد تا خیرهانی جانب الاضطرار و اهل خراسان گفته اند که توبه در حالت باس مقبول نیست زیرا چه توبه فعلیه است که بدان مستحق ثواب بود و براسه آن اختیار باید در نفس مضطر می توای نباشد کما بعد الموت -

سوال (۲۷) اگر ترا پسند حکم ایمان مقلد حیت؟ جواب بگو ایمان مقلد پیش اهل سنت و جماعت

۳۷

در حیات باقی است

در حیات باقی است

در حیات باقی است



مستدل است و آنکه صحبت در انیت باری است لال از معنویات کند و صحبت قول رسول الله  
 علیه السلام و از مقتضای پیش از آنکه عقل نداند و دفع شبهه بطل کند مقلد بود و پیش مقتضی اگر در پیش  
 مسئله که اصول مذکور است نشان نیست نداند و دفع شبهه بطل کند مقلد بود نفسی صفات و خلق عباد افعال خود  
 را و نیز اقتضای شراف باری و وجوب تعذیب فساد و عقل به اصلاح و به عقل اثبات کند و دفع شبهه بطل  
 عقل را که در پیش اثبات مقلد بود و ایمان او صحیح نباشد و آنکه از بعضی فقها منقول است ایمان مقلد صحیح نیست  
 یعنی آن مقلدین است که اهل در آیات و حدیث که از هر من الشمس اعلی من القمر است کند -

سوال (۲۸) اگر ترا پرسند تو مومنی؟

جواب باید که اگر بحقیق ایمان و تفصیل صفات کمال کند گوید نمی دانم این آن مقلد است که ایمان  
 او صحیح نیست و اگر بحقیق ایمان پیش او کند او گوید همچنین است که شهادی گوید و عقیده بر آن کند و لکن ترک  
 مسند لال کند آیات و حدیث عامی باشد ایمان او پیش اهل سنت و جماعت حق و حقیقت مقبول  
 باشد -

سوال (۲۹) اگر ترا پرسند چون میروا گواه بر ایمان روانیست پس رفع طور بر قوم موسی و اظهر  
 بحقیق مظهر و مظهر است رسول الله بجزو اگر چه چگونه روا باشد؟

جواب باید که جوهر بر ایمان روانیست و لیکن اگر چه در است فرق جبر و اگر چه این است که جبر موجب  
 اهل اختیار و ایمان به اختیار مقبول نبوده زیرا که تکلیف است و تکلیف مجبور روانه بود اما اگر چه منافاتی  
 در است فقه و در سبب تکلیف قدرت و اختیار باید نه رضا و این آیت اَنَّا نَزَّلْنَاهُ بِاللَّيْلِ الْمُكُونِ النَّاسُ حَتَّىٰ يَكُونُوا  
 مُؤْمِنِينَ منسوخ است آیت قتال الكل فی المضرات و گرفتن خنجر بر پای ختم کردن بر روح مرده  
 نزدیک قبر روا است فخر این است که مرده نیست در فتادی بی نویسد شیخ ابو بکر عباسی و حدیث  
 که در این گفت که میت بدین نفع میگیرد و فخر همین است که ذاتی الکبری اگر مردی مرده داشت او  
 فخر را به قمران خواندن آن جایی نشاند فخر این است که مرده نیست و ما خود این جا قول خداست  
 یا ابراهیم علیه السلام یا اطواف کره بر گرد قبر مرد صالح و حقه را با با نطر در فتادی تجست بی نویسد ذاتی کان



قبر صالح و یکنه ان لطوف حواله ثلاث مرات فضل ذلک و اما نقل میت از بلدی به بلدی روایست در  
جامع القادی می نویسد که نقل میت از بلدی به بلدی اتم نیست زیرا که بهتر لو مغرب را بهتر موسی از مصر  
در شام برد تا عظام او با عظام آبا یه او باشد و ابو جعفر هندوانی از بلخ بود در بخارا نقل شده از آنجا جنازه او  
در بلخ بروند و علماء و اکابر آن عصر همه استقبال جنازه از منزلی به منزلی کرده بودند و اما اطلاق لغت روضه بر  
مقبره اولیا بلکه کل مومن صالح روا باشد زیرا که رسول الله گفته است القبر اربعة روضه من ریاض الجنة او حفرة  
من حفر الزان و در شرح حسنی میگوید ان القبر للمیت کالرحم للما و المهد للطفل من حیث انه یكون  
فی الدنیا مدّة ثم یخرج منه و هو روضه دار المتقین او حفرة دار النجاسین و اما تخصیص و تطهیر و بنای عمارت  
بر و مکروه نیست در جامع القادی می آرد که ابوالقاسم پرسیده شد از مردی که دختر خود را بنجاء و دم  
داد گفت چون بمیرم پنج درم از آن تو و پنج دیگر برگورین عمارت کنی در گنج کنی و باقی چهل درم را گندم خری  
و داریت او را روانها شد که از وصیت او عدول کند دیگر تخصیص اگر کند از میر تر نیست و اختیار دیگر بود  
بود و باقی صدقه گندم دهد و در تخصیص و فریدی نویسد لا بأس بتطهیر القبر و بنای عمارت  
و هو المختار و در طبری نیز می نویسد نوشتن برگور و نهادن سنگها بر و مکروه بود عند البعض و در براتی می نویسد  
که رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم گذشت بگور ابراهیم دید که گوری خراب می شد گفت برگور  
کنند گور استوار کنند و در عده الابرار می نویسد که امر از مردم همین اعتبار کرد و اندر بر سیم همین از خوف نباش  
و آن را حسن دیدند و راه المسلمون حسنا فهو حسن عند الله و در نهاد می میگوید اعتبار الناس باليوم السقف  
ولا بأس بالتطهیر فی هذا اتخاذ کنند و جماعت خانه و عمارت های مختلف که امر از معتاد و بزرگان  
شده است هم مستحب و مستحسن باشد زیرا که بر قبر منور رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم در قبر علی رضی الله  
عنه و حسین رضی الله عنه و علی رضی الله عنه و بر قبر حمزه و قبر شایخ و علماء و فقهاء و مفسران و محدثان اتخاذ عمارت  
کرده اند و مقام را آراسته و استوار بگهای حکم و عمارت های استوار کرده و هیچ یکی از علمای تابعین و  
صحابه و بعد ایشان انکار یه نه کرده اند مستحب و مستحسن باشد چه جای انکار است که اگر بدین نیست  
باشد که فقیری بیاباید و شبی راحت گیرد و مایه آن باب نشیند و بیارند در دمه الله کتابی بکند



در روح آن مقام دل و جان او را تازه گرداند و با فراغ نماز و تلاوت و کتابت قرآن و بفرارغ خاها و خاک  
و ذاکر آرام و خوشی دل مسکنی و غریبی و مریضی بیه خانما نی باشد بیه اندازه ثواب فرمود پس منع  
همیشه جبال و بیله و یحکان یاده گویان باشد و یک کار دیگر است اگر یکی را در مقام متبرک دفن کردند  
او لایق آن مقام نیست او را از آن مقام فرستادند و فرمودند که میکشند و زمین را لایق او می باشد  
بی برنیدارند و بکنین او اگر نیک معلوم و موثر میباشد و آن مقبره و زمین لایق او نمی باشد او را از آنجا می کشند  
بحرست و غرت و در غلبه که لایق او میباشد آنجا می برنیدارند و بکنین گویند در آنچه برای گنبد س که  
بر تربت معظم شیخ الاسلام نظام الدین قدس سره الغریز خواستند برآوردند و یک گور کاغذ چنانکه رخنه  
در گور افتاد خوف آن شد مگر گور تیمامی افتد خدمت شیخ رکن الدین ملتانی شسته آنجا تلاوت میکرد و درت  
مدید از نقل شیخ رفته بود او مرد درون رخنه کرد و گفت که شما تعلق بر ای چه میکنید که او را اینجا گذاشتند تا  
بکدام جاتن او را برده اند بیا مید که جز جامه سفید خالی که اهل روزگرن کرده بودند همراه صفت است درون  
گور نیست همه آمدند بدیدند و پنهان بود و در زیرایه لوط که در زمین قوم لوط دریا گرفته مسافران صادق چنین خبر  
کرده اند که هر روزی چند جامه از کفن از هر ولایتی در کنار آن دریای آید و جمع میشود جامه هندوستان  
و جامه خراسان و عربستان و ترکستان و ولایت های مختلف هر روز آنجا می یا بند چند طایفه برایه  
کشیدن آن آنجا می باشند و مواجب ایشان ضابطه آن مقام همان جاها کرده است و ستر آن  
این است که مردی که بدان فعل ایشان گرفتار میشوند در هر ولایتی که می برنند و دفن میکنند در زمین  
قوم لوطی آرد و بی اندازه تا حشر در میان آن طایفه بود و حکم ایشان همچو ایشان باشد و هم در عذاب نقد که  
آن نصیب آن زمین آمده است بران شریک شوند و یک کلمه دیگر بشنو که شفیع و یحیی و یحیی اگر  
میخواهد شفاعت مرده کند ان شاء الله در هیئت درنگ او بی بیند اگر تمام اندام او سیاه نه شده باشد و شکم چوب  
دبل نباشد و چشم سبزیان نرود و دست و پا آما سیده نباشد و شفاعت او بی کند اما اگر برین  
هیئت مذکور دیده شد اولاً قابل است ایمان به سلامت نبوده قابل شفاعت نیست هیئت  
کاغذ را در روز قیامت همین است که در قلم آمده اما اگر یک نقطه مقدار کنجدی بر پیشانی یا بجا

نور و جلال

و جلال

و جلال



در اندام سفید باشد هم امید باقی بوده جای شفاعت است ایمان دارد شروع به شفاعت او کند  
 اما صوبتیه تمام دارد تا کرام مقرب به عظیم الدرجات باشد که درین مجلسها تواند ایستاد و استیذان به  
 شفاعت او کند که اینجا بلاهاست اینجا تقبالتی است اینجا نهانی اسراریه است که خیر اهل دل  
 یکدیگر بدل دیگر هیچ کس نداند و هیتبایه است خبر آن رجال عظام تواند بمقابلت آن ایستاده  
 باشد چند باره گریه نماید باز بر جای خود ایستد اگر مرد بلا غوار بود و الا بگریه و خیا که باز تواند بر جای ماند  
 و چنین هم میباشد که مغذ را از پیش اهل دل نهان می کنند هر چند او میخواهد در این معین اطلاع بر حال او کند  
 و از این پیش چشم او غایب میگردد و این پیش اطلاع نمیدهند و دیگر با باشد که دیر خلاص خواهد فی الحال  
 فخلص می نمایند و در واقع مغذ باشد با انواع تعذیبات گرفتار فی الحال و او را در آل فخلصی هست این  
 را کالوایع الکائنات می نامند و او را مغذ و باز می گردانند و کار خود میکنند و همچنان میباشد و دیر  
 چون در مقبره می گزرد تا که قدم او در آن مقبره هست عذاب آن جمیع مقبره بر میدارند و چنین هم میباشد که تا بر سر  
 گوریه هست عذاب از آن گور یکی مرتفع است تا او بر سر گور باشد و فرشتگان دست بسته بیکار استاده  
 باشند چون او پشت دهد باز ایشان بکار خود شوند حاصل با همه خوابی باقی است نبی باشد یا ولی  
 دست باز و دست نیست باز و کس نه بوالهوسان نفول سر بگریه ها بر نهند

در این مجلس

در این مجلس

در این مجلس

در این مجلس

يَعْمَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُحْكُمُ مَا يُرِيدُ صفت اوست خلاص دهنده هموست و عذاب کننده هموست هر تقدیر  
 کرده یک از آن شفاعت شافعان و قبول ایشان در نیکی که خواهد هر صفتی که خواهد و بر هر صفتی که خواهد قبول کند  
 و ما کند و اگر نخواهد نه کند مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنْ ارْتَضَىٰ لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ  
 لَهُ الْأَرْحَمُّ وَقَالَ هُوَ أَتَىٰ نَبِيَّكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَفَرًا يَدْعُو بَعْضُهُ مَحَابَّةَ رِزْقِيَا مَتَّ دُرُجُفُشَنَد  
 بیایند خواهیم که قطره بدیشان دهم از پیش من برند و من بگویم که الهی یاران من اند فراموش خود تو نمی دانی که ایشان چه  
 احداث کرده اند و هر دو را اطلاع بر حال ایشان نه دهند و شفاعت کردن ایشان رانه دهند و دیگر در هر میث  
 آمده است که پسندیدند یا رسول الله ما هم در رزق قیامت کجا یا بیم گفت و زبر پر عرشش یا بر سر جوفش کونتر دیاد  
 پله صراط و اگر این دو سه مقام نیابند پس مرا نه بنیند یعنی او کیست که او را بمن نه رسانند و مرا از جمل اهل اطلاع



ندهند و شفاعت من بدو رسیده است به سبب که درین یک مقام است و ایشان هم با هم باشند  
اما در این باب در پویشند و شفاعت از حال ایشان نمیدانند و در بر حال ایشان نباشد و ایشان بخین  
مذهب و گرفتار باشند و هیچ شوری و خطره بدو نیست و از حال ایشان نیاورد چون نه بنید پس شفاعت  
چگونه کند -

**سوال (۳۰)** اگر ترا پرسند روایات که سیئات تحبط حسنات و حسنات نهدب سیئات  
جواب بگو روایات حسنات نهدب سیئات، اقد و اما سیئات تحبط حسنات نه اقد غیر کفر  
و آیات و نصوص که درین باب وارد است به طویل باشد با تحلیل معاصی و آل کفر است و یا تمیز  
و یا توفیق و تعلیم ذنب و احباب و حسنات بکلیت نهدب محض است -

**سوال (۳۱)** اگر ترا پرسند کیس مامون العاقبت شود یا نه؟ **جواب** بگو انبیا صلوات الله  
علیهم السلام قضا مامون العاقبت اند و اما غیر ایشان کیس مامون العاقبت نباشد در خوف رجا باشد  
من در کتب فقه مسطور است و مذهب فقها باجماع همین است و عشره مبشره را نیز الحاق با نبیا کرده اند  
که این ده نفر مرد آتشا و صدقنا در پیش است باشند و آن ده نفر ایشان ابو بکر و عمر و عثمان و علی و  
الحسن و حسین و عبد الرحمن بن عوف و سعید بن ابی وقاص و ابوبکر بن ابی الحراح و سعد بن ابی معبد و زید  
و یحیی بن حسن و حسین و فاطمه و عایشه و صدیق و زوجه است و دیگر غیر ایشان آنکه حدیث صحیح  
در باب ایشان دارد است اما شیخ الاسلام ابو بکر کازادی صاحب تعرف شیخ استاد ابو النجیب  
مهروردی که بر شیخ شهاب الدین صاحب عوارف است که در تعرف سنوید که روایات که غیر بی معهود از  
خوف گردد مامون العاقبت شود خوف عذاب او برود و بالهام من الله و معاطل خاصه باو بحق و حقیقت  
بداند که من مامون العاقبت شده ام مرا خوف عذاب نیست و صاحب احیا و صاحب قوت القلوب و  
صاحب لطائف قشیری نیز بر این اند که الا این اولیاء الله تا خوف علیهم و لا هم مخزون بدان و آگاه باش  
که چنین تحقیق است و الله اعلم بالقلوب و شیخ صاحب تعرف او دعوی نجح و برین هم در تعرف آورده  
من اراد تحقیق علیها -

۳۰

۳۱

در کتب فقه مسطور است  
و مذهب فقها باجماع همین است  
و عشره مبشره را نیز الحاق با نبیا کرده اند  
که این ده نفر مرد آتشا و صدقنا در پیش است باشند و آن ده نفر ایشان ابو بکر و عمر و عثمان و علی و الحسن و حسین و عبد الرحمن بن عوف و سعید بن ابی وقاص و ابوبکر بن ابی الحراح و سعد بن ابی معبد و زید و یحیی بن حسن و حسین و فاطمه و عایشه و صدیق و زوجه است و دیگر غیر ایشان آنکه حدیث صحیح در باب ایشان دارد است اما شیخ الاسلام ابو بکر کازادی صاحب تعرف شیخ استاد ابو النجیب مهروردی که بر شیخ شهاب الدین صاحب عوارف است که در تعرف سنوید که روایات که غیر بی معهود از خوف گردد مامون العاقبت شود خوف عذاب او برود و بالهام من الله و معاطل خاصه باو بحق و حقیقت بداند که من مامون العاقبت شده ام مرا خوف عذاب نیست و صاحب احیا و صاحب قوت القلوب و صاحب لطائف قشیری نیز بر این اند که الا این اولیاء الله تا خوف علیهم و لا هم مخزون بدان و آگاه باش که چنین تحقیق است و الله اعلم بالقلوب و شیخ صاحب تعرف او دعوی نجح و برین هم در تعرف آورده من اراد تحقیق علیها -









فوت شود و بخندد و هر سال با یک نگاه بهتر یعنی علیه السلام فرود آید نزدیک مناره سفید شرقی دمشق  
 میان مهر و زمین هر دو دست بر سر او بر آید و هر شش نهاده چون به جنبانند سر خود را آب چکد و چون  
 بر دارد فرود آید و از او چون پر کاله نقره و یا پان در هیچ کافر به را بوی او نیاید که نمیزد و دم او خفته شود و خلی  
 که بهتر شود نظر او در میان در نیاست از هر بشر پس قوسیه آید ایشان را خدا به از شر او خلاص داده است  
 ایشان را دست بر رویه فرود آید و در میان طایفه و برایشان محبت کند از در جاست بهشت که در هر جا نش  
 طایفه ایشان بر دین ثابت ماندند و بهر دین و قبیله خود سوسیه عیسی علیه السلام طایفه را بیرون آورده ایم که هیچ  
 کس را قدرت قتال با یار نیست مردان را سوسیه نور بیرون آورد آن طایفه یا جوج و یا جوج اند که  
 حق تعالی ایشان را فرستاده است ایشان از هر طایفه می بخندد و بیرون آیند و اهل ایشان بر دریا همچون طیر  
 بیایند تمام آب دریا بخندد طایفه دیگر از ایشان بگذرند نشان آب نیابند بگویند مگر اینجا دقیقه آب نبود  
 تا بکوه بیت المقدس برسند بگویند هیچ اهل از ایشان را بکشمیم کنون اهل آسمان را بکشمیم تیر ما بجانب آسمان  
 بفرستند تیر ما سیه ایشان نخل و بخت ایشان افتد از بهر ابتلا سیه ایشان که بدانند که ما اهل آسمان  
 را بکشمیم بی شد عیسی و عیسی به تصویر بخندد در کوه طور بخند سیه که یک سرگاو بهتر از صد دینار زر باشد آن روز  
 و مانند عیسی علیه السلام خدا سیه تعالی برایشان نه چینه در گردن ایشان پیدا آید و همه یکبار بمیرند عیسی و اصحاب  
 بر زمین فرود آیند موضع یک بهیسته نمایند مگر آنکه چون مردار کنند ایشان پر باشد عا کند عیسی علیه السلام و اصحاب  
 حق تعالی فرشتگان فرستند و چون شتران ختی ایشان را پیدا زند در پیله که خدا سیه تعالی خواهد و در روایتی در غل  
 اندازند و هفت سال بر آید که بعد از آن از تیر سیه ایشان و نیزه سیه ایشان هرگز مازند بعد از آن یکبار آید  
 آید مجد خانها را بشوید و زمین را پاک کند زمین گیاه پیدا آید و بر سینه در زمین پیدا آید که گرد سیه از یک درخت  
 امان سیر بشوند و در سایه او بهشتی و شیر برکت افتد که شیر یک ماده شتر جماعتی را کافی باشد و سیه از او  
 علف قبیلند که گفایت کند به زمین میان با و خوشه و در روم جمیع مونسان قحط کند و همه شرار مردم با خود میان  
 خود قتال کنند و چون مقتاد خزان برایشان قیام قیامت باشد و اینجا روایت مختلف آمده است اما توفیق  
 خدا با تفاوت احوال نفس و اختلاف بلاد و دیگر چیز نمی توان کرد و این کلی عظیم است و محلی کبر است در

در هر جا نش



توفیق اختلاف روایات درین موضع و یکی از شرایط طلوع آفتاب از مغرب است و آن شبی باشد  
 و راز موازنه دوسه شب خراش بیدار شب و مقیدان دیگر کیسه نداند سخت خوش و تاریک بود هیچ  
 آن آفتاب منیر نام خوش گذر از جانب مغرب بر آید تا آنکه خدایه خواهد باشد باز هم بموضع مستحق  
 رود تا ماشاء الله بر آید آن روز ایمان هیچ کس مقبول نباشد در توبه آن روز بر بند اینجا اختلاف کرده اند  
 بعضی گفته اند همدراں روز توبه هیچکس مقبول نه بود بعد از آن مقبول و بعضی گفته اند تا رز قیامت توبه هیچکس  
 مقبول نشود و بعضی گفته است بستم در توبه این معنی است که دل مردمان را چنان مبتلا بمشغولیه و بظلمت گردانند  
 که هرگز میل توبه نکنند چون تا سیه در جهان نماند توبه قبول چه شود و در بر آن که کشاید که آئینه و رونده نمانده  
 باشند آنکه حقیقت توبه را دریست و قبول او بدان در پی شود و صورت آن نیست و معنی آن  
 اینست که در قلم آمد و آنکه توبه کند البته توبه قبول نشود و لیکن توبه کیسه نه کند و توبه از دلها مرفوع گردد و نه  
 توبه نه قبول نداشتن و حکما اینجا اختلاف کرده اند و حاصل آن تمام گفته شد و یکی از این اشراط خروج  
 دابة الارض است در تفسیر این آیت **وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ** و جند  
 است در از این شصت گز هیچکس او را نه رسد و هیچکس گزینده از او نتواند گزینست و او را چهار پای است  
 و در بازوی است و سر به همچو سر گاو و چشم همچو خنزیر و گوش چون گوش شیل و گردن شتر مرغ و سینه شتر  
 و رنگ پنهان و تپیکاه گریه و درمیش و شکل شتر و میان دو بند او دوازده گز است و آن قدر موی دارد  
 و بدان در از این بسیاری که از سر تا قدم معلوم نه شود بر او آید از صفا سخن به عربی کند و بگوید **أَنَّ النَّاسَ كَانُوا أَتَيْنَا**  
**لَا يُؤْتُونَ** یعنی بخروج من موقت نبوده اند و بگوید لعنت الله بر ظالمین باد او تکلم کند به سلطان ادیان جزین اسلام  
 و در یاد که این مرد مومن است و این کافر است این ترجمه تفسیر مدارک است و یکی از اشراط قیامت خروج  
 مهدی دآن را خاتم الاولیا گویند در مصابیح است که رسول الله صلی الله علیه و سلم گفت المهدی منی و من اولاد  
 فاطمه و من غترتی و کنیت کنیتی و المهدی اجلی البیته اتنی الالف یلاء الارض قسطاً و عدلاً کما طمست جوراً و ظلماً  
 جاسی و دیگر آمده است اسم اسمی و کنیت کنیتی بملک سبع سنین معارف ظاهر و آشکارا کند و بیانی کند که جمع  
 معارف را با شرایع این خاصه او باشد عینی علیه السلام بیاری دهی او آیند هفت سال او بر زمین باشد عهده او

در این شب که آفتاب منیر نام خوش گذر از جانب مغرب بر آید تا آنکه خدایه خواهد باشد باز هم بموضع مستحق رود تا ماشاء الله بر آید آن روز ایمان هیچ کس مقبول نباشد در توبه آن روز بر بند اینجا اختلاف کرده اند

بعضی گفته اند همدراں روز توبه هیچکس مقبول نه بود بعد از آن مقبول و بعضی گفته اند تا رز قیامت توبه هیچکس مقبول نشود و بعضی گفته است بستم در توبه این معنی است که دل مردمان را چنان مبتلا بمشغولیه و بظلمت گردانند

و جند

در از این بسیاری که از سر تا قدم معلوم نه شود بر او آید از صفا سخن به عربی کند و بگوید



پنجمین رسول الله و بعضی گویند زنده است بیرون خواهد آمد و روزی که فرمان شود و بعضی گویند از سادات  
عینی است در آخر زمان متولد خواهد شد و طایفه مستند و انضال ایشان گویند در محل کوسیه است و در آن  
کوه فارسی است هر روز اسپان زمین فتنه و بر در آن غار روند گویند یا مهدی یا امانا عمر و گشت و گشت  
با نوا از اوقات مشی امرک تا یک پس روز یک زیادت با مشی بعد از آن بکار خود در هر روز عهد ایشان  
این باشد و دیگر اثر ساعت بسیار است در کتب اتحاد و توارخ معلوم است اما حاصل جمله بدین  
اینکه بعضی بکتاب الله ثابت است چنانکه خروج دایه الارض و ظهور شمس از مغرب و بعضی متاخرین  
و بعضی از احادیث و وجوب اعتقاد آن هم بحسب دلیل باشد.

در کتب معتبره

۱۲۴

سوال (۱۳۴) اگر ترا پرسند نفوس باقی است یا نانی است یا حق ؟ جواب بگو نفس باقی است  
و هرگز فنا نمی پذیرد بدین اجماع انبیاء و اولیا و حکما است که ذاتی المعالم معلوم است که هر چه موجب کمال نفس  
است موجب نقصان بدن است اگر مست نفس بموت بدن بود بهر چه نقصان اوست کمال او بود  
نه نفسی را پسین که مستقر فی شین بدن ضعف بدن است و کمال نفس بدن را منقبضات مشکف میشود  
و بیضاوار الهی و شاه ده جمال خداوند تعالی میگردد و چون باین همه اجماع انبیاء و اولیا و حکما معتقد شد  
غفیده لابد بدال واجب باشد.

۱۲۵

در کتب معتبره

سوال (۱۳۵) اگر ترا پرسند همه تن فانی می شود یا چیزی خواهد ماند ؟ جواب بگو در حدیث آمده است  
که بن آدم یا کله الارض العجب العجیب الذنب عجب الذنب استخوان کمتر است که بر سرین خواهد بود خرد است  
بروزنه حریف در زمین احساس نمی شود و خرد از آن خواهد بود و عطا حقیقه تمام انسان در آن مقدار استخوان گردانیده  
پیش و باقیست بالقوه تمام باقی است چنانکه استعداد دخت میل که بدن درازی است در آن دانسته  
اند و که بدین خردی است که در دست نیاید و احساس نیاید و لابد شواری دتن انبیاء حرام برارض هرگز قیا  
نه پذیرد و همه درست باشند و بعضی از اولیا همچنین مرتبه که در گورنگدازند قال رسول الله صلی الله علیه و آله  
علیه و سلم ان الله یحرم علی الارض لحوم الانبیاء و این هم کلی نیست که مرده ریخته شود ریخته گردد و تولد و  
بحسب هوا و خشکی تن چنان خشک شود بماند که هیچ نگذارد این دلیل نیست بر ولایت بهر مرده ناگزیر خسته



اما چنین هم بود که به کرامت تن او نگذازد و یکی باشد از مقربان حق که تنش بگذازد و ریزه ریزه گردد و خاک شود و این معنی کلی نیست هر دو طرف مطلق نباشد.

سوال (۳۶) اگر ترا پسند تناسخ هست یا نه؟ جواب بگوئید هبل اسلام تناسخ نیست ۳۶  
 مذہب بر همه است و معنی تناسخ این است که یک جان تن را بگذارد و در تن دیگر فرود آید اگر کاریک کرده باشد در تن بزرگ و آدی فرود آید و اگر کار بزرگ کرده باشد در تن خریه و یا ستورے و یگے شود باز در دنیا آید و این همه و همیات باطله و خویلات فاسده است دین اسلام ازین بیزار است مطلقاً دلیل اقوی بر ایسے نفی تناسخ این است که اگر جان مرا پیش تعلق به بدینے بودیے هر آئینه مرا علی از احوال آن تن بودیے و آنچه گذاشت در خانه تعلق این جان من بدین خیرے خیرے داشته چنانکه شخصی اگر چند گاہے در شهر یے میباشد چون انتقال میکند البتہ علی از آن شهر و از هوایے آن و از زمین و خانه و خلق آن مقام یاد او میباشد پس چون مرا هیچ علی بجای پیش ازین تن نیست لابد پیش ازین جان ما تعلق به تنی نداشت و بعد ازین هم نخواهد بود زیرا که قابل بفضل گنئی نیست و بدین که این اول تن دوست غیر این دیگر خواهد بود ایشان میگویند خدا یے داند چند بار تنها گزاشته ایم و بدین تن رسیده ایم و تا چند بار هنوز خواهیم گذاشت و نیز اجماع اولیا و انبیا و حکما منعقد بر این است که تناسخ باطل است

سوال (۳۷) اگر ترا پسند حشر قلوب خواهد بود یا نه؟ جواب بگو چون نفوس و قلوب و ارواح ۳۷  
 را موت نباشد حشر به معنی دارد و موت دل عبارت از حرمان دوست از فیضان نور اللہ در و از حضور سعادت و کمالات دینی و دنیادی علی و علمی کشفی و یقینی دل هر که بدین موت میرد هرگز زنده نشود و هرگز در آخرت حشر نه شود همچنین میت بماند قال اللہ تعالی و من کان فی ندرہ اعمی فهو فی الآخرۃ اعمی هر که کمالات در دنیا حاصل نکرد و بدجات حق نه رسید در آخرت هرگز نخواهد رسید بهچنان محجوز و مبطرد و مبطرد خواهد ماند و هر که دلش در دنیا زنده شد و کمالات روحانی و بانوار حقانی رسید لابد در آخرت زنده خواهد بود و در اہم حشر نیست اما خود زنده است زنده را حشر نه باشد چنانکه فانی دایم الفنا را حشر نه بود پس کیف ما کان حشر اجساد بود و حشر ارواح و قلوب و نفوس که ایشان دایم مرده اند چنانکه نفوس کفار و یا همیشه زنده اند چنانکه دلہایے



نبی و اولیا فتقیل و اینکه گفتیم و سب که زنده است نمیرد و سب که مرده است از زنده نه گردد و او را حشر نشود این سخن در لطایف تشبیهی است اولیا الله لایموتون و لکن یقلون من دایر الی دایر و آنکه مردمان گویند سربایه خفته و در لهایه بیدار هم بدین معنی است که گفتیم -

سوال (۳۸) اگر ترا پرستند عاده بدن یوتی امریه که در دین واجب است و چه سب آن چیست؟

جواب بگو اجماع قابل وجود و عدم است چنانکه عدم محض بود اما به ایجاد الله ابتداء موجود شد و بعد وجود با عدم الی الی و التدریج عدم گشت باز اگر آن موجودی که من اصله موجود بود باز موجود گردد چه تعجب در اینجا

بود این امریه ممکن است از روی عقل و خبر صادق خبر کرده بود آن قطعاً پس اعتقاد آن واجب باشد

و جایه تامل و تردد نه بود هر که با تکرار پیش آید همه جهالت در جهالت بود و شبهه منکر این است که اگر

انسان بخواهد خورد و اعصابه اصلیه او در و منضم شد عادت آن نوعی موجب ضیاع انسان

فازنی پس ممکن نباشد و دفع این شبهه اینست که حق تعالی اجزایه اصلیه هر یک جدا گانه کرده و اعصابیه

اصلیه و دیگرست و معتبر عادت اعصابیه اصلیه او نه فاضله و هر یک را با اعصابیه اصلیه خویش معاد خواهد شد

این جایگه سخنی ازین بیشتر میکنند که اگر زید عمر و را غور و درین اعصابیه فاضله او غذا حاصل شد و نطفه از آن

در عصب او جمع آمد و فراهم شد بحوری از و فرزند مثلاً بکر زاد اعصابیه اصلیه این فرزند شد و آن اعصابیه

اصلیه عمر و بود پس اعاده عمر و موجب ضیاع بکر بود و اعاده آن فرزند موجب ضیاع عمر و بود و دفع این شبهه اینست

که هر شخصی را عند الله اعصابیه اصلیه مقدر علیهم ثابت و موجود است چنانکه در حدیث آمده است که فرشته

را فرغان شود و چون نطفه مردم در رحم زن جمع می آید قطره خاکی که از زمین مدفن دست بیارد در آن

نطفه خفته کند خلقت عجب الذنب از آن بود و اعصابیه اصلیه او بالقوه هم از آن قطره خاکی است

چنانکه دانه درخت بر مقدار سیه میباشد درخت نیاید و لیکن جله اجزایه آن درخت بزرگ بلند و پهن

هم بالقوه در آن دانه صغیر است اعصابیه آنان همان قطره گل است علیهم از نطفه آورده انداخته

اند از آن عجب الذنب مخلوق شده و آن بایه اعصابیه اصلیه او دست و تخم آنان همان است و اما

نطفه بدان ترتیب و تقویت و زیادت نما و نبود آن نطفه زید با اعصابیه اصلیه او عمر و خواهد شد



و اعضای دیگر از آن عجب از زنب خود خواهد بود که آن اعضا به اصلی اوست فعلی نیز اینجاست استیانت  
در عادت معدوم نیست از روی عقل و خبر صادق محقق شده فوجب القول به از حضرت بندگان خواسته  
خود علیه السلام تالی اشارتیه لطیف و کلاسیه غریب در تفسیر این شنیدم ربّ اَرَبِیْ کَیْفَ تَحْیِ الْمَوْتَى  
یعنی بعد از اینها و قنایها و مرد و رتبا را با و را داد و بعد از کلهای بعضی حیوانات کالکلب و الذئب قال اَوَلَمْ تُؤْمِنُ  
قال بَلٰی لَکِنْ لَّیْطَمِّنَنَّ قَلْبُیْ قَالَ ثُمَّ اَرَبُفَتْ مِّنَ الطَّیْرِ الْاَیَّتُ اوسوال کرد کینیت بعثت بعد از قراق اجزای  
مینت شرقاً و غرباً و غذایه و حیوانات دیگر و نمود چندین هزار دواب از روی خلق چندین مردم را بملاقات  
و پراکندن باد از اجزای کل اوباطراف عالم و خلط اجزای حیوانات بعضی دیگر چگونه باشد علم الیقین دارد  
و عین الیقین میخواهد جواب شد که چهار پرند بیا و ایشان را فتح کن و اجزای ایشان را مخلوط کن یکجا بکن یکوب  
بر هر چهار کوهی بنه و خود از در ایشان را بخوان چگونه هر یک بصورت خویش بر هیئت و صفت خویش بسر تو  
پونید و از خود بینی که اجزای مخلوط کرده یکجا کرده چگونه فرداً به هر یک رایتوست و هر یک بر کار اصلی  
خویش رجوع شد و هر یک به هیئت قدیمه خود بازگشت کذلک مشربان از نیرنجین خواهد بود و هر حیره از  
حیوانی که بحر اصلی و هیئت و به صفت خویش بازگشت غریب معنی است عجب اشارتیه این ماست  
خاصه حضرت خواجه ماست سلمه الله تعالی عن الآفات -

سوال (۳۹) اگر ترا پسند اهل بهشت جرّد مرد خواهد بود و منور و روشن و سفید پوست باشد  
و اهل نار یکدن کافر مثل کوه احدا باشد و اندام بمقدار و دیدن اسب تازی بدست یکماه بود و این قول به  
تساخ است زیرا که آن بدن نیست که در دنیا بود؟

جواب بگو مقصود و عادت اعفایه اصلیه و ایجاد آن و آن باقی است در هر دو فریق مگر آنکه تفریق  
کنند و پلّ اجزا اعضا برای زیادت غذای اجزای اعمال ایشان را زیادت تر گردانند آن را مانع نه ایم و این  
قول بر تساخ نه بود زیرا که بنظر اعضا به اصلی همان تن است و اصل تساخ به اعضا به اصلی به ستینه  
دیگر میگویی فافرق الحق و الباطل بالزهد -

سوال (۴۰) اگر ترا پسند صفت قیام قیامت چه باشد؟



جواب بگوید در حدیث است که در جمعه باشد و آن جمعه عاشورا باشد یکے گوئی و آنکه دره از خیر بود  
 بر زمین نمانده باشد مردم اشرار بودند از ایشان عبادت اوثان می آید و همه در آن باشند بطیب عیش و در سود  
 و سودا و بیع و تشری که ناگاه نفخ صور شود و هیچ یک نشنود مگر آنکه گوش باز کند و گوشه فرود کند و اول یکے شنود  
 شخصی باشد که اصلاح آب حوض میکرد و هلاک شود و همه مردمان هلاک شوند باز آید بزرگ قطره باران  
 اجساد بر وی نیند و دیگر شود بدان همه زنده شوند ناگاه بینند زنده اند محققا و بنی نین و صبیان و کفار و مؤمنان و  
 حیوانات و جنندگان ارض و طیور و وحوش همه زنده شوند فرمان شود بیا سید اے مردمان سویه پروردگار  
 از هر حساب و خرابی اعمال روزی باشد که کوه کال از هیبت آن روز پیر شوند و حال نمهند بغیر آدان و  
 مردم مست نمایند و مست نباشند و همه پابرهنه و گرد آلوده باشند آفتاب را به چرخ و ماهتاب را  
 به چرخ و غیر این زمین و یا بنیر منست این بگردانند کونین تبتل الارض غیر الارض

سوال (۴۱) اگر ترا پرسند صفت صورت چیست ؟

جواب بگو، پو شاخ گاؤ که در دسوراخ ها است بعد هر یک که از زنده باشد هر دے بهر سو رانده بیرون  
 آید و جانے باز به سینه شود آن را اسرافیل در دهن گرفته شسته است منتظر فرمان نفخ چوں فرمان برسد او بدید  
 مرد زن یکجا باشند همه برهنه باشند آینه ها دشوار باشد که هر سیک را خبر از بهر مینگی و پوشیدگی دیگر نباشد  
 و آفتاب بمقدار یک نیزه رویه نویی خلق آرد طالع شود امروز بر چهارم آسمان است پشت این سوسه  
 کرده و رویه بالا گفته اند آن مذر رویه این سوباشد و بمقدار یک نیزه بر آید زمین هموار سے باشد  
 سید نشان پیچ چیر سے بر رویه پیدانه بود در مصابح است از عبد الله مسعود رضی الله عنه روایت که خبری  
 از پیغمبر رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم آمد و گفت اے خدنگاه دارد سموات را در روز قیامت بر ابعی  
 و انفسین را بر ابعی و جبال را بر ابعی و دیگر خلق را بر ابعی و اشجار را بر ابعی پس به جنانند و بگوید انا الملک  
 این الملوک الحاکمه پس تبسم کرد رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم تصدیقا له ثم قراء و ما قدر و الله حق قدره  
 و الارض جمیعاً قبضه یوم القیمه و السموات مطوئیه و سجدت سبحان الله تعالی عما یشرکون اینجا حکایت  
 و روایات بسیار مختلف است و آن مجیب اختلاف احوال ناس و اختلاف اماكن باشد تا به هر شیئی و بهر جای



در خبر غیبه

چه کند رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم را چنان که علم شده به خبر است خبر داده و آن مختلف است حسب  
اشخاص و احوال اما کنونی و غیره بطریق است و این اصبع بزرگ است درین باب فتحفظ له و در روایتی  
است که زمین چون نان خیزه پدید باشد و در روایتی است که زمین بکلی رود و مردمان بالاسیه مراط باشند  
و در روایتی است که عمار باشد هیچ عمارت نباشد و در روایتی آمده است که مردم خستر کرده شود بر سر طایفه  
بعضی را غلب باشند و بعضی را غلب و ترسند باشند و دوگان بر یک خستر سوار باشند و سه گان  
بر یک خستر سوار باشند و چهار گان بر یک خستر سوار شوند و دوگان باشند آتش و دوزخ پیش ایشان دائم باشد و اول  
کیسه که جامه یا بدوز قیامت ابراهیم خلیل علیه السلام باشد و درین میان بعضی از یاران را بمن عرضه کنند و  
ایشان را بجانب چپ بزنند من گویم ایشان یاران من اند فرمان آید ایشان بر سمت تو نمانند اند و احداث  
اموریه کرده اند که بدانی تو را فی قیامت من گویم بطریق بنده صالح یعنی حضرت عیسی علیه السلام و گفت منم  
شهادت امانت فیهم و کفار را خستر بر رویه باشد ایشان را بر رویه رواں کنند و کیسه که بیایه روان  
کلفت او قادر است که برود رواں کند و در روایتی آمده است که یزید از شمس یوم القیامت خالی چون بمقدار  
میل براد ازیر میل سمره بود و مردمان خویسته کنند و در خفا دگر زمین خویسته ایشان برسد و ایشان را چون گام  
کنند بعضی را بپا رسد و بعضی را بر شا ننگ رسد و بعضی را به کمر و بعضی را به سینه و بعضی را به رو  
و بعضی خود به کلی غرق شوند حسب اعمال و زمین اخبار از خویش کند و آن حکایت آن باشد که حکایت  
اعمال ساکنان خویش کند خیر است و شر است و بعضی در خستر پیاده باشند و بعضی سوار باشند و خدایه  
قالبی روز قیامت بهر فصل حکومات بر کرسی قضا جلوس کند و مردمان را از هر حساب و وزن اعمال حاضر آرد  
او مالک است بر چه خواهد در ملک خویش تصرف کند یک را به حساب در بهشت می فرستد در حدیث  
آمده است بدخل من امتی سبعون الف رجل غیر حساب و یا بعضی مناته در حساب بود که من یوتش  
فی الحساب فقد غلب و در حدیث آمده است هیچ یک از شما نباشد مگر خدا یا او فن کند میان او و تره بان  
نباشد و حجابی نباشد در استا خود نه بنید مگر آنکه اعمال خود را و چپا خود بنید مگر آنکه اعمال خود را پیش خود  
همین بنید و این سخت ترین اوقات باشد و نیز در حدیث است که خدایه دل او نموده کند پس وضع کف

و دوزخ



بر او کند و از راه پوشش پس گوید پس فلاں گناه میدانی فلاں گناه میدانی داد گوید آری یا رب جمیع ذنوب  
خود اقرار کند خدایه با او گوید پوشیدم این گناه ترا در دنیا و بخشیدم اینجا کتاب سعادت به دست راست دهند  
هم در حدیث است که ابوالآام باہلی میگوید که از رسولی اللہ شنیده ام گفت خدایه و عذر کرده با من که در آرد در  
بهشت طایفه از امت من بقدر همتا دهر از بغیر رباب و با هر هزار سی همتا دهر از دیگر مقدار یک جعش از بهشت  
اعمر باشد در روز قیامت عرصه بود عرصه در آن جلال باشد و آن با کفار بود که انکار تبلیغ پیغمبر را کنند و عرصه  
به آقا میر بود که ایشان مؤمنان باشند اقرار بذنوب خویش کنند و عرصه در آن نظایر صحف باشد در هوا فافند  
بیمینه و اخذ بشماره و این بعد فصل عکومات و قطع احکام که حکم به سعادت شد بدست راست او پیراں از هوا  
بدشش خواهد آمد بغیر احساس و کند لگ عکس روزی اقم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا آتش را یاد کرد گریست  
گفت پرسیدم که شما اهل خود را یاد خواهید کرد گفت یاد خواهیم کرد اما سه محل کیسے ہر کیسے را یاد نہ کنند در وقت  
وزن اعمال به میزان تا معلوم شود که کدام پلہ خفیف شود و کدام گراں و نزدیک که کتاب بدست راست  
دهند یا چپ دهند یا از پشت و نزدیک صراط چون نباده شود بر پشت بہنم۔

سوال (۴۲) اگر ترا پسند میزان چه صورت است؟

جواب - ہمیں میزان نے کہ داریم چونے راست در میان بستہ دو دپلہ ہر دو طرف و سکان ریمان متحمل  
بدو کردہ عین آن صورت فروایش آرند و بدل وزن اعمال کنند و آنکہ وصف آن میزان کنند چوب زرو  
ریمان چنین آن سخن دیگر است و معتزلہ و حکما این صورت را منکر اند و میگویند مراد از این اظہار عدل است  
چنانکہ میزان العروض یعنی چنانچہ در میزان عروض مصرایے را با مصرایے برابر میکنند و راست میکنند و زیادتی و کمی  
معلوم میکنند ہم بچنین اصطلاحیے خاصے است کہ تسمیہ او میزان کردہ دین صورت نیست شیخ محمد غزالی صاحب  
احیاء شیعنی الدین اعلیٰ با ایشان یا راند ما میگوئیم حق حقیقت این است کہ این صورت است معنی این صورت  
اینکہ شما میگویند این صورت امریے ممکن است خبر صادق خبر به یقین داد انکار فایده نباشد۔

سوال (۴۳) اگر ترا پسند وزن اعمال باشد یا وزن صحف وزن اعمال ممکن نیست زیرا چو عرض

است جثہ ندارد کہ وزن صحف خود بریں عدد و ظاہر نشود زیرا چہ شاید کاغذیے سبکتر باشد و کاغذ تنگ



رتبه باریک و قلمی سطر بود و کذا لک اختلاف ورق و سطور نیز ممکن است عدل برین ظاهر نشود۔

جواب۔ بگو بعضی گفته اند ما قایم بوزن اعمال شویم ولیکن مشغول بکفایت نه شویم و بعضی وزن عمل میگویند و بعضی خراب اعمال را میگویند و بعضی گفته اند که خدایه قادر است در صحیفه اعمال کاغذی و حروفی و سطر و قلم را برابر گرداند که هیچ تفاوتی بشکلی و سطر بی نبود و خبر صادق خبر کرد بدین ایمان آوردیم و نیز خدایه قادر است که در صحیفه حسنات کیسه نکتی پیدا آورد و در صحیفه سیئات کیسه خفته پیدا آورد مطلوب اظهار حق و الزام محبت بر داست و خدایه قادر است این اعراف را مخلوق بصورت جسته کند آن جسته بمقداری که گرداند که یک با دیگر برابری و یا کم و یا بیش آید۔ اینهم ممکن و خبر صادق خبر کرده فایده انکار معتزله و حکما خیر نباشد۔ این انکار نص قطع است و این تأویل میکنند میگویند مراد از وزن اظهار سعادت و شقاوت است و آن حقیقی نیست اما اینقدر باید دانست مردی در خواب بنید عورتی او را شکر می دهد معتبر تعبیر میکند که او را از دنیا رزقیت خواهد رسید اکنون رسیدن رزق الله تعالی متمثل کرد بصورت عورتی و دادن شکر برین قیاس کند وزن اعمال را فردا حضرت مخدوم بامیران وزن اعمال را بیایند باستقصا کرده در حدائق الان چون مطالعه کرده باشی ترا در آن شبیهی نماید و در حدیث است که خدایه باینده در روز قیامت ملاقی شود بگوید اے فلاں ترا برگردانیدم وزن و فرزند تو دادم و خیل و ابل مسخر گردانیدم تو مرا فراموش کردی من ترا فراموش نکردم و بار دیگر گوید او گوید که من نماز کردم و روزه داشتم و صدقه دارم و این همه دروغ بود اکنون شاید ی از تو بخت کنیم در خود فکر کند که گواهی که خواهد داد ناگاه دست در تکلم آید پا و را و اعضای دیگر سخن کند بدانچه او کرده است او گوید باری بر شمایا و از بهر شما بخت نمی گفتم شما اقرار کردید انطاق جوارح غیر لسان امری ممکن است و خبر صادق خبر داد پس قول بدان واجب باشد و ایمان بدان فرض و بعضی گفته اند این نیز معتبر است بدین که ظاهر شود از ایشان آنچه ظاهر میشود بملق ناظران و بعضی گفته اند فرشتگان را مومل کرده اند بر نشان که ایشان نطق کرده اند و در حدیث



است که بنده تمام گناهان گرفتار شود یک موی از چشم او ببرد بگوید خداوند از وی از خوف  
تو گریستم خدا میسر بطلان قیادت آن شجره را بخت فرمان شود نسید این عتیق الله لشجره -

سوال ۳۳۱ اگر از بعضی اعمال موجب جزا است با علامت یا سبب؟

۳۳

جواب: گوییم سبب جزا آنست که موجب جزا آنست که تعالی را واجب است  
که جزا بدهد و اگر نه فایده ندارد و این احوال سبب است و چه سبب است و چه سبب است و چه سبب است  
شکریه گوید که اگر از این سبب برانگیخت آمد و از این سبب است که از این سبب است که از این سبب است  
را به اجزای خود که از این سبب است که از این سبب است که از این سبب است که از این سبب است که از این سبب است  
از میان خام است و از این سبب است که از این سبب است که از این سبب است که از این سبب است که از این سبب است  
موفق به کار است که از این سبب است که از این سبب است که از این سبب است که از این سبب است که از این سبب است  
نیز خلاف بود که از این سبب است که از این سبب است که از این سبب است که از این سبب است که از این سبب است  
نکستنی و کف نهال را اعملا فکل میر لما خلق له اے موقوف لما خلق له و بعضی گفته اند اعمال  
مستحق جزا را ظاهر آیت قرآن و احادیث بدان مطلق که بما کتب ایدیم و یا سبب تعاقب  
کنند بر آن سبب و علی بن ابی طالب و آیات و احادیث اکثر قاطبی فی هذا الباب یعنی خدا میسر تعالی در ایمان  
تا تیر این داده که موجب سعادت ابدی باشد و مالک بهشت شود و خالد بماند و تاثیر نماز و صوم و سایر اعمال  
حسنه و عفو ترقی در جاست و بعضی باین باین بخشدند آنکه بذات خویش موجب اندایشان از آن تخلف  
نکنند و کذاک در احوال بکر را شیرین گردانید هر که خورد کاش شیرین شود دلش قوی گردد و در زیر تاثیر موت داد  
هر که خورد بمیرد این ذاتی نیست فعلی جمعی است اگر چه در فحله اثر بر گیرد باشد هر خورد نمید و باشد که شکور و  
و در شیرین نشود این همه فعل الله و اختیار باشد هم برین سخن است که شایخ گفته اند الشاهدات مواریث  
الجاهدات و آیات و احادیث سنی و وارد اند بدین قول ظاهر باشد و مراد ازین سبب خاصیت  
و تاثیر است و تاثیر و خاصیت به سبب طبیعی دارد و اختیار شایخ صوفیه همین است و بعضی گفته اند  
و میگوید که در قرآن آمده است قصود و توفیق مجرب است بحقیقت سلاسل و اغلال و تغذیه و تهوین



انسان مطلوب نیست زیرا که این ضرر است بحال انان و ارحم الراحمین لایق به این و امثال این  
 حشو یا میگویند اجماع اهل دین و اهل جد و عقل و ظاهر اعجاز است و نفوس قلمی بدین وارد است بالحق و الحقیقت  
 خواهد بود و منکر آن کافر باشد باجماع اهل اسلام و بعضی گویند تقدیر کافر مستحسن بود که گناه عظیمترین بجا آورده است  
 اما بر مومنان فاسق مستحسن نباشد و اینهم خروج از اجماع اهل دین است و نیز خداوندی که از نفس علم در وجود  
 آورد و رزق داد و پرورد و عقل داد و قوت داد تا بجای که قوت طاعت و عصیان آید همه کفران در نزد  
 قایل به خدا یی دیگر شد طاعت و یی ترک کرد بدیگری عبادت کرد و یا بد تکلیفات تقصیری کرد  
 چه گوئی از روی حکمت و عقل مستحق عذاب و عقاب و عتاب بر حسب گناه باشد یا نه باشد و آنکه  
 بیکرم خویش عفو کند تواند کرد اما کاذر انباشد از روی عقل بعضی گفته اند از روی سمع اما نکند که در قرآن خبر داده  
 اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهِ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَّ التَّوْبَةَ اِذْ بَدُوْهُ وَ دُوْکَرِیْهِ وَ رَشِیْتِ  
 او باشد و اگر خواهد بقدر ذنب بسوزد و آن حسن باشد و حکمت باشد اگر خواهد بخش کرم عفو کند بیه مذاب  
 در پشت و بعضی گفته اند خلف در وعید رواست زیرا که کرم است و خلق خلف در وعید و عده رواست  
 زیرا چه او امر است و صبح اینست که عده و وعید خبر اند و در وعید و عید خلف روا نباشد.

۴۵

سوال ۴۵ - اگر ترا پرسند صراط چه باشد؟

جواب - بگو چیزی است محدود بر پشت جهنم که همه را ورود بدان هست بعضی چوں برق  
 روند و بعضی چوں اسپ تازی شتابنده و بعضی چوں باد و بعضی ماشی و بعضی چوں مورچه و آن  
 باریکتر از نمویی باشد و تیزتر از سیف و گذشتن بر آن جز تقدیر الله و خلقه و اقتداره نباشد و بر بعضی  
 همچون وادی واسع باشد و در حدیث است که در پشت در آید مردی باشد که میرفت بر صراط  
 باره بر روی بی افتاد و باره بی پامیرفت و مار او را می رسید چوں از و بگذرد بگوید حمد خدا یی

در نسخه نبردا، عبارت اینچنین است "و بعضی گفته اند خلف در وعید روا نیست  
 زیرا چه در وعید و عید خلف روا نباشد."



را از این حیاتی بشنید و بفرمایید و جمیع این را منکر اند سیر بر تیز تر از تیغ و باریکتر از موی عنکبوت  
نباشد جواب ایشان این است که نمک نباشد عادت اما نزد عقلا ممکن است که دیکت سر لویه در آن  
پیدا آرد که بدان بران بگذرد و آنکه شش ریه نباشد حرکت یا شد در رنگ و تنفس نبرد و باریکتر  
از موی بنویقه میگذرد و در رنگی آن هم ممکن است عقلا نیست و غیر صادق خبر کرد و اعتقاد کردن بدین اوج نیست

نابلیه

۴۶

سوال ۴۶ - اگر ترا پسند صفت عوی کوثر چیست ؟

جواب - بگو در حدیث است که حوض من دورتر از ایل باشد تا بعدن و آن رو مقام که مسافت  
بغیر دارند آب او از برف عمیق تر است و از شهر شیرین تر و آوند او اکثر از عدد نجوم و من مردمان را  
خواهم راند از آن چنانکه یکی از شما از حوض خود و مردمان را می رانید سخا به گفته اند یا رسول الله ما را در  
روز قیامت خواهی شناخت گفت آری بر پیشانی شما غر محجل باشد سفید و با شنید و منور  
باشید از اثر و ضوای اریق از زر باشد و از نقره بر شما ستارگان و از بهشت آوند و این بخت بیند  
که در آن حوض از آن باشد که زر باشد و دوم از نقره من ساقیم بر شما حوض هر که بگذرد بر من بیاشام  
هرگز تشنگی در عرضات برو نرسد طایفه باشد از ایشان را می شناسم و ایشان مرا می شناسند  
ما مضمی میان من و میان ایشان آید بگویم ایشان از این من اندر آوند تو نمی دانی که ایشان بعد تو چها کرده اند  
و بر راه نمانده اند من بگویم دوری باد از من ایشان را که سعادت مرا تخیر کرده اند و راه مرا گزینیده اند و در حدیث  
است چهل فارغ شود حق تعالی از قضا میان مردمان و خواهند بیرون آرند آنان را که ایمان دارند

فرشته تکان را فرمان شود که هر که اثر سجود دارد بیرون آید و آتش همه را خورد و موضع سجود بخورد و ایشان را  
بدان عزامت بیرون آرند آب حیات از نهال حیات بر ایشان بریزند ایشان رسته گردند چون گیاه  
کنار نیل مردی میان جنت و نار بماند مردی باشد که ریش سویی دوزخ بود و بگوید  
خداوند بگردان روی مرا از جانب آتش که بوی او مرا رنجاند نیز می او مرا سوخت خدا نیکیایی  
با او گوید اگر با تو این کنم دیگر چیز از من نخواهی عهد کند که نخواهم چون رو بوی بهشت کند بوی بهشت  
در روح او در داغش آید و مندار سے از وقت ساکن ماند طاقش بیا در آید بگوید خداوند مرا در بهشت





برند آید یا او گوید نه که عهود و مواعیت استوار گردی که بعد از این مساله ننگم گفت خداوند را به کرم خویش  
 مرا محروم ترین بنده گان خود گردانند ای خدا سیئه فرماید اگر این مسؤل اجابت کنم دیگر نخواهی باز عهود  
 و مواعیت استوار کنی و آنچه ای شود که در باب بهشت برند چون در باب بهشت رزق و تقاضای سیئه  
 باغ و حور و قصور بنده مقدار سیئه ساکن ماند باز طاعتش از سر رود و گوید خداوند مرا در بهشت در آرد  
 خدای گوید چه غداری ای این آدم چه سخنان عهود و مواعیت گفت خداوند مرا محروم ترین عباد مکرران بهشت  
 سخن میگوید که خدای تعالی ضحک کند بده او را اذن بدخول بهشت کند و گوید آرزو کن آرزو کند بخود  
 که جمله آرزو ها منتقم شود تا خدای تعالی او را می داند و آرزو باش بدو میدهد و گوید این دهم چندین دیگر با این  
 ترا دادم و در حریت است طایفه باشند که در بهشت در آیند شفاعت من و ایشان را آتش دوزخ  
 رسیده باشد فقال لهم الجهنمیون -

سوال (کلام) اگر ترا پرستند در بهشت این نام ایشان را موجب تخفیف نباشد در حریت و او  
 نفیم است تخفیف در دوزخ بود

جواب بگویند که هم موجب عظمت و غرت ایشان باشد که ایشان آتانه که شفاعت  
 محمد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم فراهم یافته اند خاصه شفاعت او اند که برای ایشان شفاعت کرده  
 و ایشان را بدون آورد و ایشان را آن موجب غرت و عظمت باشد نه موجب هزل و ذل جهنمیون  
 اشارت بر این باشد که ایشان آتانه قهر خدا را مشاهده کرده اند و چشیده اند عذاب را و بگویند ترشاندند  
 چون در بهشت آمدند چند سیئه تخفیف دیدند آن لذت یافتند که بهشتیان دیگر را نیست درین شکر نعمت  
 بیشتر باشد و معرفت زیادت تر زیرا چه این بدان ماند که شهید بعد خطبه بخورند و در حریت است که  
 تخفیف را حکم شود و جنت را به بنده جایی خالی نیابد فرمان شود برو در آید ترا بمنزل آن ده چندان دنیا  
 مقام در بهشت دادم باز گوید خدایا بهشت پر است باز همان فرمان آید باز گوید خداوند ما را سزاوار  
 میکنی تو برین و تو از جسم الراحلین این مسؤل اینجا خدیر گفت که رسول الله گفت که خدای اینجا ضحک کرد  
 او اندک ترین مردم باشد در بهشت از روی مرتبه و نصیب -



۴۸

سوال (۴۸) اگر ترا پسند بشت و دوزخ این زمان مخلوق و موجود هستند؟

جواب بگو آری این زمان موجود و مخلوق هستند بنا بر ظاهر نصوص که تخصیص بر اعداد وجود ایشان کرده پس عدول بتأویل بر این که تحقق بود بلفظ ماضی آورده شد ضایع باشد اما مقتضی میگوید که این زمان موجود نه اند اما مخلوق خواهند شد در روز قیامت از سبب تحقیق بلفظ ماضی ذکر کرده شده و اهل ایشان ابدی باشند همیشه هرگز فنا نه پذیرند خلاف جمهور که ایشان میگویند فنا پذیرد و این خلاف قرآن و نصوص قاطعه است قوله تعالی کل شیء هالک الا وجهه مراد از این نانی بذات است یعنی باستحقاق نفس خویش من حیث هو هو کل شیء فانی است چرخ ذات باری و آنکه خیرے را باقی دارد او را قابلیت فنا باشد بذات و غیر صادق بدان خبر میرد ایمان بدان واجب آید و انکار آن روانه بود و ثواب اهل جنت همیشه باشد آنهایی میگوید که منقطع شود بسکون دائم که آن موجب لذت باشد اهل بهشت را موجب الحام باشد مرا اهل نار را اما این تنجیحات و تعذیبات که در حدیث آمده است و در قرآن مطلق است تمام خواهد شد و این دعوی بلا دلیل و حکم بلا حجت و جهیمه میگوید اگر اهل بهشت باشد خدا ی تعالی عدد انفس ایشان بدانند یا ندانند اگر بدانند عدد لا تنهایی استن جمل و اگر ندانند هم جمل لازم آید جواب بگو علم شیء چنانکه آن شیء است و لود چون آن شیء فانی باشد علم بدان همچنان بود که آن شیء است که آن را نهایت است و همچنان کدر وجودی آید علم بدان متعلق میشود و حدوث آن متعلق موجب حدوث صفت علم و با ذات الله نبود تحقیق این بالا رفته است در فصل صفات -

۴۹

سوال (۴۹) اگر ترا پسند وصف جنت و اهل او چیست؟

جواب بگو در حدیث ابو هریره روایت کرد از رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم گفت قال الله تعالی اعدت لعبادی العالمین الا عین رایت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر فاقروا ان شیئکم فلا تعلم نفس الا انکم ترن قرۃ العین و رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فرمود که مقدار موضع تازیانه از جنت بهتر از دنیا و آنچه در دست اگر یک زن از زمان اهل جنت پیدا آید بر اهل زمین روشن کند آنچه میان آسمان و زمین است و بیوی خوش معطر گرداند و آنچه که بر سواد باشد چتر از دنیا و آنچه در دست و فیة العین



در بهشت درختی باشد که سوار در سایه او یکصد سال برود و آن تمام نشود و مقدار یک گوشه کماں از  
 بهشت بهتر از دنیا و در بهشت مومن را خیمه باشد طول او شصت میل بود و در هر گوشه هزار اهل باشد  
 یک مرد بگره رانده و دو بارغ باشد یک برنگ زرد و یک برنگ نقره و میان بنده و خدای تعالی  
 حجاب نباشد چرخ برپا و در بهشت حد درجه باشد هر درجه بدرجه دیگر زمین و آسمان باشد و لایه او  
 عرش بود و فردوس اعلی درجیات بهشت باشد آنها رحمت از و روان شود و چون از خدای تعالی  
 جنت بخوانند فردوس بخوانند و فیہ ایضاً آلال زمزم که در بهشت در آید بصورت ماه چهارم باشد  
 پس ایشان بصورت ستاره باشند متعلق به یک دل باشند هر یک را دو گمان جنت باشد  
 از سفید پوستان بزرگ چشمان که رخ ساقی ایشان از بیرون استخوان گوشت دیده شود از عاقبت نشانی  
 حسن گویند بامداد و شبگاه تکرار الله لا تکلمنا و تعذیبنا و یجمع و یفترق زمینی از بیرون باشد  
 و خویس نه اندازند آوند ایشان از زر و نقره باشد و سختی دیگر ایشان درخت عود باشد و بوی مشک باشد  
 بر مورتی آدم باشند طول ایشان شصت گز باشد و مفهم طعام آذاری و باری و بوی خوش از زمین  
 ایشان بیرون آید و خوشبو شود همچون مشک اند و گیس نه شوند جامه ایشان کهنه نه شوند و جوانی نه اند و پیر مرد  
 اهل بهشت بیکدیگر با به بنیدرت و درجیات تا بحر مشرق از مغرب بتفاوت است اعمال فوارش عجب است  
 به یک هرگز یک از خود دیگر را منعم تر ندانند همه خود را به نعمتی منعم دانند که دیگر به نبود و الا تنقیصی شود و بهشت  
 بهشت نه مانند این حکمت عظیم است و اینجا متر به بزرگ خبر عارفان نشاند و دل بدل و انداختن  
 آن فهم عوام طاقت ندارد گفتند یا رسول الله این درجه انبیا است گفت آری به هر که انبیا را اتباع کند  
 بدرجه ایشان رسد بدولت اتباع ایشان خدای با ایشان گوید اهل بهشت شما را رضی شدید یا نه بگویند  
 خداوند ما را چه شده است که راضی شویم چیزی دادی ما را که کسی رانده دادی بهر یک این سخن گوید خدای بگوید  
 افضل از این چیزی دگر بگویم گویند افضل از این دیگر چه باشد فرمان شود از شما راضی شدم که هرگز ناخوشتر از این  
 ادینے درجات اهل بهشت شخصی باشد که او را بگوید آرزو بگو و برآورد و بگوید پس با او گوید ترا است آنچه آرزو  
 برده و هم چندان با او سیکان و جیال و نیل و فرات هر یک از جوئیها به بهشت است و میان درخت

کماں و لایه  
 و بوی خوش



در راه چهل سال باشد ابو هریرة گفت من از رسول الله پرسیدم از چه آفریده شد بهشت گفت خشک  
از غصه و خشک از زرد گل و مشک از فرد سنگریزه از مردار پدید و یا قوت میال هر درجه راه صد سال باشد  
در بهشت صد درجه اگر عالمیانی جمع شوند در یکی از ایشان هر آینه بکشند هر درجه را قوت صد مرد باشد از طوع  
اگر اقدار یک ناخن از اهل بهشت ظاهر شود آراسته شود میان شرق و مغرب دنیا و میان زمین و آسمان  
اگر مردی از اهل بهشت دست در زمین خود ظاهر کند نور از شمس و ماه بکشد چنانکه نور شمس نور ستارگان را  
نور کند و اهل بهشت بیست و نوبه اندام و سیه ریش هر یک سیصد و شصت سال و سی و سه سال باشد سدره المنی  
در بهشت درخت کُنار سیه است که در سایه کُنار سیه او سوار صد سال برود و بر درخت کُنار سیه باشد بزرگ  
عناصرت که میوه هم بزرگ باشد در بهشت اسبایان باشند از یا قوت سرخ ببرد در آنجا که  
خواهد شخصی پرسید که شتر هم باشد گفت آنچه تو خواهی براسی تو خواهد بود اهل بهشت صد و هشت  
صفت باشند مراد از این کثرت است بهشت اعمت از امت محمد صلی الله علیه و آله و سلم باشند  
و چهل از امتان دیگر این نیز عبارت از قلت و کثرت است یعنی امت محمد در بهشت بیشتر باشند از  
امتار دیگر و از امیر المومنین علی رضی الله عنه منقول است در بهشت بازاری باشد که در پیچ و خم  
نه شود خمر و سب و لب از رجال و نساء هر صورتی که خوش آید بخورد و ببرد و اندک درجه اهل بهشت شخصی  
باشد که او را هشتاد هزار خادمه باشد و هفتاد و دو وزن براسی او را از رینه از اول و در هر دو یا قوت  
و مقدار مسافت هر خانه مسافت شهریه باشد از شام هم گویند که همه جوان باشند بر سر اهل بهشت تا جایی باشد  
از مردار پدید و زهره میان مشرق و مغرب بوال روشن شود و چون مومن آرزوی دل کند در بهشت  
مصل و زاد و بزرگ شدن او یک ساعت باشد امام اسحق بن ابراهیم در حدیث گفته اگر آرزو کند بیاید  
ولیکن نه کند و این آرزو در دل مومنان نه اندازند و در بهشت حقیقه از حور عین باشد زخم متو کنند سرود  
گویند که هیچ دقیقه مردم آن الحان نشنیده اند این الفاظ میگویند ما همیشه زنده ایم هرگز نمیریم و ما خوش باشیم  
و ما همیشه خوش شویم و ما خوش باشیم و ما خوش شویم و ما خوش شویم و ما خوش شویم و ما خوش شویم  
و بهشت جوئی آب و جوئی شهد و جوئی شیر و جوئی خمر باشد از لکن آنها بیرون آید خانه بخانه و



شود و در وقت بهشت و اهل بهشت اخبار و احادیث و حکایات و قصص آن مقدار است که قابل غلبه  
 نبود و لیکن اختصار هم بر احادیث مصابح کرده شد که معتدل اهل دین و مقبول اهل یقین است و اما لغت و شرح  
 و اهل آن هم از احادیث کتاب الله مذکور است چند سیه گوئیم و اختصار هم بر آن کنیم رسول الله صلی الله علیه  
 و سلم فرمود نار شهابی که با شد از هفتاد و چهار هزار تن گفتند یا رسول الله اگر چه بود سیه بر آن  
 سوختن کافی بود سیه گفت زیادت است بر من به خود نه خورد و هر خورد در گرمی بخورد و بگرسه باشد گفت  
 رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم دوزخ را اگر نبت با هفتاد هزار بار بیاورند و بر هر چهار هفتاد هزار نفر شسته  
 باشند که بکشند او را و آسان ترین اهل نار شخصی باشد که او را دو نعلین سازند و دو بند از آتش سازند که بر آن  
 دماغ او بپوشد چنانکه دیگر مسین او شود هیچ یکی را از خود سخت تر عذاب نه بنید و در واقع اهون همه او باشد  
 مردی را از ستمان دنیا بیاورند و بگزارند بدوزخ باندازند بکشند بر سینه و ریه و قینه بدو  
 رسیده بود در دنیا همه را بجنب این ساعت فراموش کند گوید هیچ وقتی راحته را یاد ندارم گفت  
 میان درد و کشتن کافر مسرت سی روز باشد مرا کب شتر باندازد و دندان کافر را بچو کوه احد باشد و پیری  
 بوم او مقدار مسرت سی روز آتش دوزخ افروخته شود هزار سال تا مسرخ شد هزار دیگر افروخته شد  
 تا سفید گشت هزار دیگر افروخته شد تا سیاه و ظلم گشت و روایت دیگر دندان کافر مثل بیضا  
 باشد و بیضا نام کوسه است در کشتگاه او مسرت چند زبده باشد زید نام مقام است در دوزخ  
 دیگر مقدار که از مدینه و زبان کافر مقدار فرسخ و فرسخین باشد بیرون آمده بود رسول الله صلی الله علیه و آله  
 و سلم فرمود که سوز نام کوسه است در دوزخ هفتاد سال بر او آیند و هفتاد سال فرود آیند در تفسیر  
 قوله تعالی کالحمل الشوی الوبوء رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم فرمود روغن زیتنه باشد چون به نزدیک  
 رویه ایشان آرد از حرارت آن پر کاله رویه ایشان فرود افتد آب گرم بر رویه ایشان و بر ایشان  
 ریخته شود در شکم ایشان در آید بشکند آنچه در شکم ایشان است هر بار همچنان کرده شود آب را بخوراند  
 بگرمی همچنان باشد که چون نزدیک ایشان کنند رویه ایشان بریان شود و پر کاله گوشت سوخته  
 بر زمین افتد چون در شکم رود و در گانهها بشکند و از راه دبر بیرون آید چون فریاد بر آید مثل شکل







ای الله متضرعاً نقول اللهم انک الیوم فی النار برکتک یا عزیز یا غفار یا کریم یا ستار  
یا رحیم یا بار اللطیم اجزنا من النار یا مجیر دنیا آتئنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب النار  
یا مخلصنا انفسنا و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لکنون من الخاسرين و علی الله تکیة مسیة ما و هو معنا  
ثم اذ آنک و ارحم الراحمین و سلم تسلیماً کثیراً کثیراً برکتک یا ارحم الراحمین -

غلط نامه کتاب العقاید

ردیف	غلط	صحیح	ردیف	غلط	صحیح
۱	۳	۴	۱	۳	۴
۲	۲	کے	۲	آوان	آدن
۳	۵	جمیعاً	۳	یجس	یجس
۴	۵	برأت	۴	تکلیفیت	تکلیفیت
۵	۶	کمال و نفس	۵	متنور	متنور
۶	۱۲	صفت به قبیح	۶	قلبه	قلبه
۷	۱۴	تعالی تعالی است	۷	والقرات	والقرات
۸	۹	سیر	۸	۳۳	۳۳
۹	۲۲	شرح	۹	یا مردم	یا مردم
۱۰	۲۷	خیراً	۱۰	یا دارا	یا دارا
۱۱	۲۸	طبیاً	۱۱	منقش	منقش
۱۲	۲۹	تغفیض	۱۲	و هم در	و هم در



۳۰	۱۱	باتینا	یا حیا	۳۲	۱۸	اعلیا	انلیها
۳۵	۵	کند	کنند	۳۷	۱۷	کند	کند
۴۲	۱	قلیف	تخلیف	۴۳	۹	تخلیف	تخلیف
۴۹	۱۸	دومد	دومد	۵۰	۱	کرد	آن ملاقات بدو می بود بعد موت بنی خضر چون بیدار شد اوقات روح بار روح محمد رسول الله کرد تجمل نتواند
۵۲	۵	نفسان	نفسان	۶۳	۱۲	تجمل نه نتواند	تجمل نتواند
۶۵	۲	لوح	لوح	۶۵	۲۰	شود و خرق	شود و خرق
۶۶	۱۲	درج	درج	۶۶	۱۵	حکم آوی شود	حکم آوی شود
۶۷	۵۲	شور و روح	نور و روح	۶۸	۵	اهندی می	اهندی می
۶۸	۱۳	نیکتیه	نیکتیه	۶۸	۱۵	می سپارند	می سپارند
۶۸	۱۸	وزوای	وزوای	۷۳	۸	الازی	الازی
۷۵	۲	خدا یا ما	خدا یا ما	۷۵	۷	الله	الله
۷۸	۱۲	فنیکره	فنیکره	۸۶	۱۳	برداشتیه	د محظنه
۸۸	۴	منیت	میت	۹۷	۲۰	اصططاری	اضططاری















